سلوک واحسان

افادات

فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی قدس سرہٗ

مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند

ترجمہ وتشریح

محمد فاروق غفرلہٗ

خادم جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ

ناشر

مکتبہ محمودیہ

جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ

E:\Sulooq wa Ahsan\01-Fahrist

فہرست مضامین

سلوک واحسان

کمپوزنگ:......مجیب الرحمٰن قاسمی لکھیم پوری، شعبہ کمپیوٹر جامعہ محمودیہ علی پور میرٹھ

E:\Sulooq wa Ahsan\01-Fahrist

کمپوزنگ: ...... مجیب الرحمٰن قاسمی لکھیم پوری، شعبہ کمپیوٹر جامعہ محمودیہ علی پور میرٹھ

کمپوزنگ:......مجیب الرحمٰن قاسمی لکھیم پوری، شعبہ کمپیوٹر جامعہ محمودیہ علی پور میرٹھ

E:\Sulooq wa Ahsan\01-Fahrist

کمپوزنگ: ...... مجیب الرحمٰن قاسمی لکھیم پوری، شعبہ کمپیوٹر جامعہ محمودیہ علی پور میرٹھ

کمپوزنگ:...... مجیب الرحمٰن قاسمی لکھیم پوری، شعبہ کمپیوٹر جامعہ محمودیہ علی پور میرٹھ

منکرات تصوف

کمپوزنگ:......مجیب الرحمٰن قاسمی لکھیم پوری،شعبہ کمپیوٹر جامعہ محمودیہ علی پور میرٹھ

E:\Sulooq wa Ahsan\01-Fahrist

کمپوزنگ:...... مجیب الرحمٰن قاسمی لکھیم پوری، شعبہ کمپیوٹر جامعہ محمودیہ علی پور میرٹھ

E:\Sulooq wa Ahsan\01-Fahrist

کمپوزنگ:...... مجیب الرحمٰن قاسمی لکھیم پوری، شعبہ کمپیوٹر جامعہ محمودیہ علی پور میرٹھ

E:\Sulooq wa Ahsan\01-Fahrist

کمپوزنگ:......مجیب الرحمٰن قاسمی لکھیم پوری، شعبہ کمپیوٹر جامعہ محمودیہ علی پور میرٹھ

کمپوزنگ:......مجیب الرحمٰن قاسمی لکھیم پوری، شعبہ کمپیوٹر جامعہ محمودیہ علی پور میرٹھ

کمپوزنگ:......مجیب الرحمٰن قاسمی لکھیم پوری، شعبہ کمپیوٹر جامعہ محمودیہ علی پور میرٹھ

کمپوزنگ:......مجیب الرحمٰن قاسمی لکھیم پوری، شعبہ کمپیوٹر جامعہ محمودیہ علی پور میرٹھ

E:\Sulooq wa Ahsan\01-Fahrist

کمپوزنگ:......مجیب الرحمٰن قاسمی لکھیم پوری، شعبہ کمپیوٹر جامعہ محمودیہ علی پور میرٹھ

کمپوزنگ:......مجیب الرحمٰن قاسمی لکھیم پوری، شعبہ کمپیوٹر جامعہ محمودیہ علی پور میرٹھ

E:\Sulooq wa Ahsan\01-Fahrist

کمپوزنگ:......مجیب الرحمٰن قاسمی لکھیم پوری، شعبہ کمپیوٹر جامعہ محمودیہ علی پور میرٹھ

E:\Sulooq wa Ahsan\01-Fahrist

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ

کمپوزنگ:.......مجیب الرحمٰن قاسمی لکھیم پوری، شعبہ کمپیوٹر جامعہ محمودیہ علی پور میرٹھ

E:\Sulooq wa Ahsan\01-Fahrist

کمپوزنگ:......مجیب الرحمٰن قاسمی لکھیم پوری، شعبہ کمپیوٹر جامعہ محمودیہ علی پور میرٹھ

عرض مرتب

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد

حدیث پاک میں ہے کہ سیدنا جبرئیل علیہ السلام حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں انسانی شکل میں تشریف لائے، اور ایمان، اسلام، احسان کے بارے میں سوالات کئے تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جوابات عنایت فرمائے، سوالات کے جوابات دینے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ''**فانہ جبرئیل اتاکم یعلمکم دینکم**'' [یہ جبرئیلؑ آئے تھے تمہیں تمہارا دین سکھانے کے لئے] اس تعبیر میں یہ بات بتادی گئی کہ علوم دینیہ کا خلاصہ ان جوابات میں موجود ہے۔ پس تمام احادیث علوم تین حصوں میں تقسیم ہوسکتی ہیں۔

☆......وہ احادیث جن میں دین کے اصول اور نظریات کی تعلیم ہے۔

☆......وہ احادیث جو اعمال ظاہرہ کی اصلاح سے متعلق ہیں۔

☆......وہ احادیث جو اصلاح باطن سے متعلق ہیں۔

حدیث جبرئیلؑ میں ان تینوں قسموں کا ذکر آ گیا۔''**ما الایمان**'' میں اصلاح

عقائد کا مضمون آ گیا۔"**مـــا الاسـلام**" میں اعمال ظاہرہ کی اصلاح کا مضمون آ گیا اور "**ماالاحسان**" میں اصلاح اخلاق کا مضمون آ گیا۔ چند جملوں میں پورے دین کا خلاصہ بیان کر دینا پیغمبرانہ اعجاز ہے، لہذا یہ حدیث "**جوامع الکلم**" میں سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت انتہائی جامعیت کی حامل تھی آنحضرت ﷺ دین کے ان تینوں حصوں کی کماحقہٗ تشریح اور اشاعت فرمائی۔ صحابہ کرامؓ میں بھی جامعیت کی شان کافی حد تک تھی۔ لیکن مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ جامعیت میں کمی آتی گئی۔ اسلئے علماء امت نے دین کی حفاظت وخدمت کے لئے ان شعبوں کو تین مستقل علیحدہ علیحدہ علوم میں مدون کر دیا......

☆...... تصحیح عقائد کے سلسلہ میں کتاب وسنت میں جو ہدایات دی گیں ان کی حفاظت وخدمت کے لئے "علم کلام" مدون ہوا۔

☆...... اعمال ظاہرہ کے متعلق جو راہنمائی کتاب وسنت نے کی ہے اس کی تشریح کے لئے "علم الفقہ" کو مدون کیا۔

☆...... اصلاح باطن کے متعلق جو باتیں کتاب وسنت نے بتائی ہیں ان کی تفصیلات کے لئے "علم الاحسان، علم الاخلاق، علم التصوف" مدون ہوا۔

ان علوم ثلاثہ میں کامل دسترس رکھنے والا ہی محقق اور کامل عالم دین کہلانے کا حقدار ہے۔ اس تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ یہ تینوں علوم "**تیسیـــر عـــلـی الامۃ**" کے لئے مدون کئے گئے۔ یہ علوم قرآن وسنت سے کوئی الگ چیز یا ان کے خلاف کوئی چیز نہیں بلکہ کتاب وسنت کی روح اور ان کے ثمرات ہیں۔ شیخ زروقؒ اپنی کتاب "**ایـقـــاظ الھم**" میں لکھتے ہیں۔"**لـنسبۃ التصـوف من الدین نسبۃ الروح الی الجسد**"

[تصوف کی نسبت دین کے سات اسی طرح ہے جیسے روح کی نسبت جسم کے ساتھ]

حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنے ایک مکتوب میں ملا حاجی محمد لاہوریؒ کو تحریر فرماتے ہیں:

''کہ شریعت کے تین حصے ہیں، علم، عمل، اخلاص۔ جب تک یہ تینوں اجزاء متحقق نہ ہوں شریعت متحقق نہیں ہوتی، جب شریعت متحقق ہو جاتی ہے تو حق تعالیٰ کی رضا حاصل ہو جاتی ہے، جو کہ تمام دنیاوی اور اخروی سعادتوں سے بالاتر ہے، طریقت وحقیقت جس سے کہ صوفیاء ممتاز ہوئے ہیں دونوں (شریعت کے تیسرے حصے) یعنی اخلاص کی تکمیل میں شریعت کے خادم ہیں، پس ان کی تحصیل صرف شریعت کی تکمیل کے لئے کی جاتی ہے''۔

احوال ومواجید اور علوم ومعارف جو اثناء راہ میں حاصل ہوتے ہیں وہ مقاصد میں سے نہیں۔ ان سب سے گزر کر مقام رضا تک پہنچنا چاہئے، جو کہ سلوک کا آخری مقام ہے، اس لئے طریقت وحقیقت کی منزلوں کو طے کرنے کا مقصد تحصیل اخلاص (احسان) کے سوا کچھ نہیں ہے۔

(جلد اول مکتوب سہ وششم)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں......

'''مقصود صوفیہ کے طریقہ عالیہ کا مشاہدہ حق کا حصول ہے ''**کانک تراہ**'' اور اس حضور کا نام انہوں نے ''**مشاھدہ بالقلب**'' رکھا ہے'' (انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ ص ۳۹)

حدیث متواتر کی تعریف اور اس کے قطعی الثبوت ہونے کی دلیل میں اہل اصول لکھتے ہیں:

''**الخبر المتواتر ما یکون له طریق بلا عدد معین، تکون العادة قد احالت تواطؤهم علی الکذب**'' (نخبة الفکر)

حدیث متواتر وہ ہے کہ اتنی بڑی تعداد نے ہر زمانے میں اس کی روایت کی ہو کہ

عقل سلیم اور انسانی عادات اس بات کو ماننے کے لئے تیار نہ ہوں کہ اتنے کثیر انسانوں نے غلط بیانی اور افتراء پردازی پر اتفاق کرلیا ہے، اور یہ کسی سازش کا نتیجہ ہے۔

چنانچہ قرن ثانی سے لے کر اس وقت تک بلا انقطاع اور بلا استثناء ہر دور اور ہر ملک کے کثیر التعداد مخلص بندوں نے علم تصوف کو حاصل کیا۔ خود فائدہ اٹھایا اور دوسروں کو پہنچایا۔ یہی دلیل علم تصوف کی حقانیت کو اجاگر کرنے کے لئے کافی ہے۔ ع

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں۔

"صحبتنا وتعلمنا آداب الطريقة والسلوک متصلة الى رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وآله وسلم بالسند الصحيح المستفيض" [ہماری صحبت اور ہماری تعلیم جو آداب تصوف وسلوک سے تعلق رکھتی ہے یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سند متصل صحیح اور جاری کے ذریعہ ملتی ہے]

خلاصہ کلام:۔صحابہ کرامؓ نے علم ظاہری وعلم باطنی یعنی علم قال وعلم حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا اور اس وقت سے امت میں ان علوم کی اشاعت وترویج جاری وساری ہے، آج کے دور میں علم قال کو فقہ یا شریعت اور علم حال کو تصوف یا طریقت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے، یہ دونوں علوم انسان کی ایمانی تکمیل کے لئے ضروری ہے۔

تصوف مشاہیر امت کی نظر میں

☆......شیخ ابوطالب مکیؒ قوت القلوب میں لکھتے ہیں۔

هما علمان اصليان لا يستغنى احدهما عن الاخر

بمنزلة الاسلام والایمان مرتبط کل منهما بالاخر کالجسم والقلب لا ینفک احد من صاحبه" [دونوں علوم اصلی ہیں، جوایک دوسرے سے مستغنی نہیں ہیں، بمزلہ اسلام اور ایمان کے۔ ہر ایک دوسرے کے ساتھ بندھا ہوا ہے، جیسے جسم اور قلب کہ ان میں سے ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوسکتا]

☆......شیخ الاسلام زکریا انصاریؒ لکھتے ہیں۔

"**الشریعة ظاهر الحقیقة والحقیقة باطن الشریعة وهما متلازمتان لا یتم احدهما الا بالأخر**" [شریعت حقیقت کا ظاہر ہے،اور حقیقت شریعت کا باطن، دونوں لازم وملزوم ہیں، ایک کے بغیر دوسرے کی تکمیل نہیں ہوتی]

☆......حضرت امام مالک بن انسؒ فرماتے ہیں۔

"**من تفقه ولم یتصوف فقد تفسق ومن تصوف ولم یتفقه فقد تزندق ومن جمع بینهما فقد تحقق**" [جس نے (علم) فقہ حاصل کیا مگر (علم) تصوف حاصل نہ کیا اس نے فسق کیا۔جس نے (علم) تصوف حاصل کیا مگر (علم) فقہ حاصل نہ کیا وہ زندیق ہوا۔جس نے ان دونوں (علوم) کوجمع کیا پس وہ محقق ہوا]

☆......علامہ شامیؒ فرماتے ہیں۔

"**الطریقة والشریعة متلازمتان**" [طریقت وشریعت دونوں لازم وملزوم ہیں]

☆......اکبرالہ آبادی مرحوم نے شریعت وطریقت کی حقیقت کواشعار میں بیان کیا ہے۔

سنو دو ہی لفظوں میں مجھ سے یہ راز
شریعت وضو ہے طریقت نماز

شریعت در محفل مصطفٰے ﷺ
طریقت عروج دل مصطفٰے ﷺ

شریعت میں ہے صورت فتح بدر
طریقت میں ہے معنی شق صدر

شریعت میں ہے قیل وقال حبیب ﷺ
طریقت میں حسن و جمال حبیب ﷺ

نبوت کے اندر ہیں دونوں ہی رنگ
عبث ہے یہ صوفی وملا کی جنگ

پس ثابت ہوا کہ علم تصوف کوئی عجمی چیز نہیں بلکہ خالص مکی اور مدنی چیز ہے۔البتہ جاہل صوفیاء کی وہ باتیں جو کتاب وسنت کے خلاف ہوں ہمیشہ رد کی جائیں گی۔

☆......امام ابوالقاسم قشیریؒ فرماتے ہیں۔

"کل شریعة غیر مویدة بالحقیقة فغیر مقبول و کل حقیقة غیر مقیدة بالشریعة فغیر محصول" [شریعت کی ہر وہ بات جس کی تائید حقیقت سے نہ ہو وہ غیر مقبول ہے اور حقیقت کی ہر وہ بات جو شریعت کی قیود میں نہ ہو حاصل کرنے کے قابل نہیں ہے]

☆......حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں۔

"**كل طريقة ردته الشريعة فهو زندقة والحاد**" [طریقت کی ہر وہ بات جسے شریعت رد کرے زندقہ اور کفر ہے]

☆......حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ اپنے مکتوب میں فرماتے ہیں۔

''ہمارے مشائخ شرع شریف کے نفیس موتیوں کو بچوں کی مانند وجد وحال کے جوز و مویز کے بدلے نہیں دیتے۔ نص سے فص کی طرف مائل نہیں ہوتے۔ فتوحات مدنیہ سے فتوحات مکیہ کی طرف التفات نہیں کرتے۔ ان کا کارخانہ بلند ہے۔''

ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں۔

''وہ ریاضتیں اور مجاہدے جو تقلید سنت سے الگ ہو کر اختیار کئے جائیں معتبر نہیں ہیں، اس لئے کہ جوگی اور ہندوستان کے براہمہ اور یونان کے فلاسفہ بھی ان کو اختیار کرتے ہیں، اور یہ ریاضتیں ان کی گمراہی میں اضافہ کے سوا اور کچھ نہیں کرتی ہیں۔'' (جلد اول مکتوب دوصد و بست و یکم)

☆......حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ تحریر فرماتے ہیں۔

''بعض جہلاء جو کہہ دیتے ہیں شریعت اور ہے اور طریقت اور ہے محض ان کی کم فہمی ہے، طریقت بے شریعت خدا کے گھر مقبول نہیں۔ صفائی قلب کفار کو بھی حاصل ہوتی ہے۔ قلب کا حال مثل آئینہ کے ہے۔ آئینہ زنگ آلودہ ہے تو پیشاب سے بھی صاف ہو جاتا ہے اور گلاب سے بھی صاف ہو جاتا ہے، لیکن فرق نجاست وطہارت کا ہے۔ ولی اللہ کو پہچاننے کیلئے اتباع سنت کسوٹی ہے۔ جو متبع سنت ہے وہ اللہ کا دوست ہے، اور اگر مبتدع ہے تو محض بے ہودہ ہے۔ خرق عادات تو دجال سے بھی ہونگے۔'' (رجوم المذنبین ص ۱۲۹)

لہذا سالک کو چاہئے کہ علم تصوف ان حضرات سے سیکھے جن کا علم وعمل اور قال وحال کتاب وسنت کے عین مطابق ہو۔ جاہل و بےعمل صوفیاء کی بے ہودہ باتوں پر ہرگز ہرگز فریفتہ نہ ہو۔ عربی کا مشہور مقولہ ہے۔ ”خذما صفا ودع ما کدر“ [جو صاف ہو وہ لے لو اور جو میلا ہو وہ چھوڑ دو]

تصوف کیا ہے؟

۱)......حضرت جنید بغدادیؒ کے استاد حضرت محمد بن علی القصابؒ سے پوچھا گیا کہ تصوف کیا ہے؟ فرمایا تصوف ان کریمانہ اخلاق کا نام ہے جو کسی کریم زمانہ میں کسی کریم شخص سے شریف لوگوں کے سامنے ظہور پذیر ہوں۔

۲)......حضرت جنید بغدادیؒ نے فرمایا:

”تصوف یہ ہے کہ تو مخلوق سے منہ موڑ لے، اللہ سے رشتہ جوڑ لے۔“

۳)......حضرت ابو محمد جریریؒ نے فرمایا:

”تصوف نام ہے ہر قسم کے اچھے اخلاق کے اندر ہونے کا اور ہر قسم کے کمینے اخلاق سے باہر نکل جانے کا۔“

۴)......حضرت عمرو بن عثمان مکیؒ نے فرمایا:

”تصوف یہ ہے کہ بندہ ہر لحہ ایسے عمل میں مشغول ہو جو اس لحہ کے لئے زیادہ مناسب ہو۔“

۵)......حضرت محمد بن علی بن الحسین بن علیؓ بن ابی طالب نے فرمایا:

”تصوف اچھے اخلاق کا دوسرا نام ہے جو اچھے اخلاق میں تجھ سے زیادہ ہے وہ تصوف میں زیادہ ہے۔“

02-Muqaddama Sulook wa Ahsan

۶)......حضرت مرتعشؒ نے فرمایا:

''تصوف اچھے اخلاق کا مجموعہ ہے۔''

۷)......حضرت ابوعلی قزوینیؒ نے فرمایا:

''تصوف ایسے اخلاق کو کہتے ہیں جن سے رب راضی ہو۔''

۸)......حضرت ابوالحسن نوریؒ نے فرمایا:

''تصوف علم وفن کا نام نہیں مجموعہ اخلاق کا نام ہے۔''

۹)......حضرت احمد خضرویہؒ نے فرمایا:

''تصوف باطن کی گندگی اور کدورتوں سے پاکیزگی حاصل کرنے کا نام ہے۔''

۱۰)......حضرت ابوحفص نیشاپوریؒ نے فرمایا:

''تصوف آداب ہی آداب ہے، ہر وقت کا ادب، ہر جگہ کا ادب، ہر حال کا ادب''

۱۱)......حضرت معروف کرخیؒ نے فرمایا:

''تصوف ہر چیز کی حقیقت جاننے اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے مایوس ہونے کا نام ہے۔''

۱۲)......حضرت حمزہ بغدادیؒ نے فرمایا:

''تصوف درگزر کو اختیار کرنا، اچھے کاموں کا حکم دینا اور جاہلوں سے اعراض کرنا۔''

۱۳)......حضرت مجدد الف ثانیؒ نے فرمایا:

''تصوف شریعت پر اخلاص سے عمل کرنے کا نام ہے۔''

۱۴)......حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے فرمایا:

''تصوف اپنے کو مٹا دینے کا نام ہے۔''

۱۵)......حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ نے فرمایا:

''تصوف کی ابتداء ہے ''**انما الاعمال بالنیات**'' [بیشک اعمال کا دارومدار نیت پر ہے] اور تصوف کی انتہاء ''**ان تعبد الله کانک تراه**'' ہے۔[یہ کہ تو اللہ کی عبادت کر گویا کہ تو اس کو دیکھ رہا ہے]

۱۶)......حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے فرمایا:

''تصوف یہ ہے کہ اللہ کو عبادت سے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطاعت سے اور مخلوق خدا کو خدمت سے راضی کرو۔''

خلاصه کلام: انسانی زندگی ایک ہیرا ہے جسے تراشنا انسان کا اپنا کام ہے۔ کائنات نے حضرت انسان کو کہیں ''**انی جاعل فی الارض خلیفة**'' سے خطاب کیا۔ کہیں ''**لقد کرمنا**'' کا تاج پہنایا اور کہیں ''**فضلنا**'' کا ہار گلے میں ڈال کر عزت افزائی کی۔انسان کو چاہئے کہ ''**الست بربکم**'' کے میثاق کو پیش نظر رکھتے ہوئے ''**وتبتل الیه تبتیلا**'' کے راستے پر چلے،اور ''**الی ربک منتهٰها**'' کی منزل پر پہنچ کر دم لے۔

کسی بھی گاڑی کو منزل پر پہنچنے کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ایک تو سڑک ٹھیک ہو، دوسرے گاڑی میں پیٹرول بھرا ہوا ہو، اگر سڑک ٹھیک نہ ہو تو بھی گاڑی نہیں چل سکتی، اگر پیٹرول نہ ہو تو بھی گاڑی نہیں چل سکتی، دونوں چیزیں لازم وملزوم ہیں۔پس انسان کی مثال گاڑی کی سی ہے۔شریعت کی مثال راستے کی سی اور طریقت کی مثال پیٹرول کی سی ہے۔انسان اگر وصول الی اللہ کی منزل پر پہنچنا چاہے تو اسے شریعت کے راستے اور

طریقت کے پیٹرول کی ضرورت پڑیگی۔لہذا جولوگ شریعت وطریقت میں سے کسی ایک چیز کے بھی منکر ہیں،وہ اپنی گاڑی کوراستے ہی میں رکا ہوا پائیں گے۔کامیاب زندگی یہ ہے کہ انسان ''**ففروا الی اللہ**'' کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے ''**تخلقوا باخلاق اللہ**'' کے مطابق اخلاق خداوندی سے متخلق اور اوصاف محمدیؐ سے متحلّی ہوکر زندگی گزارے۔تاکہ ''**انابوا الی اللہ**'' کی جماعت میں شامل ہوکر ''**لھم البشری**'' کی بشارت اور ''**ورضوان من اللہ اکبر**'' کی منزل پر پہنچے۔اسی کا نام تصوف ہے۔

ضرورت مرشد

(۱) کوئی شخص یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ میں علم طب خود بخود سیکھ لوں گا یا انجینئرنگ کا فن خود حاصل کرلوں گا۔اسی طرح کوئی آدمی دین بھی خود بخود نہیں سیکھ سکتا۔حدیث پاک میں آتا ہے ''**انما العلم بالتعلم**'' [علم سیکھنے ہی سے آتا ہے]

(۲) اگر کوئی پودا کسی مالی کے ہاتھوں پروان چڑھے تو وہ سیدھا بھی ہوتا ہے۔دیدہ زیب اور جاذب نظر بھی۔جب کہ خودرو پودا ٹیڑھا بھی ہوتا ہے،شاخیں فالتو پھیلی ہوئی اور بے سلیقہ لٹکی ہوئی ہوتی ہیں،اسی طرح جو انسان کسی شیخ کامل سے تربیت پائے اس کی شخصیت حسن اخلاق کی وجہ سے دیدہ زیب ہوتی ہے۔شریعت نے تربیت پانے کو اتنی اہمیت دی کہ سکھائے ہوئے کتے کے شکار کو بھی کچھ شرائط کے ساتھ حلال جانا گیا۔پس سالک کو بھی شیخ کامل کے زیر تربیت رہ کر دین سیکھنا ضروری ہے۔

چوں تو کردی ذات مرشد راقبول
ہم خدا آمد زذاتش ہم رسول

نفس نتواں کشت الا ذات پیر

دامن آں نفس کش محکم بگیر

[تو نے پیر کی ذات کو قبول کرلیا۔ اس سے تجھے اللہ تعالیٰ بھی مل گیا اور رسولؐ بھی۔ اس نافرمان نفس کو پیر کی ذات کے سوائے کوئی نہیں مار سکتا۔ تو اس نفس کو مارنے والے پیر کا دامن مضبوط پکڑ]

(۳) اہل اللہ نے حکایت مور چہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ایک چیونٹی بیت اللہ شریف کی زیارت کرنا چاہتی تھی مگر راستے میں دریا، پہاڑ اور صحرا تھے۔ اس چیونٹی نے ایک دن بیت اللہ میں رہنے والے ایک کبوتر کو دیکھا تو اس کے پاؤں کے ساتھ چمٹ گئی۔ کبوتر اڑ کر خانہ کعبہ پہنچا تو چیونٹی نے بھی بیت اللہ شریف کی زیارت کر لی۔

مور مسکیں ہوسے داشت کہ در کعبہ رسد

دست بر پائے کبوتر زد و ناگاہ رسید

[ایک مسکین چیونٹی کے دل میں خواہش تھی کہ کعبہ پہنچے۔ اس نے کبوتر کے پاؤں پکڑ لئے اور منزل پر پہنچ گئی]

(۴) اصحاب کہف کے کتے نے چند دن صلحاء کی صحبت اختیار کی تو اس کے ساتھ جنت کا وعدہ ہوا۔

سگ اصحاب کہف روزے چند

پے نیکاں گرفت و مردم شد

[اصحاب کہف کے کتے نے چند نیکوں کی پیروی کی اور آدمی کے حکم میں ہو گیا]

(۵) ایک شخص ہوائی جہاز پر سفر کرنا چاہے تو وہ اچھی کمپنی کا ٹکٹ خریدتا ہے۔ پھر

پائلٹ پر اعتماد کر کے جہاز میں بیٹھ جاتا ہے تو پائلٹ سواری کو منزل پر پہنچا دیتا ہے۔ سالک اسی طرح شیخ کامل پر اعتماد کرتے ہوئے باطنی سفر کے لئے اپنے کو شیخ کے حوالے کرتا ہے، تو شیخ اپنے مرید کو راہ سلوک پر چلاتا ہوا اللہ تعالیٰ سے واصل کر دیتا ہے۔

سلف صالحین کی زندگیوں سے چند دلائل پیش کئے جاتے ہیں۔

(۱) حضرت وحشیؓ کو نبی علیہ السلام کی چند لمحے کی صحبت سے وہ مقام مل گیا کہ اگر پوری دنیا اویس قرنیؒ جیسے حضرات سے بھر جائے تو بھی ان کی گرد راہ کو نہیں پا سکتی۔ حضرت امام شافعیؒ سے کسی نے پوچھا حضرت امیر معاویہؓ کے دور میں بدامنی رہی جب کہ عمر بن عبدالعزیزؒ کے دور میں امن وامان رہا تو دونوں میں سے کون افضل ہے؟ فرمایا سیدنا امیر معاویہؓ جب گھوڑے پر سوار ہو کر نبی علیہ السلام کے ہمراہ جہاد پر نکلتے تھے تو اس گھوڑے کے نتھنوں میں جو مٹی جاتی تھی عمر بن عبدالعزیزؒ اس کے مرتبہ کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔ معلوم ہوا کہ صحبت کا نعم البدل کوئی اور چیز نہیں ہو سکتی۔ کسی عارف نے کہا ہے کہ ؎

یک زمانہ صحبتے با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

[اولیاء کے ساتھ تھوڑی دیر کی صحبت، سو سال بے ریا طاعت سے افضل ہے]

(۲) حضرت حسن بصریؒ نے اٹھارہ بدری صحابہؓ سے علم ظاہری حاسل کیا تاہم علم باطن حضرت علیؓ سے حاصل کیا اور انوار ولایت کا اکتساب کیا۔

(۳) حضرت سفیان ثوریؒ فرمایا کرتے تھے اگر ابو ہاشم الصوفی نہ ہوتے تو میں ریا کاری کی دقیق باتوں سے واقف نہ ہوتا۔

(۴) امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام ملکؒ نے حضرت امام جعفر صادقؒ سے فیض پایا۔ امام اعظمؒ نے دوسال کے رابطہ کے بعد فرمایا۔"**لو لا السنتان لهلك النعمان**" [اور وہ دوسال نہ ہوتے تو نعمان ہلاک ہوجاتا]

(۵) ایک مرتبہ حضرت ابراہیم بن ادہمؒ حضرت امام اعظمؒ سے ملنے کے لئے تشریف لائے۔ امام صاحب نے فرمایا۔"سیدنا ابراہیم آ گئے" طلباء نے پوچھا کیسے؟ فرمایا: "ہم جسموں کی خدمت کرنے میں مشغول اور یہ خدا کی خدمت کرنے میں مشغول۔ "پس ایسی باخدا ہستی کو ہی مرشد کہا جاتا ہے۔"

(۶) حضرت امام اعظمؒ نے امام ابو یوسفؒ کو وصیت فرمائی۔

"**واکثر ذکر الله تعالیٰ فیما بین الناس لیتعلموا منک ذلک**" [لوگوں کے درمیان ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا ذکر زیادہ کیا کروتا کہ لوگ تم سے ذکر سیکھیں]

(۷) امام شافعیؒ نے حضرت امام محمد بن حسن الشیبانیؒ سے فیض پایا۔ آپ کا مشہور قول ہے۔

"میں نے صوفیا کی صحبت اختیار کی اور ان کی دو باتوں سے بڑا نفع پایا۔ ایک یہ کہ وقت ایک تلوار ہے اگر تم اس کو نہ کاٹو گے تو وہ تم کو کاٹ دے گا اور دوسری بات یہ کہ اگر تم اپنے نفس کو حق میں مشغول نہ کرو گے تو وہ تم کو باطل میں مشغول کردے گا۔" (مدارج السالکین)

(۸) امام احمد بن حنبلؒ اپنے وقت کے ولی کامل (حضرت بشر حافیؒ) کی خدمت میں جایا کرتے تھے۔ ایک دن طلباء نے پوچھا: حضرت! آپ اتنے بڑے عالم ہوکر ایسے شخص کے پاس جاتے ہیں جو عالم نہیں ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ نے تاریخی جواب دیا: "میں

عالم بکتاب اللہ ہوں۔'' بشر حافیؒ عالم باللہ ہیں اور عالم باللہ کو عالم بکتاب اللہ پر فضیلت نصیب ہے'' اللہ اکبر کبیرا۔

(۹) ایک شخص نے امام احمد بن حنبلؒ سے پوچھا ''ما الاخلاص'' [اخلاص کیا ہے؟] فرمایا ''الاخلاص هو الخلاص من آفات الاعمال'' [اعمال کے مصائب سے چھٹکارے کا نام] اس نے پوچھا ''ما التوکل'' [توکل کیا ہے؟] فرمایا: ''الثقة بالله'' [اللہ پر اعتماد کرنا] اس نے پوچھا ''ما الرضاء'' [رضا کیا ہے؟] فرمایا: ''تسلیم الامور الی الله'' [تمام امور اللہ کے سپرد کرنا] پوچھا: ''ماالمحبة'' [محبت کیا ہے؟] امام احمد بن حنبلؒ نے یہ سن کر فرمایا: کہ یہ سوال بشر حافیؒ سے پوچھو۔ جب تک وہ زندہ ہیں میں جواب نہیں دے سکتا۔

(۱۰) امام غزالیؒ کے ظاہری اور باطنی علوم کے مربی خواجہ بوعلی فارمدیؒ تھے جو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے عظیم المرتبت شیخ تھے۔

امام غزالیؒ اپنی سوانح حیات میں لکھتے ہیں۔

[میں نے طریقہ تصوف شیخ بوعلی فارمدیؒ سے اخذ کیا ہے عبادت اور ذکر میں ان کے دستور کو اپنایا ہے۔ اس طرح مجھے تکالیف سے نجات اور مشقتوں سے چھٹکارا ملا۔ اور جو کچھ مجھے پانا تھا وہ پالیا]

(مکاشفۃ القلوب ص ۳۵)

(۱۱) امام رازیؒ کی بیعت حضرت نجم الدین کبریٰؒ سے تھی۔

(۱۲) عارف کامل مولانا رومؒ کی بیعت شمس تبریزیؒ سے تھی۔ آپ نے فرمایا: ؎

مولوی ہرگز نشد مولائے روم
تا غلام شمس تبریزی نہ شد

[مولوی روم والوں کا مولا اس وقت تک نہ بن سکا۔ جب تک شمس تبریزیؒ کا غلام نہ بن گیا]

(۱۳) مولانا جامیؒ جیسی شہرۂ آفاق کی حامل شخصیت کی بیعت سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے شیخ حضرت خواجہ عبیداللہ احرار سمرقندیؒ سے تھی۔

(۱۴) حضرت علامہ سید محمد شریف جرجانیؒ کی بیعت سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے شیخ حضرت خواجہ علاؤالدین عطارؒ سے تھی۔ علامہ جرجانیؒ اپنی ایک کتاب میں لکھتے ہیں۔

"واللہ ماعرفت الحق سبحانہ وتعالیٰ مالم اصل فی خدمۃ العطار" [اللہ کی قسم! میں نے حق سبحانہ وتعالیٰ کو نہ پہچانا جب تک کہ میں شیخ عطارؒ کی خدمت میں حاضر نہ ہوا۔]

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اپنے حالات زندگی کے بارے میں "الجزء اللطیف فی ترجمۃ العبد الضعیف" میں لکھتے ہیں۔

پندرہ برس کی عمر میں والد بزرگوار سے بیعت کر کے اشغال صوفیہ خصوصاً مشائخ نقشبندیہ کے اشغال میں مصروف ہوگیا اور ان کی توجہ وتلقین سے بہرہ مند ہوتے ہوئے ان کے آداب طریقت کی تعلیم اور خرقِ صوفیا حاصل کر کے اپنے روحانی سلسلے کو درست کر لیا۔ (حجۃ اللہ البالغہ ص: ۱۰/۱ اردو نسخہ)

(۱۵) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ جیسی شخصیت کا باطنی تعلق سلسلہ نقشبندیہ کے شیخ حضرت خواجہ باقی باللہؒ سے تھا۔

(۱۶) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں۔

"کہ ناپاک زمین کے پاک ہونے کی دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ اتنی بارش برسے کہ گندگی کو بہالے جائے۔ دوسرے اتنا سورج چمکے کہ نجاست کو

جلادے، اس کا نام ونشان مٹادے۔ اسی طرح قلب کی زمین کے لئے دو چیزیں ہیں ایک ذکر الٰہی جس کی مثال بارش کی سی ہے۔ دوسرا شیخ کامل جس کی مثال سورج کی سی ہے۔ ذکر سے بھی دل صاف ہوتا ہے اور شیخ کامل کی توجہات سے بھی۔''

(۱۷) حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ جیسے محدث ومفسر کا باطنی سلسلہ نقشبندیہ کے شیخ مرزا مظہر جان جاناںؒ سے تھا۔ اسی لئے انہوں نے اپنی تفسیر کا نام تفسیر مظہری رکھا۔

(۱۸) حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اگرچہ علم کے آفتاب ماہتاب تھے، تاہم ان کی بیعت کا تعلق حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ سے تھا۔ جب کہ حاجی صاحبؒ فقط کافیہ تک کتابیں پڑھے ہوئے تھے۔

(۱۹) بعض حضرات نے ایک وقت میں کئی کئی مشائخ سے فیض پایا۔ چنانچہ حضرت خواجہ ابوسعیدؒ نے مقام رجاء حضرت رازیؒ سے مقام غیرت شاہ شجاع کرمانیؒ سے اور مقام شفقت ابوحفص حدادؒ سے پایا۔

(۲۰) حضرت ابوعلی رودباریؒ فرمایا کرتے تھے۔

''تصوف میں میرے استاد حضرت جنید بغدادیؒ علم فقہ میں حضرت ابوالعباس ابن شریحؒ نحو میں ثعلبؒ اور حدیث شریف میں ابراہیمؒ اور نفس کی اصلاح کے لئے بس یہی علوم ضروری ہیں''

مندرجہ بالا حقائق سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مشاہیر امت کو بھی کسی شیخ کامل کے زیر سایہ اور زیر تربیت رہ کر اکتساب فیض کرنے سے بلند مقامات نصیب ہوتے ہیں، آج بھی کوئی سالک اس منزل پر پہنچنا چاہے تو اسے ان ہی راستوں پر چلنا پڑے گا۔ جن پر سلف صالحین نے چل کر وصول الی اللہ کی نعمت عظمیٰ کو حاصل کیا۔

یہ مضمون سلسلہ نقشبندیہ کے عظیم المرتبت شیخ طریقت حضرت مولانا پیر ذوالفقار صاحب زیدمجدہم کی کتاب ''تصوف وسلوک'' سے ماخوذ ہے۔(ملخصا)

حضرت الحاج ڈاکٹر اسماعیل صاحب زیدمجدہم خلیفہ خاص حضرت شیخ الحدیث نوراللہ مرقدہ نے ''نسبت واحسان'' کے نام سے ایک رسالہ تصنیف فرمایا ہے جس میں سیر حاصل بحث فرمائی ہے۔ موضوع سے متعلق کچھ مضمون اس رسالہ سے ملخصاً نقل کیا جاتا ہے۔حضرت شاہ ولی اللہؒ تفہیمات الٰہیہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

دین کے تین اہم شعبے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس چیز کی طرف دعوت دی ان میں سب سے مہتم بالشان تین امور میں:

☆......تصحیح عقائد، جس کا ذمہ علماء امت کے اہل اصول نے اٹھایا۔

☆......دوسری چیز اعمال کا صحیح طور پر ادا کرنا۔ اس فن کو امت کے فقہاء نے اپنے ذمہ لیا۔

☆......تیسری چیز احسان ہے۔ اخلاص اور احسان اس دین کی اصل ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے پسند فرمایا۔

حضرت شاہ صاحب اخلاص کی آیات واحادیث لکھنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

> ''قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، یہ تیسرا جزء شریعت کے مقاصد کا سب سے وقیع فن ہے۔ اور جملہ شرائع کے مقابلہ میں بہت گہرا ہے اور یہ بدن کے مقابلہ میں روح کے بمنزلہ ہے۔ اس فن کا تکفل صوفیاء نے کیا ہے۔ انہوں نے خود ہدایت پائی اور دوسروں کو ہدایت فرمائی اور

انتہائی سعادت کے ساتھ کامیاب ہوئے۔''

قطب عالم امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

''بعثت فخر رسل صلی اللہ علیہ وسلم اسی (نسبت) کے واسطے تھی اور جملہ صحابہ کرامؓ اس نسبت احسان کے حامل تھے۔علی حسب مراتبہم۔ پھر اولیاء اللہ نے اس کو دوسرے طریق سے پیدا کیا۔'' (مکاتیب رشیدیہ ص۸۱)

نسبت کیا ہے؟

نسبت کی حقیقت کے بارے میں حکیم الامت حضرت تھانویؒ کا ایک ارشاد عام فہم ہے،فرماتے ہیں:

''نسبت کے لغوی معنی ہیں لگاؤ اور تعلق کے اور اصطلاحی معنی ہیں بندے کا حق تعالیٰ شانہ سے خاص تعلق یعنی (اخلاص کے ساتھ) دائمی اطاعت اور غالب ذکر اور حق تعالیٰ کا بندہ کے ساتھ خاص قسم کا تعلق یعنی قبول ورضا۔ جیسا کہ فرمانبردار عاشق اور باوقار معشوق میں ہوتا ہے۔

صاحب نسبت ہونے کی علامت یہ تحریر فرمائی کہ اس شخص کی صحبت میں آخرت کی رغبت اور دنیا کی نفرت کا اثر ہو۔اور اس کی طرف دینداروں کی زیادہ توجہ ہو،اور دنیا داروں کی کم۔مگر یہ پہچان خصوصا اس کا جز اول عوام مجوبین کو کم ہوتی ہے۔اہل طریقت کو زیادہ۔

جب نسبت کے معنی معلوم ہوگئے تو ظاہر ہوگیا کہ فاسق وکافر صاحب نسبت نہیں ہوسکتا،بعضے لوگ غلطی سے نسبت خاص خاص کیفیات کو (جو ثمرہ ہوتا ہے۔ریاضت ومجاہدہ کا) کہتے ہیں۔یہ کیفیات ہر مرتاض میں ہوسکتی ہیں۔مگر یہ اصلاح جہلا کی ہے۔(انفاس عیسیٰ)

اس سے معلوم ہوا کہ نسبت ایک خاص نوع کے تعلق کا نام ہے جس قدر تعلق قوی ہوگا اسی قدر نسبت بھی قوی ہوگی۔ عمومی تعلق تو ہر مسلمان کو اللہ جل شانہ سے ہے، لیکن یہ نسبت خاص قسم کی محبت اور خصوصی تعلق کا ثمرہ ہوتا ہے۔ جس کے بغیر اعمال میں پورا اخلاص نہیں حاصل ہوتا۔ بڑے بڑے اعمال بے روح اور بے قیمت ہیں کیونکہ ان میں کبھی جلی اور کبھی خفی طور پر نفس کی آمیزش ہوجاتی ہے اور جیسا کہ محبت کے مراتب اور عشق کے درجات ہوتے ہیں ایسے ہی اس نسبت کے درجات بھی نہایت متفاوت اور کم وبیش ہوتے رہتے ہیں۔ جس کا منتہا تو دریائے عشق میں ڈوب جانا ہے۔

عبث ہے جستجو بحر محبت کے کنارے کی
بس اس میں ڈوب ہی جانا ہے اے دل پار ہوجانا

اسی طرح اس نسبت کے الوان اور انواع بھی بہت مختلف ہوتے ہیں کہ کسی کی نسبت میں محبت وشوق اور وجد کا غلبہ ہوتا ہے۔ کسی میں خوف کا کسی میں سکینہ اور عبدیت کا کسی میں مشاہدہ کا۔ غرض مختلف رنگ ہوتے ہیں۔ ع

ہر گلے را رنگ وبوئے دیگر است

حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک ملفوظ میں فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ سے تعلق خاص کو نسبت کہتے ہیں۔ صوفیاء اسی کو عشق سے تعبیر کرتے ہیں۔ کبھی کبھی نور سے تعبیر کرتے ہیں۔ احادیث اور قرآن میں بھی یہ اصطلاح وارد ہوئی ہے۔

شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

''النسبة كيفية نفسانية راسخة الخ.''

نسبت ایک کیفیت کا نام ہے جو کہ عارف کو حاصل ہوتی ہے۔ اس

سے عارف کو علاقہ قویہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ پیدا ہوجاتا ہے۔ اس سے عجیب وغریب آثار پیدا ہوتے ہیں۔ حضوری دائمی، ذوق وشوق، تقویٰ وطہارت، ظاہری، باطنی، عاجزی اور تواضع کا ملکہ پیدا ہوجانا اور اللہ کے حکموں کا فرمانبردار ہوجانا حاصل ہوجاتا ہے۔ اور نفس ایسا فنا ہوجاتا ہے کہ اپنے آپ کو ایسا سمجھنے لگتا ہے جیسے مردہ بدست غسال اور صوفیاء کرام علیہم الرضوان کی اصطلاح میں اس کو سکینہ اور نور اور نسبت کہا جاتا ہے اور یہ قوت اور ضعف میں مختلف ہوتی ہے۔''

تصوف کا حاصل

حضرت شاہ ولی اللہؒ القول الجمیل میں تحریر فرماتے ہیں:

''تمام مشائخ کے طریقوں کا مرجع یعنی مقصد، منتہیٰ اور حاصل ایک کیفیت کی تحصیل ہے جس کو صوفیہ نسبت کہتے ہیں۔ جس کے ذریعہ بندہ کو اللہ تعالیٰ شانہ کے ساتھ نسبت اور ارتباط حاصل ہوتا ہے۔ اسی نسبت کا نام سکینہ ہے۔ اور اسی کو نور بھی کہا جاتا ہے، اور نسبت کی حقیقت یہ ہے کہ وہ ایک کیفیت کا نام ہے جو نفس ناطقہ میں حلول کر جاتی ہے۔ جس کے سبب سے نفس کے اندر ایک ملکی شان پیدا ہوجاتی ہے اور عالم بالا سے باتیں اخذ کرنے کا ایک ملکہ پیدا ہوجاتا ہے۔''

اس کی شرح میں حضرت مولانا وصی اللہ الہ آبادیؒ تحریر فرماتے ہیں:

''تفصیل اس کی یہ ہے کہ انسان جب طاعات، طہارت اور اذکار وغیرہ پر مداومت کرتا ہے تو اس کی وجہ سے اس کے نفس میں ایک ایسی کیفیت

پیدا ہوجاتی ہے، جس کی وجہ سے اس کو ہر کام اللہ کی رضا کے لئے کرنے کا ایک ملکہ راسخہ پیدا ہوجاتا ہے۔ اسی ملکہ کا نام نسبت یا سکینہ ہے اور حصول نسبت کا مطلب یہ ہے کہ بندہ کو ادھر توجہ تام ہوگئی اور اس کو حق تعالیٰ سے تعلق ہوگیا۔ ورنہ حق تعالیٰ کو تو بندہ سے نسبت ہوتی ہی ہے۔ جیسا کہ مولانا رومؒ فرماتے ہیں:

اتصالے بے تکیف بے قیاس
ہست رب الناس را با جان ناس

یعنی حق تعالیٰ کو مخلوق کے ساتھ ایک ایسا اتصال (یعنی نسبت) حاصل ہے جس کی نہ تو کیفیت کا بیان ہوسکتا ہے اور انہ کسی چیز پر اس کو قیاس کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اس نسبت کے حصول کے طریقے الگ الگ ہیں اور نسبت بطور قدر مشترک کے سبھی طرق میں پائی جاتی ہے اور وہ ایک ہی ہے جیسا کہ شفاء العلیل میں ہے کہ:

''حضور مع اللہ رنگ برنگ ہے جس کسی کو جس قدر تعلق اور محبت اور کسر نفس کی توفیق ہوگی اسی قدر اس میں ملکہ قویہ حاصل ہوگا اور نسبتیں بے شمار ہیں چنانچہ اشغال قادریہ، چشتیہ اور نقشبندیہ وغیرہ سے غرض اسی نسبت کی تحصیل ہے اور اس پر دوام وموظبت اور اس کے اندر استغراق ہے تا کہ نفس میں اس مواظبت اور توجہ دائمی سے ملکہ راسخہ پیدا ہوجائے (تا کہ اس کے بعد پھر غفلت اور ذہول کی گنجائش باقی نہ رہے۔ اور ملکہ کی وجہ سے احکام شرعیہ پر چلنا آسان ہوجاتا ہے اور ملکات سیۂ کا اثر نہیں ہونے پاتا)''

نسبت باطنی تواتر عملی سے ثابت اور متوارث ہے

حضرت شاہ صاحبؒ یہ بھی فرماتے ہیں کہ تحصیل ملکہ راسخہ متوارث اور منقول چلا

آ رہا ہے جس طرح کہ نماز روزہ بلکہ کل دین منقول چلا آ رہا ہے اور فرما رہے ہیں کہ لاشک فی ذلک پس یہ قطعی اور اجماعی مسئلہ ہوا ہر قرن کا۔

اسی سلسلہ میں کہتا ہوں کہ جس طرح سے یہ نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسلسل چلی آ رہی ہے، اسی طرح سے اخلاق بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متوارث چلے آ رہے ہیں۔ یعنی آپ کے اخلاق سے صحابہؓ متخلق ہوئے اور پھران سے تابعین پھران سے تبع تابعین اسی طرح مسلسل۔

لہذا جس طرح نسبت کی تحصیل ضروری ہے اسی طرح سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کے لائے اور بتائے ہوئے اخلاق کے ساتھ اتصاف بھی ضروری ہے اور میں تو اس چیز کو بہت دنوں سے سمجھ چکا ہوں بلکہ کھلی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہا ہوں کہ اس زمانہ میں دین اور دنیا دونوں کی فلاح حاصل کرنے کے لئے بجز تسنن بسنۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور کوئی صورت نہیں۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہی پر چل کر اور اسے اختیار کر کے آج ہمیں دنیا کی بھی فلاح مل سکتی ہے ورنہ تو اہل دنیا پر فلاح کا دروازہ بند اور عافیت تنگ ہوگئی ہے اور ہوتی جائے گی۔ چنانچہ آج لوگ جو فساد منزل بلکہ فساد دنیا کے فتنوں سے مفتون ہیں اور یہ دیکھ رہے ہیں کہ جس قدر عوام پریشان ہیں۔ خواص بھی اسی طرح پریشان ہیں۔ اور اسباب راحت کے موجود ہوتے ہوئے بھی سکون معدوم ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک خدائی عذاب ہے جو مخلوق پر ان کی بداعمالیوں کی پاداش میں مسلط کیا گیا ہے۔

لہذا اس عذاب اور ان فتن سے خلاصی کی صورت اور تدبیر اور حضرات کے نزدیک جو ہو اس کو وہ جانیں مگر ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ سارا فساد اور نظام عالم کی جملہ خرابیوں کی اصل یہ ہے کہ فلاح عالم کے خدائی اصول اور اصلاح عالم کے نبوی طریق کا رشتہ ہمارے

ہاتھوں سے چھوٹ گیا ہے اور وہ رشتہ یہی تھا کہ علاوہ دین کے دنیوی امور میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنن کے ساتھ تسنن کیا جاتا۔ چنانچہ اس کے مخاطب وہی حضرات ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں آپ کی تصدیق کرتے ہیں۔ یہ نقلاً تو ثابت تھا ہی کیونکہ یہ بھی ان امور میں سے ہے جو متوارث چلے آرہے ہیں۔ علاوہ ازیں عقلاً بھی، ہم آج اپنے حالات میں اس کا مشاہدہ کررہے ہیں۔انتہیٰ (نسبت واحسان)

فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہی نوراللہ مرقدہ کو حق تعالیٰ شانہ نے ظاہری باطنی بے شمار اوصاف وکمالات سے نوازا تھا اپنے شیخ شیخ الحدیث قطب الاقطاب حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی نوراللہ مرقدہ کے ساتھ فنافی الشیخ کا درجہ حاصل تھا، جس کی وجہ سے نسبت اتحادی کے آپ حامل تھے، اپنے شیخ قدس سرہ کے حکم کے بموجب اپنے زمانہ کے مشائخ کاملین شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، شیخ طریقت حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری، بانی تبلیغ حضرت مولانا الیاس صاحب دہلوی نوراللہ مراقدہم سے خاص اکتساب فیض فرمایا تھا، جس کی وجہ سے حق تعالیٰ شانہ نے حضرت والا سے بہت کام لیا۔ فقہ وفتاویٰ کی عظیم خدمت انجام دی کہ تمام زندگی فتویٰ نویسی میں گذری اور حضرت والا کے فتاویٰ کو اکتیس جلدوں میں شائع کیا جارہا ہے، ہر جلد تقریباً پانچسو صفحات پر مشتمل ہے، ہر مسئلہ انتہائی مدلل اور بے غبار۔ اردو فتاویٰ کی تاریخ میں پہلی مرتبہ اتنا ضخیم اور اتنا مکمل ومدلل فتاویٰ شائع ہورہا ہے۔ جو اس صدی کا یقیناً ایک عظیم کارنامہ ہے۔ جس کو بجا طور پر فقہ حنفی کا تجدیدی کارنامہ کہا جاسکتا ہے۔ جس سے امت کے عوام خواص علماء ومفتیان کرام صدیوں فیضیاب ہوتے رہیں گے۔ انشاءاللہ تعالیٰ

اسی طرح حضرت والا کے زیر تربیت سینکڑوں ہزاروں مفتیان کرام تیار ہوئے جو دنیا بھر میں پھیلے ہوئے مدارس ومراکز میں فتویٰ نویسی کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ اسی طرح اصلاح وتربیت کا انتہائی عظیم کا نامہ انجام دیا کہ بے شمار مخلوق آپ کے فیوض باطنی سے سیراب وفیضیاب ہوئی۔

دور دراز رہنے والے حضرات خطوط سے رابطہ رکھتے، اپنے امراض لکھ کر علاج طلب کرتے حضرت والا خط کے ذریعہ ہی علاج تجویز فرماتے اور سالکین ان پر عمل کر کے شفایاب ہوتے، ان سینکڑوں ہزاروں خطوط کا انتخاب کر کے انکو مکتوبات فقیہ الامت کے نام سے کئی جلدوں میں شائع کیا جا چکا ہے۔ اور انہیں مکتوبات کو سامنے رکھ کر تربیت الطالبین، کو مرتب کیا گیا ہے۔عوام وخواص میں اس کی افادیت مسلم ہے۔

حضرت والا کے فتاویٰ میں بھی سلوک واحسان اور تصوف ومعرفت سے متعلق بڑا ذخیرہ موجود ہے جس میں کتاب وسنت کی روشنی میں سلوک واحسان کی ضرورت اس کی حقیقت اس کے حصول کا طریقہ اس کے لئے بیعت وتلقین اور شیخ ومرشد کی ضرورت اور صحبت مرشد کی اہمیت وافادیت اوصاف مرشد، اوراد واذکار، مراقبات وغیرہ اور شریعت میں ان کا درجہ ومرتبہ، شریعت وطریقت کی حقیقت اور ان میں باہم تلازم اور اس کے ساتھ جاہل پیروں کا تعاقب، جاہل پیروں نے سلوک وتصوف میں جو غلط عقائد۔ بدعات ورسومات وخرافات کو داخل کر دیا ہے اس کی نشاندہی اور مدلل طریقہ پر ان کا رد اور ابطال۔

حضرت والا قدس سرہ کا بجائے خود عظیم کرنامہ اور سلوک وتصوف کی انتہائی اہم خدمت ہے اور پھر حضرت والا قدس سرہ چونکہ بحر معرفت کے غواص وشناور ہیں۔ اس لئے حضرت والا قدس سرہٗ کی تحقیق جس درجہ قابل اعتماد اور پر تاثیر ہوگی، وہ ظاہر ہے اس

ضرورت کے تحت حضرت والا قدس سرہٗ کے سلوک واحسان سے متعلق فتاویٰ نیز ارشادات عالیہ کو الگ سے کتابی شکل میں شائع کیا جارہا ہے۔ تاکہ سالکین شائقین کو استفادہ میں سہولت ہو۔ فقط

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم. وتب علینا
انک انت التواب الرحیم. بحرمة حبیبک
سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وعلی آله واصحابه اجمعین
الی یوم الدین.

محمد فاروق غفرلہٗ

۳۰/۷/۱۴۳۰ھ

تصوف اور سلوک

سلوک کا مقصود یہ ہے کہ بندہ کا دل حق تعالی کی مرضیات کا ایسا طالب ہو جائے جیسا کہ جسم غذا کا طالب ہے اور اس کو عبادت کی ایسی خواہش ہو جائے جیسی صحت مند جسم کو غذا اور پانی کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ اس وقت ہوسکتا ہے جب کہ دل حق تعالیٰ کی محبت وعظمت سے پر ہو جائے اور ماسویٰ اللہ کی محبت وعظمت سے خالی ہو جائے جب تک کہ اغیار کی محبت وعظمت اس درجہ میں قائم ہے کہ اللہ پاک کی محبت وعظمت سے مزاحمت کرتی ہے اس وقت تک وہ مرضیات حق کا طالب نہیں ہوسکتا اور نہ معاصی سے پوری طرح بچ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت وعظمت کا دل میں پوری طرح قائم ہو جانا تجلیہ ہے اور اغیار کی محبت وعظمت کا قلب سے نکل جانا تخلیہ ہے ان دونوں چیزوں تجلیہ وتخلیہ پر رضاء الٰہی کا شوق بڑھتا اور اس کی طلب مستحکم اور معاصی سے نفرت قوی ہوتی ہے پھر اگر ایسا شخص کسی معصیت کا ارادہ بھی کرتا ہے۔ تو اس کے دل میں وحشت، ضیق، ظلمت اور ایسی بے چینی پیدا ہوتی ہے کہ وہ معصیت کے اقدام سے رُک جاتا ہے اور اگر اتفاقاً معصیت کا صدور

ہو جائے تو وحشت اور تنگدلی ترقی پکڑ کر اس کو بہت جلد توبہ کی طرف مضطر کرتی ہے کہ بدون سچی توبہ کے اس کو چین نہیں پڑتا۔

دوسرے لفظوں میں یوں سمجھئے کہ سلوک نام ہے تعمیر الظاہر والباطن کا یعنی اعضاء ظاہر اور قلب کا اپنے مالک جل شانہ کی طاعت وخدمت میں مشغول رکھنا اس طرح پر کہ ہادی عالم رسول مقبول ﷺ کے بتائے ہوئے طریق اور تعلیم فرمائی ہوئی شریعت کے اتباع کی اس طرح عادت ہو جائے کہ سنت نبویہ پر عمل کرنا طبعی شیوہ اور خلقی شعار بن جائے اور تکلیف کی حاجت نہ رہے، حضرت نبی اکرم ﷺ ظاہر و باطن دونوں اعتبار سے اعدل الخلق ہیں اسی وجہ سے آپ کے جملہ حرکات وسکنات جن کو عادات کہا جاتا ہے کامل اعتدال پر تھے جن کا اتباع ہر شخص کو معتدل بنا سکتا ہے اور چونکہ اعضاء کے ساتھ قلب کو خاص تعلق عطا کیا ہے اس لئے مسلمان جب کوشش کرتا ہے کہ عبادات کے علاوہ عادات میں بھی سرور کائنات ﷺ کا اتباع ہمیشہ ملحوظ رکھے تو اس کے اعضاء میں اعتدال پیدا ہو جاتا ہے اور کجی دور ہو جاتی ہے جس کا اثر قلب پر پڑتا رہتا ہے یہاں تک کہ قلب اخلاق رذیلہ سے متنفر اور خصائل حمیدہ سے متصف ہو کر معتدل بن جاتا ہے۔ اسی اعتدال کا نام نسبت[1] ہے۔ جس سے قلب کی حکومت اعضاء پر دوسرے نہج سے قائم ہوتی ہے دل میں ایک روشنی پیدا ہو جاتی ہے جو طاعت ومعصیت کے فرق وامتیاز کو کسی وقت بھی مشتبہ نہیں ہونے دیتی۔ قلب کو مغیبات کے اعتقاد میں وہ مٹھاس معلوم ہوتی ہے جس کو دنیا کی کسی لذت اور نعمت سے تشبیہ نہیں دی جا سکتی، اللہ تعالیٰ کے ذکر وفکر سے اس درجہ انس حاصل ہو جاتا ہے کہ ایک لمحہ اس کا چھوٹنا جس کو غفلت کہتے ہیں ہفت اقلیم کے لٹنے اور عزت وآبرو کے ضائع ہونے سے زیادہ ناگوار اور باعث کوفت ہوتا ہے۔

---

[1] ملاحظہ ہو القول الجمیل مع شرح شفاء العلیل ساتویں فصل ص ۱۱۳۔

الحاصل یہی شریعت جو رسول مقبول ﷺ نے سکھائی ہے اصل شئ اور طریقت ہے مگر اس وقت جب کہ اعضاء سے متعدی ہو کر قلب تک پہنچ جائے اور عمل واکتساب قلبی انس وتعلق کا ثمرہ بن جائے۔

اعمال، غایات، ثمرات کے لحاظ سے اس کی بہت سی تعبیریں ہیں تصوف سلوک، طریقت، معرفت، تصحیح الاخلاق، اصلاح نفس، تزکیۂ باطن، علم الآداب وغیرہ۔

اس فن کا اصلی سرچشمہ نبی اکرم ﷺ ہیں جن کی شان میں **یُزَکِّیۡھِمۡ**[1] اور **اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ**[2] نازل ہوا ہے اور خود ارشاد فرماتے ہیں **بُعِثۡتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الۡاَخۡلَاقِ**[3] الحدیث چنانچہ آپ کی تربیت وتزکیہ کی بدولت آپ کے خدام کو حسب استعداد مناصب جلیلہ عطا ہوئے کہ یہ شیطان کے فتنوں سے محفوظ ہیں،[4] ان کی زبان پر حق بولتا ہے،[5] شیطان اس راستہ پر نہیں چلتا جس راستہ پر یہ چلتے ہیں،[6] ان سے ملائکہ حیاء کرتے

---

[1] سورہ بقرہ آیت ۱۲۹/ **ترجمہ**:- اوران کو پاک کرتے ہیں (بیان القرآن)

[2] سورہ قلم آیت ۴/

ترجمہ:- اور بے شک آپ اخلاق کے اعلیٰ پیمانے پر ہیں (بیان القرآن)

[3] المقاصد الحسنة ص ۱۰۵/ مطبوعه المكة المكرمة رقم الحديث ص ۲۰۴/ احياء العلوم ۱۳۸/ ج ۲/ كتاب الآداب، الباب الاول فی فضيلة الالفة الاخوة (مطبوعه مصری)

ترجمہ:- میں اعلیٰ اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں،

[4] فی حديث الی الدرداءؓ وَفِيۡكُمُ الَّذِىۡ اَجَارَهُ اللّٰهُ مِنَ الشَّيۡطَانِ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ يعنی عماراً الحديث مشكوة شريف ص ۵۷۴/ باب المناقب.

[5] فی حديث عمرؓ مرفوعاً اِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ الۡحَقَّ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلۡبِهٖ الحديث مشكوة شريف ص ۵۵۷/ مناقب عمرؓ مطبوعه ياسر نديم ديوبند.

[6] فی حديث سعد ابن وقاصؓ فَقَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ ايه يَابۡنَ الۡخَطَّاب وَالَّذِىۡ نَفۡسِىۡ بِيَدِهٖ مَالَقِيَكَ الشَّيۡطَانُ سَالِكاً فجاً قطُّ اِلَّا سَلَكَ فَجاً غير فجك الحديث مشكوة ص ۵۵۷/ مناقب عمرؓ.

ہیں[1] یہ اللہ کی تلوار ہیں[2] یہ اللہ کے شیر ہیں[3] انکا ایمان تمام امت کے ایمان سے زیادہ وزنی ہے[4] انکی نیکیاں آسمان کے ستاروں کی برابر ہیں[5] ان کو جنت کے ہر دروازے سے بلایا جائیگا[6] یہ علم کا دروازہ ہیں[7] ان سے قرآن سیکھو[8] ان کا اتباع تمہارے ذمہ لازم ہے[9] ان

[1] فی حدیث عائشة ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُؓ فَقَالَ اَلَا اَسْتَحْیِی من رَجُلٍ تَسْتَحْیِ مِنْهُ الْمَلَائِکَةُ الحدیث مشکوة ص ۵۶۱/مناقب عثمانؓ.

[2] فی حدیث ابی عبیدة مرفوعاً خَالِدٌ سَیْفٌ مِنْ سُیُوْفِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ الحدیث مشکوة شریف ص ۵۸۰/ جامع المناقب،

[3] فی حدیث ابی لبیبةؓ مرفوعاً حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبِؓ اَسَدُ اللّٰهِ وَاَسَدُ رَسُوْ لِهٖ الحدیث المعجم الکبیر للطبرانی ص ۱۴۹/ج۳/ دارالاحیاء التراث العربی بیروت،

[4] لَوْوُزِنَ اِیْمَانُ اَبِی بَکْرٍؓ بِاِیْمَانِ النَّاسِ لَرَجَعَ اِیْمَانُ اَبِی بَکْرٍؓ الخ المقاصد الحسنة ص ۳۴۹/ دارالکتب العلمیة بیروت.

[5] فی حدیث عَائِشَةَؓ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ یَکُوْنُ لِاَحَدٍ مِنَ الْحَسَنَاتِ عَدَدُ نُجُوْمِ السَّمَاءِ قَالَ نَعَمْ عُمَرُؓ الحدیث مشکوة شریف ص ۵۶۰/مناقب عمرؓ مطبوعه یاسرندیم دیوبند.

[6] فی حدیث ابی هریرة قَالَ (اَبُوْبَکْرٍ)هَلْ یُدْعٰی مِنْهَا کُلِّهَااَحَدٌ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ نَعَمْ وَاَرْجُوْا اَنْ تَکُوْنَ مِنْهُمْ بخاری شریف ص۵۱۷/ج۱/کتاب المناقب باب فضل ابی بکر بعد النبیﷺ اشرفی بکڈپو دیوبند.

[7] فی حدیث ابن عباسؓ مرفوعاً:اَنَامَدِیْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُهَا ،المعجم الکبیر للطبرانی ص۵۵/ ج۱/ دارالاحیاء التراث العربی.

[8] فی حدیث عبداللّٰه ابن عمرو مرفوعاً اِسْتَقْرِؤُا الْقُرْآنَ مِنْ اَرْبَعَةٍ مِنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَسَالِمٍ مَوْلٰی اَبِی حُذَیْفَةَ وَاُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ وَمُعَاذِبْنِ جَبَلٍ، مشکوة ص ۵۷۴/ جامع المناقب،

[9] فی حدیث حذیفة مرفوعاً اِنِّی لَااَدْرِیْ مَابَقَائِیْ فِیْکُمْ فَاقْتَدُوْا بِالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ اَبِی بَکْرٍ وَعُمَرَ، مشکوة ص ۵۶۰/ مناقب عمرؓ،

سے اللہ راضی ہے اور یہ اللہ سے راضی ہیں[۱] جنت ان کی مشتاق ہے[۲] یہ جنت میں میرے رفیق ہیں[۳] جو بات دین کی بتائیں میں اس سے راضی ہوں[۴] جس نے ان کو دُکھ پہنچایا اس نے مجھے دُکھ پہنچایا[۵] ان کو بُرا مت کہو[۶] اگر ان سے کوئی لغزش ہو جائے تو اس کا تذکرہ مت کرو[۷] ان کی دو رکعت دوسروں کی دو لاکھ رکعت سے بڑھ کر ہے[۸] جو شخص ان کو بُرا کہے اس پر اللہ کی لعنت بھیجو[۹] الغرض عجیب عجیب طریق پر اس تزکیہ کا ظہور ہوا۔

---

[۱] فی سورة التوبة آیت ۱۰۰/. وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ الآية

[۲] عَنْ اَنَسٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْجَنَّةَ تَشْتَاقُ الى ثَلٰثَةٍ عَلِيّ وَعَمَّارٍ وَسَلْمَانَ الحديث مشکوة ص۵۷۸/جامع المناقب .

[۳] فی حدیث طلحة بن عبیداللّٰه مرفوعاً رَفِيْقِي فِي الْجَنَّةِ عُثْمَانُ ،مشکوة ص ۵۶۱/ مناقب عثمان .

[۴] فی حدیث القاسم بن عبیدالرحمن اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَضِيْتُ لِاُمَّتِيْ بِمَا رَضِيَ لَهَا ابْنُ اُمِّ عَبْدٍ ،المعجم الکبیر للطبرانی ص ۸۰/ج ۹/ داراحیاء التراث العربی .

[۵] فی حدیث عبداللّٰه بن مغفل مرفوعاً وَمَنْ اٰذَاهُمْ فَقَدْ اٰذَانِيْ ،مشکوة ص ۵۵۴/مناقب الصحابة.

[۶] فی حدیث ابی سعید الخدری مرفوعا:لَاتَسُبُّوْا اَصْحَابِي ،مشکوة شریف ص ۵۵۳/مناقب الصحابة، طبع یاسر ندیم دیوبند.

[۷] فی حدیث ابی سعید مرفوعا:فَاعْفُوْا عَنْ مُسِيْئِهِمْ مشکوة: ۵۷۹/جامع المناقب.

[۸] وَرَدَ سَبَقُ دِرْهَمٍ مِائَةَ اَلْفِ دِرْهَمٍ ،وَكَذَالِكَ سَائِرُ طَاعَاتِهِمْ وَعِبَادَاتِهِمْ وَغَزَوَاتِهِمْ وَخِدْمَاتِهِمْ الخ مرقات ص ۲۷۳/ج ۱۱/باب مناقب الصحابة، الفصل الاول طبع مکتبه امدادیه ملتان.

[۹] فی حدیث ابن عمرؓ مرفوعا: اِذَارَأَيْتُمُ الَّذِيْنَ يَسُبُّوْنَ اَصْحَابِيْ فَقُوْلُوْا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰى شَرِّكُمْ ، مشکوة شریف ص ۵۵۴/مناقب الصحابة.

اکبر مرحوم نے خوب کہا ہے ؎

درفشانی نے تری قطروں کو دریا کردیا
دل کو روشن کردیا آنکھوں کو بینا کردیا
خودنہ تھے جو راہ پہ اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظرتھی جس نے مردوں کو مسیحا کردیا

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت نبی اکرم ﷺ کی دیگر امانت تلاوت، تعلیم کتاب، تعلیم حکمت کی طرح اس امانت ''تزکیہ'' کو بھی بعدوالوں کے سپرد کیا۔ پر جیسے جیسے خیرالقرون سے بُعد ہوتا گیا اور مادیات کے اختلاط کا غلبہ ہوتا گیا۔تزکیہ کیلئے مجاہدات و ریاضات کی ضرورت زیادہ پیش آتی گئی،لہٰذا اس علم نے مستقل فن کی صورت اختیار کرلی، اخلاق فاضلہ،توکل،صبر،شکر،قناعت،سخاوت،شجاعت،ایثار،حلم،عفو،تواضع،احسان، شفقت،رضا،تسلیم،زہد،ورع،امانت،خوف،رجاء،صدق،اخلاص وغیرہ کی تفصیلات اور انکی تحصیل کے طرق کو جمع کیا گیا اوراخلاق رذیلہ بخل،حسد،غضب،حقد،حرص،کذب،ریا، جدال،عجب،تکبر،لعن،غیبت،نمیمہ،حب جاہ وغیرہ اورانکے معالجات کومرتب کیا گیا بہت سی کتابیں،قوت القلوب،عوارف المعارف،احیاء العلوم،قشیریہ،منہاج العابدین وغیرہ تصنیف کی گئیں،اور یہ سب کچھ قرآن پاک احادیث وآثار کی روشنی میں ہوا،اس فن کے چار امام زیادہ مشہور ہوئے جنکے سلسلے مستقل چلے اوراب تک جاری ہیں۔حضرت سید عبدالقادر[1] جیلانیؒ، شیخ شہاب الدین[2] سہروردیؒ،خواجہ معین الدین[3] چشتیؒ،خواجہ بہاؤالدین[4] نقشبندیؒ ان سے پہلےاورانکے بعد بھی بہت سے اکابر نے بڑی بڑی ریاضتیں کی ہیں۔

---

[1] ولادت ماہ رمضان کی پہلی شب ۴۷۰ھ یا ۴۷۱ھ میں ہوئی۔وفات ۵۶۱ھ اقوال سلف: ۲/۱۰۷۔

[2] حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کی وفات ۶۳۲ھ میں ہوئی. اقوال سلف ص ۱۲۲/ج ۲/

(باقی حواشی اگلے صفحہ پر)

شیخ معروف[۱] کرخیؒ حضرت بایزید[۲] بسطامیؒ فضیل ابن[۳] عیاضؒ سری سقطیؒ شیخ محی الدین[۴] ابن عربی، امام غزالی[۵]، شیخ عبدالقدوس[۶] سلطان نظام الدین[۷]، خواجہ باقی باللہ[۸]، حضرت مجدد الف ثانی[۹]،

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۳ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کی ولادت ۵۳۷ھ وصال ۶۳۲ھ بروز شنبہ ۶/رجب المرجب کوھوئی .اقوال سلف ص ۱۱۴/ ج ۲/.

۴ حضرت خواجہ بھائو الدینؒ کی ولادت ۷۱۸ھ قصرعارفان میں ھوئی،۷۳سال کی عمر پائی ،مزارعالیہ بخاراکے قریب قصرعارفاں میں ھے ،سفینۃ الاولیاء ص ۱۰۱/

(حاشیہ صفحہ ھذا) ۱ حضرت شیخ معروف کرخیؒ ۲/محرم ۲۰۰ھ میں وفات پائی آپ کا مزارعالیہ بغدادشریف میں ہے،سفینۃ الاولیاء ص ۵۳/

۲ شیخ بایزید بسطامیؒ کی تاریخ وفات ۵/شعبان ۲۶۱ھ ہے مزارشریف بسطام میں ہے،سفینۃ الاولیاء ۹۵/.

۳ حضرت فضیل بن عیاض کی وفات ماہ محرم ۱۸۷ھ میں ہوئی،مزار مکہ مکرمہ میں ہے،سفینۃ الاولیاء ص ۱۲۷،

۴ حضرت سری سقطیؒ بغداد میں ۲۸/رمضان ۲۵۷ھ کووفات پائے-دائرہ معارف اسلامیہ ص ۲/ج ۱۱/ مطبوعہ لاھور.

۵ حضرت امام غزالیؒ ۴۵۰ھ طاہران میں پیدا ہوئے،۱۴/جمادی الاولیٰ ۵۰۵ھ بمقام طاہران انتقال فرمایا،احیاء العلوم ص ۹/ج ۱/ادارہ الرشید دیوبند.

۶ شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ کی وفات ۹۴۵ھ گنگوہ میں ہوئی، سفینۃ الاولیاء ص ۱۲۷،

۷ حضرت سلطان نظام الدین اولیاءؒ کی ولادت باسعادت بروز چہارشنبہ ۶۲۵ھ وفات ۷۱۹ھ میں ہوئی،سفینۃ الاولیاء ص ۱۲۳/

۸ حضرت خواجہ باقی باللہؒ ۹۷۲ھ بمقام کابل پیدا ہوئے،شنبہ کے دن ۲۵/جمادی الثانیہ ۱۰۱۲ھ کو آپ کا طائرروح مائل پرواز ہوا،اقوال سلف ص ۶۳/ج ۳/ دارالمعارف الله آباد.

۹ مجدد الف ثانیؒ شب جمعہ ۱۴/شوال ۹۶۳ھ ۱۵۷۱ء سرہند میں پیدا ہوئے- وفات ۲۸/صفر ۱۰۳۴ھ،اقوال سلف ص ۱۳۶/ج ۳/.

خواجہ محمد معصومؒ[۱] حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ[۲]، حضرت شاہ ولی اللہؒ[۳]، حضرت شاہ عبدالعزیزؒ[۴]، حضرت سید احمد شہیدؒ[۵]، حضرت محمد اسماعیل شہید وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ[۶]۔

ان حضرات کی مساعی جمیلہ کی بدولت اکناف عالم میں اسلام پھیلا۔ گروہ در گروہ مسلمان تزکیۂ باطن کر کے صفت احسان "اَنْ تَعْبُدَاللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ"[۷] کی دولت سے

---

۱ حضرت خواجہ محمد معصومؒ ۱۱/شوال ۱۰۰۰ھ کو پیر کے دن پیدا ہوئے۔ ۷۲/سال کی عمر میں ۹/ربیع الاول ۱۰۷۹ھ کو بعہد سلطنت عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ اس دنیائے فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرمائے، اقوال سلف ص ۱۴۹/ج ۳/دار المعارف الله آباد.

۲ حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کی ولادت باسعادت ۱۱/رمضان ۱۱۱۱ھ بروز جمعہ بوقت صبح ہوئی آپ کو ایک رافضی نے ۱۱۹۵ھ دسویں محرم کو شہید کیا، اقوال سلف ص ۲۵۸/ج ۳/ دار المعارف الله آباد.

۳ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی ولادت چہارشنبہ ۴/شوال ۱۱۱۴ھ وفات ۱۱۷۶ھ محرم کی آخری تاریخ کو ہوئی۔ مدفن دہلی دروازہ مہندیان، اقوال سلف ص ۲۵۸-۲۶۳، حصۂ سوم، مطبوعہ دار المعارف الہ آباد،

۴ حضرت شاہ عبدالعزیز کی پیدائش ۲۵/رمضان ۱۱۵۹ھ اقوال سلف ص ۳۰۷/ج ۳/مطبوعہ دار المعارف الہ آباد،

۵ سید احمد شہیدؒ ۶/صفر ۱۲۰۱ھ کو پیدا ہوئے ۱۲۴۶ھ کو شہادت ہوئی، اقوال سلف ۳۷۶/ ج ۳/ مطبوعہ دار المعارف الہ آباد،

۶ حضرت مولانا اسماعیل شہیدؒ ۱۱۹۳ھ میں پیدا ہوئے بروز جمعہ ۱۲۴۶ھ میں شہید ہوئے، اقوال سلف ص ۳۹۶/ ج ۳/ مطبوعہ دار المعارف الہ آباد،

۷ مشکوۃ شریف ص ۱۱/ کتاب الایمان، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند، بخاری شریف ص ۱/۱۲، کتاب الایمان، باب سوال جبریل النبی صلی اللہ علیہ وسلم، مطبوعہ اشرفی دیوبند، مسند احمد ص ۱/۲۷، مسند عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، طبع دار الفکر بیروت،

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو جیسے تم اس کو دیکھ رہے ہو،

مالا مال ہوئے۔علوم نبوی کے ساتھ اخلاق نبوی کی اشاعت ہوئی بیشمار مواقع پر اہل باطل کے ساتھ باطنی تزاحم وتصادم کی نوبت بھی آئی،اوراللہ پاک نے اسلام کو غالب فرمایا بعض اکابر کے ہاتھ پرلاکھوں آدمی مشرف بہ اسلام ہوکرابدی جہنم سے نجات پاکر مستحق جنت قرار پائے۔ ہزاروں کی جماعتیں ایک ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت ہوکراخلاق نبویہ کے ساتھ متصف ہوئیں اورنسبت یادداشت سے نوازی گئیں۔اگر یہ کہا جائے کہ آج جہاں بھی اسلام واخلاق کی روشنی نظرآتی ہے اسمیں ان حضرات کی جدوجہد کا بڑا حصہ ہے تو غالبًا مبالغہ نہ ہوگا۔ یہ ہے علم تصوف کامختصر خاکہ۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ولی کی تعریف اور ایک پیر کے حالات

ایھا العلماء الکرام والفضلاء العظام والمفتیون لشرع المتین والمحققون فی امورالدین انتم لناساداتنا ومرکز علوم دیننا افتونا فی ھذہٖ المسائل المندرجة الذیل توجر وابا لاجرالجزیل واستخلصونا من افواہ المخالفین والمعاندین استخلصکم اللّٰہ تعالیٰ فی الدارین.اٰمین یارب العالمین.

الواقعة:رجلٌ مفسدٌ ذوثروةٍ لایتمیز بین الحلال والحرام والحق وغیر الحق ولایجتنب من الفسق والفجورحتّٰی الکبائر ویوالی بکل نوع من الرجال لتحصیل عزة الدنیا وھو مرید شیخ سنذکراحوالہ واحوال اذنابہ وکانت تاتی بین قوم المفسد وقوم الامام الذی سنذکراحوالہ ایضا عداوة ابویہ وقدجادل ھو بنفسہ واخوانہ فی ا مورالدین مع اخوان العالم

بکلام لایجوز قبیل صلوٰۃ الجمعة التی سنذکر ایضا ولکن العالم بریٔ من العداوۃ والجدال ویخالفه دائما فی کل امرشرعی من ا ی جهة کان ظلما عناد اومایشاء ان یصلی خلفه الابالکراھة ویوسوس فی قلوب المومنین لانتشار الفساد والنفاق علی الدوام مادام یبغض لعالم تقی قارئ حقانی محقق عامل بالسنة والکتاب ولایضع القدم خلاف المذھب.ویجتنب من المسائل الخلافیة الجدیدة کالقیام المروج والفاتحة المروجة وغیرھما ولایعمل علی المسائل التی لم تذکرفی الکتب المعتبرة المتدوالة صراحة اتباعا بخیر القرون وان کان بعض الناس یعمل بها استحساناولایتبع اھل الھواء بالقول والفعل ویخالف شیخه واذناب شیخه بتردید اقوالھم وافعالھم علی الدوام .

احوال شیخه: شیخه تارک الصّلوٰۃ والصّوم ولایحاجب بینه وبین الاجنبیة ویستخدم منها خلاف الشرع کالاغسال وغیره ولایقیم الافی بیت الاجنبیة ویدعی الصوفیة ولافیه رائحة الصّوفیة الذین ھم من اھل الطرق الاربعة بل ینکرالشریعة الغراء بالکلیة یقول انا نحن من اھل الطریقة لاتعلق منا بالشریعة وختم زمان النبوۃ بعدثلٰث مائة والف من الھجریة وبعده جاء زمان الولایة فالولی مایفعل ویقول ھوقابل للعمل والاعتقاد ولیس وراء ذٰلک شئ یعبأبه ویقول ان اللّٰه تعالیٰ ورسوله وولیه شئی واحد لافرق بینهم شیئًاویعتقد ان اللّٰه تعالیٰ یظھر من وجه المرشد کالصورۃ فی المرأۃ ویکفی تصور الشیخ للمریدولا ضرورۃ لعبادۃ فرضا کانت اوسنة اونفلاً ویعتقد ان کل شئی مباح ویکفر جمیع المعاصی

بالحلقة والرقص وضرب الطبول والغناء مع المزامير والصفقة يوم ا لخميس وكتب فى تعريف شيخه ؎

مصدرا نوار رب العالمين قبلة التوحيد لاهل اليقين
وجهه مثل المراٰة للوریٰ فيه وجه اللّٰه تعالیٰ يُریٰ
(ہر مریدے پیررا آئینہ میساز ددراں وجہ باری بنگر دپس سجدہ ساز ددریں زماں)

الحاصل فعل شيخه لايوافق بجزء من اجزاء الشرع من الاصول، والفروع ويضل الناس يوماً فيوماً بالوساوس والخداع وايضااحوال اتباع شيخه كاحوال شيخه الذين لايبالون احداً ينكرون الشريعة حرفاً حرفاً علانية حتیٰ القراٰن يقولون فى شانه انه ليس بكلام اللّٰه تعالیٰ ولوكان هذا كلام اللّٰه لماحرق فى النار ولعل شيخنا لايحرق فى النار ونحوه من الهذيان خارج من البيان ويقولون من الرسول.الايكذب الرسول انتم ترون اللّٰه تعالیٰ يوم الحشر ونحن نریٰ كل يوم فى الدنيا. هكذا لاتحصٰی خرافاتهم ايضا فلما اخذواباقوالهم فى كل محلة من الاطراف كفوا السنتهم من الهذيان والخرافات علانية ولكن منهم من لايبالى احداً لايقرب الصلوٰة والصّوم ولايبالى بين الحلال والحرام قط حال شيخهم والضعفاء منهم من يفعل شيأ من احكام الشرع اما لخوف اولتحصيل مرامه بلامبالاة لايفهم من الضروريات والرجل المفسد وان كان مريد هذا الشيخ لكنه يصلى ويصوم الى الآن لكونه مريداً جديداً فافهم والا اكسرصلوٰة وتلاوةووردأمنه الف درجة ضل وغاب ويكسر احكام الشرع كما يكسر الكلب العظام ويريد ان يطفئ نور اللّٰه بفمه بالوساوس

الشیطانیة فلهذہ الوجوہ اظهر المفسد عداوته بحیث اذا جلس الامام علی المنبر لخطبة الجمعة فقام الموذن للاذان الثانی قدام الامام عندالمنبر فی الصف الاول فقال له الامام اذن شیئا منحرفا الٰی خلفک وفیه افیدللحاضرین والغائبین وایضاهکذا السنة متوارثة فوثب المفسدعلی الفور وقال انت وهابی الخیال لانصلی خلفک وانزل من المنبر واترک الخطبة وجعل یاخذهامن یدالامام ویقول انت تبین امرا جدیداً دائماً مالم یکن من اٰبائنا واجداد ناوکان یاتی عمل اٰبائناواجدادنا ان یؤذن الاذان الثانی فی الصف الاول عند المنبر وانت تقول منحرفا الی الباب وکان یاتی عمل اٰبأنا واجدادنا یناجی الامام مع القوم یرفع الیدین فی کل ترویحة صلوٰة التراویح وانت لاتفعل الافی اٰخر الترویحة فاقام فساداکبیرا علی هذین الامرین اعنی الاذان الثانی والمناجات فی کل ترویحة التراویح برفع الیدین فلما لم یغزعلیٰ فساده خرج من بطن المسجد الٰی صحنه مع اتباعه وادّی صلوٰة الجمعة برجل اٰخر والامام ادّیٰ مع المصلین الصادقین فی موضعه وقام من ذلک الوقت فی انتشار الجماعات للصلوات الخمس بالوسوسة والانذار فانتشرت ا لجماعات التی قامت من مدّة طویلة لشرارته (انالله وانا الیه راجعو ن)

ولی کی تعریف

السوال الاول (۱) من الولی ماتعریفه هل تجوزالبیعة علی یدالشیخ تارک الصلوة والصوم ومنکر الشریعة ام لا؟

تارک فرائض شیخ سے بیعت

السوال الثانی (۲) الشخ الذی بینتُ احواله واحوال اذنابه هل یلیق للشیخوخة والولایة ام لاوماالحکم علیه شرعاً بینواکماحقه؟

السوال الثالث (۳) ماالحکم للذی یعتقد ان طریقة هذاالشیخ المذکورحق ویعاونه بالمال والجنان والحیوانات للذبح ایام العرس الذی لایکون فیه الاالشرک والمعاصی وهوبنفسه یحضر ایام العرس لانتظامه واذا جاء الشیخ فی بیته لایحاجب بین الشیخ وزوجته لکنه یصلی ویصوم لکونه مریداً جدیداً فافهم هل هومن اهل السنة والجماعة ام کیف.

کیا ولی سے عبادت ساقط ہوجاتی ہے؟
نبی اور ولی میں فرق، توہین علماء

السوال الربع (۴)ماحکم توهین العلماء المتقین المتدینین ایخرج من الایمان ویقع به الطلاق ام کیف؟ماالفرق بین نبی وولی وهل تسقط العبادة عن الولی،بینوا وتؤجروا.

ہر ترویحہ میں دعاء

السوال الخامس (۵) ماتقولون فی حق المناجاة فی کل ترویحة برفع الیدین هل ترکها اولیٰ اتباعا بخیر القرون اوفعلها اولیٰ استحساناً لکن من لم یفعلهایذم ویلقب بالوهابیة ویقال هوخارج من اهل السنة والجماعة

ولاتجوزخلفه الصّلوة وایضا بینواما العمل فیها للحرمین والهند.

جمعہ کی اذان ثانی کامعمول

السوال السادس (٦) ای مقام ثبت للاذان ا لثانی بالسنة المتوارثة اعند المنبر فی الصف الاول ام علی الباب اوخارج المسجد وایضا بینواعمل الحرمین والهندفیه الیوم بالتحقیق والدلائل الواضحة.

خطبۂ جمعہ دیکھ کر پڑھنا

السوال السابع (٧) ماتقولون فی حق الامام الذی یقرأ الخطبة المکتوبة بالنظرفی الکتاب کماراج فی ملک البنجال والهندولکنه لایفهم معانیها ولایقدرعلی تصحیح الاعراب والالفاظ ان وقع الغلط فیها هل تجوز له قرأة الخطبة والامامة للجمعة ام لا؟

وہابی کی تعریف

السوال الثامن (٨) من الوهابی وماعتقادهم واعمالهم ویقولون اصحاب الهواء الذین عبید الدنیا ولایجتنبون عن البدعات والشبهات ویطلبون الجواز ولایتمیزون بین الحلال والحرام والصدق والکذب ولایبالون علی افتراء المشائخ الذین یعملون بالسنة والکتاب والمذهب واختتمواا عمارهم لصفوة الدین والمذهب ان الوهابی من اعتقداعتقاد عبدالوهاب النجدی وعلی ای اعتقاد مضٰی وبای صفة یذم بل نریٰ ان من

یعمل بالقراٰن والحدیث والمذهب ویجتنب عن البدعات والشبهات یامربالمعروف وینهیٰ عن المنکرات والاختراعات ویخالف المبتدعین بالردوالقدح اوسکت من الکل ولایوافقهم بالعمل والقول یقولون ان هذاهوالوهابی وهوخارج من اهل السنة والجماعة ولاتجوز خلفه الصلوٰة وهکذا یضلون العوام بالوساوس والخداع ویفتون علی الفوربالوهابیات ومالحکم لمثل هذا المفتی هل هومن اهل السنة والجماعة ام کیف بینوابالتحقیق هذامرض لاعلاج یزادیوماً فیوماً.

السوال التاسع (۹) ماالحکم للمفسدالذی ذکرت احواله فی الواقعة وهل تجوز الفتنة المذکورة وسوء الادب الذی ذکربمثل هٰذین الامرین وحرکته وعداوته من توهین العلماء ام کیف وهل هومن اهل السنة والجماعة ویقع علی زوجته الطلاق ویلزم علیه التوبة ام کیف بینوا بالنظروالغورالعمیق.

السوال العاشر(۱۰) ماتقولون فی حق الذی یجتنب عن الاختراعات والمنهیات والشبهات ولایضع القدم خلاف المذهب ولایتبع اهل الهواء بالقول والفعل ویخالفهم بالرد والقدح ویجتنب عن المسائل الجدیدة المروجة بالرد والقدح اوالسکوت عنها وعدم العمل علی المسائل التی لم تذکرفی الکتب المشهورة وهل یکون الرجل وهابیا ولاتجوزالصلوٰة خلفه ام کیف وما تقولون فی حق الامام الذی ذکرت احواله فی الواقعة هل اقواله وافعاله موافقة بالسنة والکتاب و المذهب ام لاوافعاله خلاف التقویٰ ام عین التقویٰ وما الفرق بین الفتویٰ والتقویٰ وای شیءٍ للعلماء الکرام اقویٰ.

کیا اولیاء پر موت طاری نہیں ہوتی

السوال الحادی عشر (۱۱) ماتقولون فی معنی الاولیاء لایموتون هل هذهِ الجملة جزء من حديث ام كيف ويعتقد فرقة ضالة ان الاولياء احياء لايموتون بل هم يغيبون من نظرالناس ويسمعون كلام الناس من مقام تكلموامن قريب اوبعيد.

حرام کمائی والے کاہدیہ

السوال الاثنا عشر (۱۲) ماتقولون فی اکل الطعام فی بیت الذی لایتمیزبین کسب الحلال والحرام وای اقویٰ من الفتویٰ والتقویٰ للعلماء الكرام الذين هم مقتداء القوم .

تقبیل یدین ورجلین

السوال الثالث عشر (۱۳) ماتقولون فی تقبیل القدمین والیدین وماثبوته ولمن يجوز ولمن لايجوز ومن ای جهة. ولتكن الجوابات كلها من اجزاء السوالات بالدلائل المنقولة عن الكتب المشهورة مع الحوالات بالصفحات.

المستفتی فدوی محمد بدرالدجیٰ عفی عنه. ضلع چاٹگام.

الجواب حامداًومصلیاً

(۱) الولی هوالعارف باللّٰه وصفاته حسب مایمکن المواظب علی

الطاعات المجتنب عن المعاصی المعرض عن الانهماک فی اللذات والشہوات. شرح العقائد النسفیة[۱] ص۱۰۴/وھکذافی المنہج الاطھرشرح الفقه الاکبرص۹۵/.[۲]

ولاتجوز البیعة علی من یترک الفرائض من غیرعذرشرعی فانه ضال مضل والشیخ لابدان یکون ھادیامرشداً.[۳]

(۲)ھٰذا الشیخ لیس بشیخ الطریقة المعروفةبل ھوشیخ النجد و لیس ھوولی الرحمٰن بل ھوولی الشیطان تجب التباعدعنه علی کل

۱ شرح عقائد نسفیة ص۱۴۵/ مبحث کرامات الاولیاء حق، مطبوعه یاسرندیم دیوبند.

۲ المنھج الاطھر المعروف بشرح فقه اکبر ملاعلی قاری ص۹۵/ مطبوعه رحیمیه دیوبند، قبیل الفراسة ثلاثة انواع،

۳ مریدشدن ازآں کس درست است کہ دراں پنج شرط متحقق باشدشرط اول علم کتاب وسنت رسول داشتہ باشدشرط دوم آنکہ موصوف بعدالت وتقویٰ باشدواجتناب ازکبائروعدم اصرار برصغائرنماید شرط سوم آنکہ بےرغبت ازدنیاوراغب درآخرت باشدشرط چہارم آنکہ امرمعروف ونہی ازمنکرکردہ باشدوشرط پنجم آنکہ ازمشائخ این امرگرفتہ باشد

(مختصراً از فتاویٰ عزیزی ص۱۰۴/ج۲/ کتب خانه رحیمیه دیوبندمسائل متفرقه، القول الجمیل مع شرح شفاء العلیل ص۱۲ تا ۱۶، اما المسئلة الثالثة فشرط یاخذ البیعة امور الخ، مطبوعه مکتبه رحیمیه دیوبند)

ترجمہ:-اس شخص سے مریدہونادرست ہےجس میں پانچ شرطیں پائی جاتی ہوں۔

شرط اول(۱) کتاب وسنت رسول کاعلم رکھتاہو۔دوم(۲)عدالت وتقویٰ کے ساتھ موصوف ہو،کبائرسے اجتناب کرتا ہو صغائرپراصرار سے بچتاہو۔شرط سوم (۳)دنیاسے بے رغبت اورآخرت میں رغبت رکھنےوالاہو۔

شرط چہارم(۴)امربالمروف نہی عن المنکر کرتاہو۔شرط پنجم(۵)مشائخ سےاس چیزکواختیارکیاہو۔

الـنـاس. لاحـظ لـه فـی الاسـلام ولاخلاق له فی الأخرة. وهٰکذاحکم من حذاحذوه وذهب مذهبہٗ[1]

(۳) هٰـذا فـاسق وجاهل باحوال الشریعة والطریقة یجب تعلیمه وتفهیمه فانه علی شفاحفرة من النارفمن انقذه فاجره علی اللّٰه تعالیٰ.

(۴) ان کـان تـوهین العلماء المتدینین لاجل الاستخفاف بالدین وعلم الدین فهو کفر لان العلم صفة اللّٰه تعالیٰ قال الکردری والاستخفاف بـالـعـلـماء لکونهم علماء واستخفاف بالعلم والعلم صفة اللّٰه تعالیٰ منحه فـضلاً عـلـیٰ خیارعباده لیدلواخلقه علی شریعته نیابة عن رسله فاستخفافه بهٰـذایـعـلم انه الی من یعود ا ه فتاوی بزازیہٗ[2] ص ۳۳۶/ وفـی الخلاصة من ابـغض عالماً من غیر سبب ظاهر خیف علیه الکفر قلت الظاهر انه یکفر لانه اذا ابـغـض العالم من غیر سبب دنیوی اواخروی فیکون بغضه لعلم الشریعة ولاشک فـی کـفر من انکره فضلا عمن ابغضه وفی الظهیر یة من قال لفقیه اخـذشـاربه مااعجب قبحاً او اشد قبحاً قص الشارب ولف طرف العمامة تـحـت الذقن یکفر لانه استخفاف بالعلماء یعنی وهو مسلتزم لاستخفاف

---

[1] ومـن لـم یـکـن لـه مـصـدقـا فیما اخبر،ملتزما لطاعته فیما أمر فی الامور الباطنة التی فی الـقـلـوب والاعـمال الظاهرة اللتی علی الابدان لم یکن مومناً فضلا عن ان یکون ولیاً للّٰه تـعالیٰ ولوطار فی الهواء ومشی علی الماء الخ مهذب شرح العقیدة الطحاوی ص۴۱۷، تحت قول الماتن لاتصدق، طبع کراچی،

[2] البـزازیة عـلـی الهـنـدیة ص ۳۳۶/ ج۶/ الباب الثامن فی الإستخفاف بالعلم، کتـاب السیر مطبع کوئٹه، مجمع الانهر ص ۵۰۹/۲، باب المرتد، ثم ان الفاظ الکفر انواع، الرابع فی الاستخفاف بالعلم، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت،

الانبیاء لان العلماء ورثة الانبیاء وقص الشارب من سنن الانبیاء فتقبیحه کفر بلااختلاف بین العلماء ا ھ شرح الفقه الاکبر[۱] ص ۲۱۳/۔

الولی لایبلغ درجة الانبیاء لان الانبیاء علیهم السلام معصومون مامونون عن سوء الخاتمة مکرمون بالوحی حتٰی فی المنام ولمشاهدة الملائکة الکرام مامورون بتبلیغ الاحکام وارشادالانام بعدالاتصاف بکمالات الاولیاء العظام فما نقل عن بعض الکرامیة من جواز کون الولی افضل من النبی کفرو ضلالة والحاد وجهالة ا ھ شرح الفقه الاکبر ۱۴۸/[۲] وقال فی ص ۱۴۹/[۳] ان العبد مادام عاقلا بالغالایصل الی مقام یسقط عنه الامروالنهی لقوله تعالیٰ واعبد ربک حتٰی یاتیک الیقین فقداجمع المفسرون علی ان المرادبه الموت وذهب بعض اهل الاباحة الی ان العبد اذابلغ غایة المحبة وصفاقلبه من الغفلة واختارالایمان علی الکفر والکفران سقط عنه الامر والنهی ولایدخله اللّٰه النار بارتکاب الکبائر وذهب بعضهم الی انه یسقط عنه العبادات الظاهرة ویکون عباداته التفکر وتحسین الاخلاق الباطنة وهذاکفر وزندقة وضلالة وجهالة فقد قال حجةالاسلام ان قتل هذااولیٰ من قتل مائة کافر ا ھ قال الدمیری نقل القرطبی عن ابی بکر الطرطوسی انه سئل عن قوم یجتمعون

---

[۱] شرح فقه الاکبر ص۲۱۳/فصل فی العلم والعلماء مبطوعه دهلی،

[۲] شرح فقه اکبر ص۱۴۸/ الولی لایبلغ درجة النبی صلی اللّٰه علیه وسلم، مطبوعه مجتبائی دهلی.

[۳] شرح فقه اکبرص ۱۴۹/لایصل العبدالٰی مقام یسقط عنه الامرالخ،

فــی مکــان یقــرؤن شیئــاً مـن الـقــراٰن ثـم یـنشـدلهم منشدشیئاً من الشعـرفیـرقـصـون ویطربون ویضربون بالدف والشبابة هل الحضور معهـم حـلال ام لا فـاجـاب مـذهـب السـادات الصوفیة ان هذا بطالة وجهـالة وضلالة وماالاسلام الاکتاب اللّٰه وسنة رسوله صلی اللّٰه علیه وسـلم وامـا الـرقـص والتـواجـد فـاول مـن احدثـه اصحـاب السـامری لمااتخذلهم عجلاً جسداً له خوارقاموایرقصون حوله ویتواجدون فهو دیـن کـاالـکـفـاروعبـادا لعجل وانماکان مجلس النبی صلی اللّٰه علیه وسـلـم مع اصحابه کانما علیٰ روسهم الطیرمن الوقار فینبغی للسطان ونـوائبـه ان یـمـنـعـوهـم مـن الـحـضور فی المساجد وغیرها ولایحل لاحـدیـؤمـن بـاللّٰه والیوم الآخران یحضرمعهم ولایعینهم علی باطلهم هـذا مـذهـب مـالک والشـافعی وابی حنیفة واحمد وغیرهم من ائمة المسلمین[۱] اه والف الـحافظ ابن تیمیة الحرانی رسالةوجیزة لطیفة سماها الـفـرقان بین اولیاء الرحمٰن واولیاء الشیطان بین فیها علامات ممیزة بین الحق والباطل وحاصلها ان الولایة لاتحصل الاباتباع الشریعة ومن خالف فـی هـذا فلیس من اولیاء اللّٰه الذین امراللّٰه باتباعهم بل اما ان یکون کافراً واما ان یکون مفرطاً فی الجهل اھ۔

(۵) الـمناجات المسئولة عنهالم تثبت عن احدلمن یقتدیٰ به بل

---

[۱] حیاة الحیوان ص۲ ۱ ۱/۲، مطبوعه مصر، حیاة الحیوان مترجم ص۱۴۴/۳، بـاب الـعین، ’’العجل‘‘ رقص اوروجد کرنے والے نام نہادصوفیوں کاحکم‘‘ مـطبـوعه شمس پبلشرز دیوبند،

هی بدعة ینبغی ترکها وینبغی له ان یتجنب مااحدثوه من الذکر بعد کل تسلیمتین من صلوٰة التراویح ومن رفع اصواتهم بذلک الیٰ قوله والاحداث فی الدین ممنوع وخیر الهدی هدی محمد صلیٰ اللّٰه علیه وسلم ثم الخلفاء بعده ثم الصحابة رضی اللّٰه تعالیٰ عنهم ولم یذکر عن احدمن السلف فعل ذلک فسیعناما وسعهم اهـ المدخل[1] ص ۲۹۳/ ج ۲/

(۲) قال فی جامع الرموز واذاجلس الامام علی المنبر اذن اذانا ثانیاً بین یدیه ای بین الجهتین المسافتین لیمین المنبر اوالامام اویساره قریباً منه ووسطهما بالسکون فیشمل مااذااذن فی زاویة قائمة اوحادة اومنفرجة اھ.وقال فی الهدایة واذا صعد الامام المنبر جلس واذن الموذن بین المنبر بذلک جری التوارث[2] اھ.

وقال العینی بذلک ای الاذان بین یدی المنبر بعدالاذان الاول علی المنارة جری التوارث ای من زمن عثمان رضی اللّٰه عنه الی یومنا هذا[3] اھ.

---

[1] المدخل ص۲۹۳/ج۲/فصل فی الذکر بعد التسلیمتین من صلاة التراویح المطبعه المصریة بالأزهر.

[2] هدایة ص ۱۷۱/ ج ۱/ باب صلوة الجمعة، مطبوعه مکتبه تهانوی دیوبند، مجمع الانهر ص۲/۲۵۴، باب الجمعة، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۴۲۱، باب الجمعة، مطبوعه مصر،

[3] عینی شرح البخاری ص ۲۲۱/ ج۳/ کتاب الجمعة، باب الاذان یوم الجمعة، مکتبه دارالفکر بیروت، فتح الباری ص۵۴، ۳/۵۵، مطبوعه دارالفکر بیروت،

قلت وهوالمتوارث فی دیارناالی یومنا هذا ولااعتبارلمن خالف هذاالتوارث اھ.

(۷) قراءة الخطبة بالنظرفی الکتاب جائزة لاقدح فیها ولکن تصحیح الاعراب والاجتناب عن الغلط لازم مع هذا ان غلط فی بعض اعاریب الخطبة وادی الصلواة بالشروط المعتبرة والفرائض المقررة صحت صلوته وان کانت الخطبة مکروهة فمن کان قادراً علیٰ قراءة خطبة صحیحة واداء صلوٰة کاملة وکان تبعاً للسنة فهو اللائق بالامامة[۱] لانه ضامن لصلوة المقتدین.

(۸) محمدبن عبدالوهاب النجدی کان متبعاللسنة ولکنه کان متشددا فی الاعتقاد والقول والعمل وکان قلیل البضاعة من العلم والفهم والعقل فصدر منه بعض الافعال والاقوال وصارسبباً لهیجان الفتن. وامااليوم فی دیارنا فالاصطلاح ماقلتم من یستن بسنن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم ویمنع عن البدع فهو یسمیٰ فی افواه اهل الهواء وهابیا[۲] فالیٰ اللّٰه المشتکیٰ.

(۹،۱۰) قدعلم ماذکرنا حکمها. صاحب التقویٰ اورع وصاحب

---

[۱] والأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلاة فقط صحة وفساد بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة الخ، شامی کراچی ص۵۵۷/ج ۱/باب الإمامة، مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص۲۴۲، فصل فی بیان الاحق بالامامة، مطبوعه مصر،

[۲] وثالثاًأن فی اصل اصطلاح بلاد الهند کان اطلاق الوهابی علی من ترک تقلید الأئمة رضی اللّٰه تعالیٰ عنهم ثم اتسع فیه وغلب استعماله علی من عمل بالسنة السنية وترک الأمور المتسحدثة الشنيعة والرسوم القبيحة الخ (المهندعلی المفندص ۹/مطبع دهلی)

الفتویٰ اوسع وھوداخل تحت حدود الشرع واذاجاوزھا فقد تعدیٰ ومن یتعد حدود اللّٰہ فقدظلم نفسہ.

(۱۱) ھٰذالم یوجدفی شئی من کتب الاحادیث الصحیحۃ والحسان فیما اعلم. واماالسماع من ای مقام تکلمو امن قریب اوبعیدفھوشان السمیع الخبیر لایشارکہ احدومن اعتقدہ فھوشرک فی الصفات قال القاری فی شرح الفقہ الاکبر[۱] ان رجال الغیب ھم الجن لان الانس لایکون دائماً محتجباعن ابصار الانس وانما یحتجب احیاناً فمن ظن انھم من الانس فمن غلطہٖ وجھلہ وسبب الضلالۃ فیھم وبالجملۃ فالعلم بالغیب امر تفرد بہ سبحانہ ولاسبیل الیہ للعباد الاباعلام منہ والھام بطریق المعجزۃ اوالکرامۃ اوارشاد الی الاستدلال بالامارات فیما یمکن فیہ ذلک، ثم اعلم ان الانبیاء علیھم السلام لم یعلموا المغیبات من الاشیاء الامااعلمھم اللّٰہ تعالیٰ احیانا وذکرالحنفیۃ تصریحاً بالتکفیر باعتقاد ان النبی علیہ الصلوۃ والسلام یعلم الغیب لمعارضۃ قولہ تعالیٰ قل لایعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الااللّٰہ کذافی المسایرۃ[۲] اھ وقال فی الفتاویٰ البزازیۃ تزوج بلاشھود وقال *خداورسول خداوفرشتگان را گواہ کردم* یکفر لانہ اعتقدان الرسول والملک یعلمان الغیب[۳] اھ۔

---

[۱] شرح فقہ اکبر ص ۱۸۵ / باب الناس فی حق رجال الغیب ثلثۃ احزاب مطبوعہ دھلی.

[۲] شرح فقہ اکبر ص ۱۲۹، مطبوعہ مصطفائیہ دھلی،

[۳] بزازیۃ علی الھندیۃ ص ۳۲۵ / ج۶ / کتاب الفاظ تکون اسلاما او کفراً، الباب الثانی فیما یتعلق باللّٰہ تعالیٰ، مطبع کوئٹہ،

من قال ان ارواح المشائخ حاضرة تعلم یکفر[1] اھ۔

(۱۲) قال فی الفتاویٰ الھندیة اھدی الی رجل شیئاًاو اضافه ان کان غالب ماله من الحلال فلابأس الاان یعلم بانه حرام فان کان الغالب ھوالحرام ینبغی ان لایقبل الھدیة ولایأکل الطعام الاان یخبره بانه حلال ورثه اواستقرضه کذافی الینابیع لایجیب دعوة الفاسق المعلن لیعلم انه غیرراض بفسقهٖ وکذا دعوة من کان غالب ماله من حرام مالم یخبرانه حلال وبالعکس یجیب مالم یتبین عنده انه حرام کذافی التمرتاشی[2] اھ۔

(۱۳) ولابأس بتقبیل یدالعالم والمتورع علیٰ سبیل التبرک. (درر)ونقل المصنف عن الجامع انه لابأس بتقبیل یدالحاکم المتدین والسلطان العادل وقیل سنة مجتبٰی ولارخصة فیه ای فی تقبیل الیدلغیرھما ای لغیرعالم وعادل ھوالمختار مجتبیٰ وفی المحیط ان لتعظیم اسلامهٖ واکرامهٖ جازوان لنیل الدنیاکره طلب من عالم اوزاھدان یدفع الیه قدمه ویمکنه من قدمه لیقبله اجابه وقیل لایرخص فیه اھ.الدرالمختار.

قال الشامی قوله اجابه لمااخرجه الحاکم ان رجلاً اتی النبیﷺ

---

[1] بزازیة علی الھندیة ص ۳۲۶/ج۶/ کتاب الفاظ تکون اسلاما او کفرا، النوع الثانی فیما تعلق باللہ تعالیٰ،

[2] الھندیة ص ۳۴۲،۳۴۳/۵، الباب الثانی عشرفی الھدایة والضیافات کتاب الکراھیة، مطبع کوئٹہ، المحیط البرھانی ص۸/۷۳، کتاب الکراھیة، الفصل السابع عشر فی الھدایا والضیافات، مطبوعه المجلس العلمی ڈابھیل،

فقال یارسول اللّٰہ ﷺ ارنی شیئاً ازداد بہ یقینا فقال اذھب الی تلک الشجرۃ فادعھا فذھب إلیھا فقال ان رسول اللّٰہ ﷺ یدعوک فجاء ت حتی سلمت علی النبی ﷺ فقال لھا ارجعی فرجعت قال ثم اذن لہ فقبل راسہ ورجلیہ وقال لوکنت امرا احداً ان یسجد لاحد لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجھا وقال صحیح الاسناد اھ.

من رسالۃ الشرنبلالی اھ ردالمحتار علی الدرالمختار کتاب الحظر والاباحۃ ص۳۳۷/ج۵[1]فقط واللّٰہ سبحانہ تعالیٰ اعلم، وعلمہ اتم واحکم.

حررہٗ العبد محمود کنکوھی عفا اللّٰہ عنہ معین المفتی بمدرسۃ مظاھرعلوم سھارنفور،الھند۷/جمادی الاولیٰ ۶۷ھ

الجواب صحیح:سعیداحمد غفرلہٗ المبتلی بامانۃ الافتاء بالمدرستہ العلیۃ المشتھر بمظاھرعلوم الواقعۃ ببلدۃ سھارن فور۷/جمادی الاول ۶۷ھ.

ترجمہ

مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات مطلوب ہیں۔

واقعہ:– ایک مالدار مفسد شخص ہے جوحلال،حرام،حق اورغیرحق میں تمیزنہیں کرتافسق وفجور،حتی کہ کبائرتک سے اجتناب نہیں کرتا۔ہرقسم کے آدمی سے عزت دنیا کے

[1] الدرالمختار مع الشامی کراچی ص۳۸۳:۶، شامی زکریا ص۵۴۹/۹، باب الإستبراء وغیرہ، مجمع الانھر مع الدرالمنتقی ص۲۰۵/۲۰۴/۴، کتاب الکراھیۃ، قبیل فصل فی بیان احکام الاستبراء، دارالکتاب العلمیۃ بیروت،

حصول کے لئے دوستی رکھتا ہے اور وہ ایسے شخص کا مرید ہے جس کے احوال مع اس کے متعلقین کے آگے آئیں گے، اور اس مفسد کی قوم اور اس امام کی قوم کے درمیان (جس کے احوال بھی آئیں گے) جدی عدوات چلی آ رہی ہے اور خود اس مفسد اور اس کے بھائیوں نے دنیوی امور میں نماز جمعہ سے قبل اس عالم کے بھائیوں کے ساتھ ناجائز کلام کے ساتھ جھگڑا کیا جس کا ذکر ابھی آئے گا۔ لیکن وہ عالم جدال اور عداوت سے بری ہے اور یہ مفسد اس عالم کی ہر امر شرعی میں مخالفت کرتا ہے خواہ کسی بھی طریق سے ہو ظلماً ہو عناداً ہو اور نہیں چاہتا کہ اس کے پیچھے نماز پڑھے مگر کراہت کے ساتھ اور ہمیشہ مومنین کے قلب میں وسوسے ڈالتا رہتا ہے فساد پھیلانے کی غرض سے اور ایسے عالم سے بغض رکھتا ہے جو متقی ہے قاری ہے حقانی ہے محقق ہے کتاب وسنت پر عامل ہے اور مذہب کے خلاف ایک قدم بھی نہیں چلتا۔ مسائل اختلافیہ جدیدہ سے اجتناب رکھتا ہے جیسے قیام مروج، فاتحہ مروجہ وغیرہ اور ان مسائل پر عمل نہیں کرتا جو معتبر ومتداول کتب میں صراحۃً مذکور نہیں خیر القرون کا اتباع کرتے ہوئے اگرچہ بعض لوگ ان پر استحساناً عمل کرتے ہیں اور اہل ہوا کا اتباع نہیں کرتا نہ قولاً نہ فعلاً اور اس مفسد کے شیخ ومتعلقین کی مخالفت کرتا رہتا ہے ان کے اقوال وافعال کی تردید کرتے ہوئے اس کا شیخ تارک صوم وصلوۃ ہے اپنے اور اجنبیہ کے درمیان کوئی حائل نہیں رکھتا اجنبیہ سے خلاف شرع خدمت لیتا ہے مثلاً غسل کرانا وغیرہ اور اجنبیہ کے گھر ہی مقیم رہتا ہے صوفیت کا دعویٰ کرتا ہے حالانکہ اس میں صوفیہ کی بو بھی نہیں جو طرق اربعہ والے ہیں بلکہ وہ شریعت کا بالکل انکار کرتا ہے۔ کہتا ہے کہ ہم اہل طریقت ہیں شریعت سے ہمارا کوئی تعلق نہیں اور ۱۳۰۰ھ کے بعد زمان نبوت ختم ہو چکا اس کے بعد زمان ولایت ہے ولی جو کرے یا کہے وہی عمل اور اعتقاد کے قابل ہے اس کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں جو معتمد ہو اور یہ بھی کہتا ہے کہ اللہ اس کا رسول اور ولی ایک ہی شئی ہیں ان

میں کوئی فرق نہیں اوراس بات کا اعتقادرکھتا ہے کہ اللہ مرشد کے چہرہ سے ظاہر ہوتا ہے جیسے صورت آئینہ میں اورمرید کے لئے تصورشیخ ہی کافی ہے کسی عبادت کی ضرورت نہیں نہ فرض کی نہ نفل وسنت کی اوراس بات کا بھی اعتقادرکھتا ہے کہ ہرشئی مباح ہے اورتمام معاصی کا کفارہ جمعرات کے دن ناچنے ،ڈھول بجانے ،مزامیر کے ساتھ گانے اورتالیاں بجانے کے ساتھ حلقہ کے ذریعہ ہوجاتا ہے اوراس مفسد نے اپنے شیخ کی تعریف میں یہ الفاظ لکھے ہیں رب العالمین کے انوارکا مصدر،اہل یقین کے لئے قبلۂ توحید،اس کا چہرہ مخلوق کے لئے مثل آئینہ کے ہے اس میں اللہ کا چہرہ ہے جونظرآتا ہے۔شعر۔جومریداپنے پیرکوآئینہ بناتا ہے اس میں باری تعالیٰ کا چہرہ دیکھتا ہے تب سجدہ کرتا ہے۔خلاصہ یہ ہے کہ اس کے شیخ کافعل شریعت کی کسی چیز کے موافق نہیں نہ اصول کے نہ فروع کے اوردن بدن لوگوں کووساوس اوردھوکہ سے گمراہ کرتارہتا ہے،اس کے شیخ کے اتباع کے احوال بھی مثل شیخ کے احوال کے ہیں کسی کی پرواہ نہیں کرتے شریعت کا بالکلیہ انکارکرتے ہیں حتیٰ کہ قرآن حکیم کا بھی ،کہتے ہیں کہ قرآن اللہ کا کلام نہیں اگراللہ کا کلام ہوتا آگ میں نہ جلتا اورشاید ہمارا شیخ بھی آگ میں نہ جلے گا اوربھی اس کے مثل بکواس کرتے ہیں جو بیان سے باہر ہے اوروہ کہتے ہیں رسول کون ہے؟ کیارسول جھوٹ نہیں بولتا کہ تم لوگ اللہ کو یوم حشر میں دیکھوگے حالانکہ ہم اس کودنیا میں ہرروز دیکھتے ہیں اوربھی ان کے علاوہ خرافات ہیں جن کا احصاءنہیں ہوسکتا۔پھرجب وہ ماخوذ ہوئے اپنے اقوال میں اطراف کے ہرمحلّہ میں توانھوں نے اپنی علانیہ بکواس بندکرلی لیکن ان میں سے بعض کسی کی پرواہ نہیں کرتے ہیں نمازروزہ کے قریب نہیں جاتے ہیں حلال حرام کی بالکل پرواہ نہیں کرتے ان کے شیخ اوران میں سے ضعفاء کا حال یہ ہے کہ جوبھی ان میں سے کسی حکم شرعی پرعمل کرتا ہے توخوف کی وجہ سے یااپنے مقصدکے حصول کے لئے وہ اس کوضروریات میں سے نہیں

سمجھتا، اورمفسد شخص اگر چہ اس شخص کا مرید ہے لیکن نماز روزہ ادا کرتا ہے اسلئے کہ وہ نیا مرید ہے۔ فافہم ۔ ورنہ وہ نماز تلاوت اور وظائف کے سلسلے کو توڑ دیتا ہزار مرتبہ ۔ گمراہ اور خائب ہوا۔ احکام شرع کو توڑتا ہے جیسا کہ کتا ہڈی توڑتا ہے اور چاہتا ہے کہ اپنی پھونک سے اللہ کے نور کو بجھادے ،وساوس شیطان کے ذریعہ پس ان وجوہ کی بنا پر اس مفسد نے اپنی عداوت ظاہر کی اس طرح کہ جب امام منبر پر خطبۂ جمعہ کیلئے بیٹھا اور مؤذن اذان کیلئے منبر کے پاس صف اول میں کھڑا ہوا تو اس سے امام نے کہا ذرا اپنے پیچھے کی طرف ہٹ کر اذان کہو اس میں حاضرین وغائبین کا زیادہ فائدہ ہے اس پر وہ مفسد فوراً کود پڑا اور کہا تو وہابی خیال کا ہے ہم تیرے پیچھے نماز نہ پڑھیں گے منبر سے اتر آ، خطبہ چھوڑ، اور خطبہ امام کے ہاتھ سے لینے لگا اور کہنے لگا تو ہمیشہ نئی بات پیدا کرتا رہتا ہے جو ہمارے آباء واجداد سے منقول نہیں ہمارے آباؤ اجداد سے یہ چلا آیا ہے کہ اذان ثانی صف اول میں منبر کے پاس دی جائے اور تو کہتا ہے کہ دروازہ کی طرف ہٹ کر کہی جائے ۔ نیز ہمارے آباء اجداد کا عمل یہ رہا ہے کہ امام نماز تراویح میں ہر ترویحہ کے بعد قوم کے ساتھ ہاتھ اٹھا کر دعاء کراتا ہے اور تو صرف تراویح کے آخر میں کراتا ہے پس اس اذان ثانی اور ہر ترویحہ کے بعد دعاء کے سلسلے میں بڑا افساد رونما ہوا اور جب وہ شخص اس میں کامیاب نہ ہوا تو داخل مسجد سے صحن مسجد میں آ کر اپنے اتباع کیساتھ دوسرے شخص کے پیچھے نماز جمعہ پڑھی اور امام نے سچے نمازیوں کے ساتھ اپنی جگہ نماز ادا کی اور اسی وقت سے پانچوں نمازوں کی جماعت میں وسوسہ اور ڈرانے کے ذریعہ انتشار پیدا کرنے کیلئے آمادہ ہوگیا، یہاں تک کہ اسکی شرارت سے جو جماعتیں طویل مدت سے قائم تھیں منتشر ہوگئیں ۔ (**اناللہ وانا الیہ راجعون**)

سوال:- (۱) ولی کون ہے اس کی تعریف کیا ہے۔ تارک صوم وصلوٰۃ اور منکر شریعت شیخ کے ہاتھ پر بیعت جائز ہے یا نہیں؟

سوال:- (۲) وہ شیخ جسکے احوال مع متعلقین میں نے بیان کئے کیا شیخوخت وولایت کے لائق ہیں یا نہیں اس کا شرعی حکم کما حقہ بیان کیجئے؟

سوال:- (۳) اس شخص کا کیا حکم ہے جو شیخ مذکور کے طریق کو حق قرار دیتا ہے اور جان و مال سے اور ایام عرس میں (جس میں شرک اور معاصی کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوتا) حیوانات ذبح کر کے اسکی اعانت کرتا ہے اور خود بھی عرس میں اس کے انتظام کیلئے حاضر رہتا ہے اور جب شیخ اس کے گھر میں آتا ہے تو اپنی بیوی کو اس سے پردہ نہیں کراتا ہاں نماز، روزہ ادا کرتا ہے اس لئے کہ وہ نیا مرید ہے۔ فافہم۔ کیا وہ اہل سنت والجماعت سے ہے یا نہیں؟

سوال:- (۴) اہل دیانت وتقویٰ علماء کی توہین کا کیا حکم ہے۔ کیا توہین کرنے والا ایمان سے خارج ہو جائے گا اس سے اس کی زوجہ کو طلاق ہو گی یا نہیں؟

سوال:- (۵) ہر ترویحہ میں ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنے کے متعلق کیا کہتے ہو؟ اس کا ترک بہتر ہے خیر القرون کا اتباع کرتے ہوئے یا فعل بہتر ہے استحسانا پھر جو شخص نہ کرے کیا وہ لائق مذمت ہے اور وہابی کہلائے گا کیا وہ اہل سنت والجماعت سے خارج ہو جائے گا کیا اس کے پیچھے نماز جائز نہ ہوگی۔ اس سلسلے میں حرمین شریفین اور ہندوستان کا عمل بھی بیان فرمائیں؟

سوال:- (۶) سنت متوارثہ سے اذان ثانی کے لئے کونسی جگہ ثابت ہے؟ کیا منبر کے پاس صف اول میں، یا دروازہ پر، یا مسجد سے باہر، نیز حرمین شریفین اور اہل ہند کا عمل بھی بیان فرمائیں؟

سوال:- (۷) اس امام کے حق میں کیا رائے ہے جو خطبہ دیکھ کر پڑھتا ہے جیسا کہ بنگال و ہند میں رواج ہے لیکن وہ نہ اس کے معانی سمجھتا ہے نہ اعراب والفاظ کی تصحیح پر قادر ہے اگر اس میں غلطی واقع ہو جائے تو کیا اس کے لئے خطبہ پڑھنا اور جمعہ

میں امامت جائز ہے یانہیں؟

سوال:- (۸) وہابی کون ہیں ان کے عقائد واعمال کیا ہیں۔ اہل ہوادنیا پرست بدعات وشبہات سے اجتناب نہ کرنے والے ہر چیز میں جواز کوتلاش کرنے والے حلال وحرام، صدق وکذب میں تمیز نہ کرنے والے اوران مشائخ پر جوکتاب وسنت پر عامل ہیں جن کی عمریں خالص دین ومذہب کی اشاعت میں صرف ہوگئیں۔ افتراء کرنے والے یوں کہتے ہیں کہ وہابی وہ شخص ہے جوعبدالوہاب نجدی جیسے عقائد رکھتا ہے اس کے اعتقادات کیا تھے اورکس بناپراس کی مذمت کی جاتی ہے بلکہ ہمارا خیال یہ ہے کہ جوشخص قرآن وحدیث پرمذہب پرعامل ہو۔ بدعات وشبہات سے اجتناب کرتا ہو۔امر بالمعروف کرتا ہومنکرات ومخترعات سے روکتا ہومبتدعین کی ردوقدح کے ساتھ مخالفت کرتا ہوخاموش رہتا ہوقول وعمل میں ان کی موافقت نہ کرتا ہواس کے بارے میں یہ مبتدعین کہتے ہیں کہ یہ وہابی ہیں اہلسنت والجماعت سے خارج ہیں اس کے پیچھے نماز جائزنہیں اسی طرح عوام کووساوس اوردھوکہ سے گمراہ کرتے ہیں اورفوراًوہابی ہونے کافتویٰ دے دیتے ہیں ایسے مفتی کے بارے میں کیاحکم ہے؟ کیاوہ اہلسنت والجماعت سے ہے۔ تحقیق کےساتھ بیان فرمائیں۔ یہ ایسالاعلاج مرض ہے جودن بدن بڑھتا جارہاہے؟

سوال:- (۹) جس مفسد کے احوال ذکر گئے ہیں اس کا کیاحکم ہے۔کیافتنۂ مذکورہ اورسوءادب (جوذکرکیاگیا) ان دوامر کے ساتھ، اس کی حرکت وعداوت اورعلماء کی توہین جائز ہے؟ اورکیاوہ اہلسنت والجماعت سے ہےاس کی بیوی پرطلاق واقع ہوجائے گی؟ اورکیااس پرتوبہ لازم ہے؟

سوال:- (۱۰) ان لوگوں کے حق میں کیارائے ہے جومحدثات، منہیات، اورشبہات سے اجتناب کرتے ہیں۔ مذہب کے خلاف ایک قدم نہیں چلتے۔اہل ہوا کاقولاً

فعلاً کسی طرح اتباع نہیں کرتے بلکہ ردوقدح کے ساتھ ان کی مخالفت کرتے ہیں اور جدید رائج شدہ مسائل سے ردوقدح کے ساتھ یا ان سے سکوت کرتے ہوئے اجتناب کرتے ہیں جو مسائل کتب مشہورہ میں مذکور نہیں ان پر عمل نہیں کرتے۔ کیا وہ آدمی وہابی ہوجاتا ہے اس کے پیچھے نماز جائز نہیں رہتی یا کیا حکم ہے اور اس امام کے بارے میں کیا رائے ہے جس کے احوال ذکر کئے گئے کیا اس کے اقوال وافعال ،سنت، کتاب ومذہب کے موافق ہیں یا نہیں، اس کے افعال تقویٰ کے خلاف ہیں یا عین تقویٰ ہیں۔ تقویٰ اور فتویٰ میں کیا فرق ہے اور کونسا علماء کرام کے لئے اقویٰ ہے؟

سوال:-(۱۱) اولیاء پر موت طاری نہیں ہوتی اس کا کیا مطلب ہے۔ کیا یہ جملہ کسی حدیث کا جزء ہے یا کہاں ہے۔ ایک گمراہ فرقہ کا اعتقاد یہ ہے کہ اولیاء زندہ رہتے ہیں مرتے نہیں۔ بلکہ لوگوں کی نظر سے غائب ہوجاتے ہیں ان کا کلام دورنزدیک ہرجگہ سے سنتے ہیں؟

سوال:-(۱۲) اس گھر سے کھانا کھانے کے بارے میں کیا حکم ہے جو حلال وحرام کمائی میں تمیز نہیں کرتا اور فتویٰ اور تقویٰ میں سے ان علماء کرام کے لئے کیا اقویٰ ہے جو قوم کے مقتداء ہیں؟

سوال:-(۱۳) قدم اور ہاتھ چومنے کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ اس کا ثبوت کیا ہے کس کے لئے جائز اور کس کے لئے ناجائز اور کس وجہ سے؟

سب سوالات کے جوابات دلائل نقلیہ سے ہوں مع حوالہ کتب وصفحات۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) ولی وہ شخص ہے جو بقدر امکان اللہ اور اس کی صفات کی معرفت رکھتا ہو۔ طاعات پر مواظبت کرتا ہو معاصی سے اجتناب کرتا ہو۔ لذات وشہوات میں انہماک سے

اعراض کرنے والا ہو۔ شرح عقائد ص۱۰۴ ر ومنہج الاطہر شرح فقہ اکبر ص۹۵ ر اور اس شخص کے ہاتھ پر بیعت جائز نہیں جو فرائض کو بغیر عذر شرعی ترک کرتا ہو اس لئے کہ وہ گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے اور شیخ کے لئے ہدایت یافتہ اور ہدایت کنندہ ہونا ضروری ہے۔

(۲) ایسا شیخ طریقت معروفہ کا شیخ نہیں بلکہ وہ شیخ نجد ہے۔ رحمٰن کا ولی نہیں بلکہ شیطان کا ولی ہے اس سے دور رہنا ہر شخص پر واجب ہے۔ اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں اور نہ آخرت میں اس کا کوئی حصہ ہے۔ یہی حکم اس کے متبعین کا ہے۔

(۳) یہ شخص فاسق ہے۔ شریعت وطریقت کے احوال سے جاہل اس کو تعلیم دینا سمجھانا واجب ہے اس لئے کہ وہ جہنم کے گڑھے کے کنارہ پر کھڑا ہے۔ سو جو شخص اس کو بچالے گا اس کا اجر اللہ پر ہوگا۔

(۴) اگر اہل دیانت علماء کی توہین استخفاف دین وعلم دین کے طور پر ہو تو یہ کفر ہے اس لئے کہ علم حق تعالیٰ کی صفت ہے۔ کردری نے کہا ہے کہ علماء کا استخفاف بسبب ان کے علماء ہونے کے علم کا استخفاف ہے اور علم اللہ کی صفت ہے جو اس نے اپنے بہترین بندوں کو بطور فضل کے عطا فرمایا ہے تاکہ وہ اس کی مخلوق کو اس کے رسولوں کا نائب ہو کر اس کی شریعت کی طرف رہنمائی کریں پس اس کا استخفاف اس طرح معلوم ہو گیا کس کی طرف عود کرتا ہے۔ فتاویٰ بزازیہ ص۳۳۶ ر اور خلاصہ میں ہے کہ جو شخص کسی عالم سے بغیر ظاہری سبب کے بغض رکھتا ہے اس پر کفر کا اندیشہ ہے میں کہتا ہوں کہ ظاہر یہی ہے کہ اس کی تکفیر کی جائے گی اس لئے کہ جب اس نے بغیر سبب دنیاوی یا اخروی عالم سے بغض رکھا تو اس کا بغض علم شریعت کی وجہ سے ہوگا اور جو شخص علم شریعت کا انکار کردے اس کے کفر میں شک نہیں تو جو اس سے بغض رکھے اس کے کفر میں بدرجہ اولیٰ شک نہ ہوگا اور ظہیریہ میں ہے کہ جس شخص نے کہا ایسے فقیہ سے جو مونچھ کٹائے ہوئے ہے کتنا بدترین ہے مونچھوں کا کٹانا

اور عمامہ کے کنارہ کو تھوڑی کے نیچے لپیٹنا۔ اس کی تکفیر کی جائے اس لئے کہ یہ علماء کے ساتھ استخفاف ہے اور وہ مستلزم ہے استخفاف ابنیاء کو اس لئے کہ علماء ورثۂ انبیاء علیہم السلام ہیں اور مونچھوں کا کٹانا ابنیاء علیہم السلام کی سنت ہے پس اس کو قبیح کہنا کفر ہے بلا اختلاف علماء۔ شرح فقہ اکبر ص ۲۱۳/ر۔

ولی انبیاء علیہم السلام کے درجہ کو نہیں پہنچتا۔ اس واسطے کہ ابنیاء علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں سوء خاتمہ کے خوف سے مامون ہوتے ہیں مکرم بالوحی ہوتے ہیں حتیٰ کہ خواب میں بھی۔ اسی طرح مشاہدہ ملائکہ علیہم السلام سے بھی مکرم ہوتے ہیں۔ کمالات اولیاء عظام کے ساتھ متصف ہونے کے بعد تبلیغ احکام اور مخلوق کی رہنمائی پر مامور ہوتے ہیں۔ پس بعض کرامیہ سے جو ولی کے نبی سے افضل ہونے کا قول نقل کیا گیا ہے وہ کفر ہے۔ گمراہی ہے۔ بے دینی اور جہالت ہے۔ شرح فقہ اکبر ص ۱۴۸/ر اور ص ۱۴۹/ر میں ہے کہ بندہ جب تک عاقل بالغ ہے ایسے مقام تک نہیں پہنچ سکتا جہاں اس سے امر ونہی ساقط ہو جائیں اللہ تعالیٰ کے قول کی بنا پر کہ عبادت کرتا رہ اپنے رب کی یہاں تک کہ تجھ کو یقین آ جائے۔ مفسرین کا اس بات پر اجماع ہے کہ آیت میں یقین سے مراد موت ہے اور بعض اہل اباحت اس طرف گئے ہیں کہ جب بندہ غایت محبت کے مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے اور اس کو غفلت سے صفاء قلب حاصل ہو جاتا ہے اور کفر وکفران پر ایمان کو ترجیح دیتا ہے تو اس سے امر ونہی ساقط ہو جاتے ہیں اور حق تعالیٰ کبائر کے ارتکاب پر اس کو جہنم میں داخل نہ کریں گے اور بعض اس طرف گئے ہیں اس سے ظاہری عبادات ساقط ہو جاتی ہیں اور اس کی عبادت تفکر اور اخلاق باطنہ کی تحسین رہ جاتی ہے اور یہ کفر ہے، لادینیت ہے، گمراہی ہے، جہالت ہے۔ اس واسطے کہ حجۃ الاسلام نے کہا ہے کہ ایسے شخص کا قتل سو کافر کے قتل سے بہتر ہے۔ اھ

دمیری نے کہا ہے کہ قرطبی نے ابوبکر طرطوسی سے نقل کیا ہے کہ ان سے ایسی قوم کے بارے میں سوال کیا گیا جو کسی جگہ جمع ہوکر قرآن پاک پڑھتے ہیں پھر کوئی شخص ان میں سے اشعار پڑھتا ہے اس پر وہ رقص کرتے ہیں اور مست ہوجاتے ہیں اور دف وبانسری بجاتے ہیں کیا ان کے ساتھ حاضر رہنا حلال ہے یا نہیں؟ تو جواب دیا کہ سادات صوفیہ کا مذہب یہ ہے کہ یہ بیجا دلیری جہالت وگمراہی ہے۔ اسلام صرف اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کا نام ہے۔ رہا رقص اور وجد میں آنا سب سے پہلے اس کو اصحاب سامری نے ایجاد کیا جب کہ سامری نے ان کے لئے ایک بچھڑا بنادیا جو خالص ایک جسم تھا جس کے لئے آواز تھی۔ وہ اس کے اردگرد کھڑے ہوکر رقص کرنے لگے اور وجد میں آ گئے پس یہ کفار اور گوسالہ پرستوں کا دین ہے۔ نبی کریم ﷺ کی مجلس میں آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم اجمعین کا حال وقار کی بناء پر ایسا ہوتا تھا گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔ پس سلطان اور اس کے نائبین کو چاہیئے کہ ایسے لوگوں کو مساجد وغیرہ میں آنے سے روکدیں اور اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والے شخص کے لئے حلال نہیں کہ ان کے ساتھ حاضر ہو اور نہ یہ جائز ہے کہ باطل میں ان کی اعانت کرے۔ یہی مذہب ہے امام مالکؒ اور ابوحنیفہؒ اور امام احمد وغیرہ ہم ائمۃ المسلمین کا اھ۔

اور حافظ ابن تیمیہ حرانی نے ایک مختصر اور لطیف رسالہ تالیف کیا ہے جس کا نام الفرقان بین اولیاء الرحمٰن واولیاء الشیطان ہے۔ اس میں ایسی علامات بیان کی گئی ہیں جو حق وباطل کے درمیان تمیز پیدا کردیتی ہیں۔ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ ولایت بغیر شریعت کا اتباع کئے حاصل نہیں ہوتی اور جو شخص اس امر میں اختلاف کرتا ہے وہ ان اولیاء اللہ سے نہیں جن کے اتباع کا اللہ نے امر فرمایا بلکہ یا تو کافر ہوگا اور یا حد سے زیادہ جہالت میں بڑھا ہوا ہوگا۔

(۵) جس دعاء کے متعلق سوال ہے وہ مقتدی حضرات میں سے کسی سے بھی ثابت نہیں بلکہ بدعت ہے اس کا ترک ضروری ہے اور نماز تراویح میں ہر دو سلام کے بعد جس ذکر کی ایجاد ان لوگوں نے کر رکھی ہے اس سے بھی بچنا ضروری ہے اور اس ذکر میں آواز بلند کرنے سے بھی بچنا ضروری ہے اور دین میں نئی بات نکالنا ممنوع ہے اور بہترین طریقہ حضرت محمد ﷺ کا طریقہ ہے پھر آپ کے بعد خلفاءؓ کا پھر صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا اور سلف میں سے کسی سے بھی ایسا فعل منقول نہیں بس ہمارے لئے اس چیز کی گنجائش ہوگی جس کی گنجائش ان حضرات کے لئے ہوگی۔ (المدخل ص ۲۹۳ رج ۲ ر)

(۶) جامع الرموز میں ہے کہ جب امام منبر پر بیٹھ جائے تو اس کے سامنے دوسری اذان دی جائے یعنی ان دو جہتوں کے درمیان جو مقابل ہیں یمین منبر یا امام کے یا اس کے یسار کے اس کے قریب اور ان کے وسط میں پس شامل ہوگا یہ اس صورت کو جب کہ اذان دی ہو زاویہ قائمہ میں یا زاویۂ حادہ میں یا زاویۂ منفرجہ میں، اور ہدایہ میں ہے کہ جب امام منبر پر چڑھ جائے تو بیٹھ جائے اور موذن منبر کے سامنے اذان کہے اسی کے ساتھ توارث جاری ہے۔ اور عینی نے کہا ہے کہ اسی کے ساتھ توارث جاری ہے۔ یعنی منارہ پر اذان اول ہو چکنے کے بعد اذان ثانی منبر کے سامنے ہو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانے سے ہمارے اس زمانے تک اھ۔

میں کہتا ہوں کہ ہمارے علاقہ میں بھی یہی متوارث ہے آج تک اور اس کا کوئی اعتبار نہیں جو اس توارث کی مخالفت کرے۔

(۷) کتاب میں دیکھ کر خطبہ پڑھنا جائز ہے اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔ لیکن اعراب کی تصحیح اور غلطی سے اجتناب لازم ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اگر خطبہ کے اعراب میں کوئی غلطی ہوگئی اور نماز تمام شرائط وارکان کی رعایت کے ساتھ ادا کر لی تو نماز صحیح

ہو جائے گی اگر چہ خطبہ مکروہ ہوگا پس جو شخص صحیح خطبہ اور کامل نماز کی ادائیگی پر قادر ہو اور متبع سنت ہو وہی امامت کے لائق ہے اس لئے کہ وہ مقتدیوں کی نماز کا ضامن ہے۔

(۸) محمد بن عبدالوہاب نجدی متبع سنت تھے لیکن اعتقاد، قول اور عمل میں متشدد تھے علم وفہم اور عقل کم تھی اس لئے ان سے بعض افعال واقوال ایسے صادر ہو گئے جو فتنوں کے رونما ہونے کا سبب بن گئے۔ لیکن آج ہمارے علاقہ میں وہابی وہی ہے جس کو سائل نے بیان کیا ہے یعنی جو شخص حضرت نبی کریم ﷺ کی سنت کا متبع ہو بدعات سے روکتا ہو وہی شخص اہل ہوا کی اصطلاح میں وہابی ہے۔ پس شکوہ اللہ ہی سے ہے۔

(۹،۱۰) ان دونوں کا حکم ماسبق سے معلوم ہو گیا۔ صاحب تقویٰ اورع ہے اور صاحب فتویٰ اوسع ہے حدود شرع کے تحت داخل ہیں اور جب وہ حدود شرع سے نکلے گا تو تجاوز کر جائے گا اور جو شخص حدود شرع سے تجاوز کرتا ہے وہ اپنے اوپر ہی ظلم کرتا ہے۔

(۱۱) یہ کتب احادیث میں نہیں ملا۔ نہ صحاح میں، نہ حسان میں، میرے علم کے موافق رہا سننا جس مقام سے بھی لوگ کلام کریں نزدیک سے دور سے سو یہ سمیع وبصیر (حق تعالیٰ) کی شان ہے اس میں اس کا کوئی شریک نہیں جو اس کا اعتقاد رکھتا ہے وہ مشرک فی الصفات ہے۔ ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں کہا ہے کہ رجال غیب جن ہیں اس واسطے کہ انسان انسان کی نظر سے ہمیشہ چھپا نہیں رہتا ہے بلکہ کبھی کبھی چھپ جاتا ہے پس جو شخص ان کو انسان گمان کرتا ہے وہ غلطی اور جہالت سے ایسا کہتا ہے اور گمراہی کے سبب اس کا قائل ہے۔ خلاصہ یہ کہ علم غیب ایسا امر ہے جس میں حق تعالیٰ شانہ یکتا ہیں بندوں کے لئے اس کی طرف کوئی راہ نہیں سوائے اس کے کہ حق تعالیٰ بتلا دیں بطریق معجزہ یا الہام فرمادیں بطریق کرامت یا ان علامات کے ذریعہ استدلال کی طرف رہنمائی فرمادیں جن کے ذریعہ استدلال ممکن ہو۔ پھر جان لیجئے کہ انبیاء علیہم السلام غیب کی باتیں نہیں جانتے

02-Tasaowuf wa Sulood

تھے سوائے ان کے جوحق تعالیٰ نے ان کوکبھی کبھی بتلا دیں اور حنفیہ نے اس کے کفر کی تصریح کی ہے جو یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ حضورﷺ غیب کا علم رکھتے تھے اس لئے کہ یہ اعتقاد حق تعالیٰ کے قول ''قل لایعلم الخ '' کے معارض ہے یعنی اے محمدﷺ آپ لوگوں سے کہد یجئے کہ آسمان وزمین کی چھپی ہوئی باتیں صرف حق تعالیٰ ہی جانتے ہیں جیسا کہ مسایرہ (نام کتاب) میں ہے۔اھ اور فتاویٰ بزازیہ میں ہے کہ اگر کسی شخص نے بغیر گواہوں کے نکاح کیا اور کہا کہ میں نے خدا اور رسولِ خدا اور فرشتوں کو گواہ بنایا تو اس کی تکفیر کریں گے اس لئے کہ اس نے یہ اعتقاد کیا کہ رسولﷺ اور فرشتے علم غیب رکھتے ہیں۔اھ

جس شخص نے یہ کہا کہ مشائخ کی ارواح حاضر ہوتی ہیں لوگوں کے امور کو جانتی ہیں اس کی تکفیر کی جائے گی۔

(۱۲) فتاویٰ ہندیہ میں ہے کہ ایک شخص نے کسی آدمی کو ہدیہ دیا یا اس کی میزبانی کی اگر اس کا اکثر مال حلال ہو تو اس میں کچھ حرج نہیں مگر یہ کہ جانتا ہو کہ یہ شئی حرام سے ہے اور اگر حرام غالب ہو تو ہدیہ قبول نہ کرے اور نہ ضیافت کا کھانا کھائے۔مگر یہ کہ وہ اس کو خبر دے کہ یہ حلال کمائی سے ہے مجھ کو میراث میں ملا ہے یا میں نے اس کو قرض لیا ہے جیسا کہ ینابیع میں ہے۔فاسق معلن کی دعوت قبول نہ کرے تا کہ اس کو معلوم ہو جائے کہ یہ اس کے فسق پر راضی نہیں۔اسی طرح اس شخص کی دعوت قبول نہ کرے جس کا غالب مال حرام سے ہو جب تک یہ خبر نہ دے کہ یہ حلال ہے اور اسکے عکس کی صورت میں قبول کرے مگر یہ کہ ظاہر ہو جائے کہ یہ حرام ہے۔تمر تاشی میں اسی طرح ہے۔

(۱۳) عالم صاحب ورع کے ہاتھ کو بوسہ دینا بطور تبرک اس میں کچھ حرج نہیں۔ دُرر اور مصنف نے جامع سے نقل کیا ہے کہ دیانت دار حاکم اور سلطان عادل کے ہاتھ کو بوسہ دینے میں کچھ حرج نہیں اور کہا گیا ہے کہ سنت ہے۔مجتبیٰ۔اوران کے علاوہ کے

ہاتھ کو بوسہ دینے کی اجازت نہیں۔ یہی مختار ہے۔(مجتبیٰ) اور محیط میں ہے کہ اگر اس کے اسلام کی تعظیم اور اس کے اکرام کی بناء پر ہوتو جائز ہے اور اگر حصول دنیا کے لئے ہوتو مکروہ ہے۔ کسی عالم یا زاہد سے ان کے قدم کے بوسہ دینے کی اجازت طلب کی گئی تو ان کو اس کا موقع دیدینا چاہیئے اور کہا گیا ہے کہ اس کی اجازت نہیں اھ درمختار شامی نے درمختار کے قول اجابہ (قبول کرلے) کے تحت لکھا ہے کہ حاکم نے روایت نقل کی ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا مجھے ایسی چیز دکھایئے جس سے میرے یقین میں اضافہ ہوتو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس درخت کو بلالاؤ وہ گیا اور اس درخت سے کہا کہ تجھ کو حضور ﷺ بلارہے ہیں اس پر وہ حاضر خدمت ہوا اور حضرت نبی اکرم ﷺ کو سلام کیا آپ ﷺ نے فرمایا واپس جاؤ وہ چلا گیا پھر آپ ﷺ نے اس شخص کو اجازت دی اس نے آپ کے سر مبارک اور قدمین مبارکین کو بوسہ دیا اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں کسی غیر اللہ کے لئے سجدہ کرنے کی اجازت دیتا تو عورت کو حکم کرتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

حاکم نے اس روایت کو صحیح الاسناد کہا ہے اھ۔ رسالہ شرنبلالی سے یہ ماخوذ ہے۔

ردالمحتار علی الدرالمختار ص۲۳۷/۵، باب الخطر والاباحة.

فقط واللہ سبحانه تعالیٰ اعلم وعلمه اتم واحکم

حررہٗ العبد محمود کنکوهی عفا الله عنه

معین المفتی بمدرسه مظاهر علوم سهارنفور یوبی.

الجواب صحیح. سعید احمد غفرلهٗ المبتلیٰ بامانة الافتاء بالمدرسة العلیة المشتهر بمظاهرعلوم الواقعة ببلدة سهارنفور ۷/ ج ۱/ سنہ ۹۷ھ

کیا انتقال کے بعد غوث اپنے مرتبہ پر قائم رہتا ہے

سوال:- ولی اور غوث بعد وفات غوثیت پر ایسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ دنیا میں رہتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس شخص کا جس بزرگی اور مرتبہ پر خاتمہ ہوا ہے وہ بزرگی اس سے انتقال کے بعد سلب نہیں کی جاتی[1] لیکن جس طرح اس دنیا میں کام سپرد ہوتے ہیں انتقال کے بعد یہ بات نہیں ہوتی[2]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ

۲۱/۶/۸۷ھ

---

[1] **یدل علیه حدیث جابر قال سَمِعْتُ النَّبِی ﷺ یَقُوْلُ یُبْعَثُ کُلُّ عَبْدٍ عَلٰی مَامَاتَ عَلَیْہِ (مسلم شریف ص۳۸۷/ ج۲، کتاب الجنة وصفة نعیمها، باب الامر بحسن الظن بالله تعالیٰ عند الموت، مطبوعه مکتبه بلال دیوبند)**

ترجمہ:- حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہیکہ میں نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا کہ ہر بندہ کو اسی حالت پر اٹھایا جائیگا جس پر اس کا انتقال ہوا ہے۔ **اذا لولی لاینعزل عن ولایةٍ بالموت کالنبی لاینعزل عن نبوته بالموت الخ، الحدیقة الندیة شرح الطریقة المحمدیة ص ۲۹۲/ ج۱/**

[2] **بعدفناوبقاکه مناسبت باطنی حاصل شود فیض ازقبور توان برداشت لیکن نه آنقدر که درحیات باشد (ارشاد الطالبین ص۷۱)**

ترجمہ:- فناوبقا کے بعد کہ مناسبت باطنی حاصل ہو جاتی ہے قبور سے فیض حاصل کیا جاسکتا ہے لیکن اس قدر نہیں جس قدر حیات میں ہوتا ہے۔

02-Tasaowuf wa Sulood

کیا منصور ولی تھے؟

سوال: -- حضرت منصور بن حلاج کیا ولی کامل تھے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

انکا نام حسین بن منصور ہے یہ ولی تھے۔ کذا فی الفتاویٰ الرشیدیہ[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مجدد کون ہے؟

سوال: -مجدد کی کیا تعریف ہے کیا ہرصدی ہجری کے شروع میں یا پوری صدی میں بھی کسی مجدد کا آنا ضروری ہے اور اگر کوئی مجدد وقت کو نہ مانے تو کیا وہ جاہلیت کی موت مریگا؟ مجدد کس طرح پہچانا جاتا ہے؟ تیرہ صدی ہجری میں جو مجدد آئے ان کے نام تحریر فرمائیے؟ کیا مجدد ایک وقت میں تمام عالم کے لئے آتا ہے، یا کہ ایک وقت میں مختلف ممالک میں مختلف مجدد آتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

"عن ابی هريرةؓ فيما اعلم عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان الله يبعث لهٰذه الامة على رأس كل مائة سنة من يجدد لها دينها۔ ابوداؤد شریف[۲]۔

---

[۱] بندہ کے نزدیک وہ ولی تھے الخ ملاحظہ ہو: فتاویٰ رشیدیه ص ۲۲۲ ج ۱ / کتاب العقائد، منصور کون تھے، مطبوعه مکتبه محمودیه سهارنپور، (حاشیہ نمبر: ۲/ اگلے صفحہ پر)

مجدد وہ شخص ہے جو سنت کی اشاعت کرے بدعت کو مٹائے ،علم کو پھیلائے اہل علم کی عزت کرے[۱]۔اس کیلئے ایک صدی کے ختم پراور دوسری صدی کے شروع میں تجدید دین ضروری ہے[۲]۔مجدد ہونا ماننے نہ ماننے پر موقوف نہیں کوئی شخص مانے یا نہ مانے جو شخص طریق مذکور پر تجدید دین کریگا وہ مجدد ہوگا ،جو شخص مجدد کو نہ مانے اسکا جاہلیت کی موت مرنا کسی نص میں میری نظر سے نہیں گزرا،مگر باوجود تجدید دین ظاہر ہونے کے پھر مجدد وقت کو نہ ماننا ظاہر ہے کہ کتنی بڑی جہالت ہے،اسمیں اختلاف ہیکہ تمام عالم کیلئے مجدد ایک ہوتا ہے یا مختلف، بعض کہتے ہیں کہ ایک ہوتا ہے،بعض کی رائے ہیکہ ایک جماعت ہوتی ہے،اور اسکا ہر فرد دین کے کسی خاص شعبہ کی تجدید کرتا ہے۔(**كذافي بذل المجهود**[۳] **ص ۱۰۴/۵**)

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۲ **ابـوداؤد شـريف ص ۵۸۹/۲/ كتـاب الـمـلاحـم، مشكوٰة شريف ص ۳۶/ج ۱/ كتاب العلم. المستدرک للحاكم ص ۵۲۲/۴، كتاب الفتن الملاحم، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت.** حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس امت کیلئے ہر سو سال پر ایسے شخص کو اٹھائیں گے، جو اس کے دین کی تجدید کرے گا، یا ایسے لوگوں کو اٹھائینگے جو دین کی تجدید کرینگے۔

(حاشیہ صفحہ ھذا) ۱ **اى يبين السنة من البدعة ويكثر العلم ويعز اهله ويقمع البدعة ويكسر اهله. (بذل المجهود ص ۱۰۳/ج۵/ اول كتاب الملاحم، مطبوعه رشيديه سهارنپور، مرقاة ص ۲۴۷/ج ۱ ، كتاب العلم، الفصل الثانى، مطبوعه اصح المطابع بمبئى)**

۲ **على راس كل مائة اى انتهائه او ابتدائه (بذل المجهود ص ۱۰۳/ج۵/ اول كتاب الملاحم، مطبوعه رشيديه سهارنپور، مرقاة ،ص ۲۴۷/ج ۱ ، كتاب العلم، الفصل الثانى، مطبوعه اصح المطابع بمبئى)**

۳ **ان المراد بمن يجدد ليس شخصا واحدا بل المراد به جماعة يجدد كل واحد فى بلد ففى فن او فنون من العلوم الشرعية الخ، بذل المجهود ص ۱۰۴/۵، اول كتاب الملاحم، مطبوعه رشيديه سهارنپور،**

مجدد اپنے مذکورہ مخصوص کارناموں سے پہچانا جاتا ہے، تیسری صدی ہجری میں جو مجددین گزرے ہیں بعض کی مجددیت پر اتفاق ہے اور بعض میں اختلاف ہے، پہلی صدی کے مجدد حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ ہیں، دوسری صدی کے مجدد حضرت امام شافعیؒ ہیں، ان دونوں کی مجددیت پر اتفاق ہے، تیسری صدی کے ابوبکر باقلانیؒ، ابوطیب صعلوکیؒ ہیں، پانچویں کے امام غزالیؒ ہیں، چھٹی کے امام رازیؒ وغیرہ ہیں، ساتویں کے تقی الدین ابن دقیق العید ہیں آٹھویں کے زین الدین عراقی، شمس الدین جزری، تاج الدین بلقینی وغیرہ ہیں، نویں کے جلال الدین سیوطی، شمس الدین سخاوی، وغیرہ ہیں دسویں کے شہاب الدین رملیؒ، ملاّ علی قاریؒ ہیں۔

گیارہویں کے مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ ہیں، بارہویں کے شاہ ولی اللہ صاحبؒ ہیں، تیرہویں کے شاہ اسماعیل صاحبؒ ہیں[1] چودھویں کے حضرت مولانا رشید احمد صاحبؒ ہیں[2]۔

علمائے کرام کے اور بھی اقوال ہیں اور اس مبحث پر علمائے کرام نے مستقل رسائل تصنیف فرمائے ہیں[3]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۴/۷/۵۸ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح عبداللطیف، ۶/رجب المرجب ۵۸ھ

---

[1] فتاویٰ عبدالحی ص ۱۰۶ / راجع المقاصد الحسنة ص ۱۲۲ / مطبوعه عباس احمد الباز مكه مكرمه، وكشف الخفا للعجلونى ص ۲۴۳/ج ۱/ مطبوعه داراحياء التراث العربى بيروت، والكرمانى ص ۲/۷/ج ۱/ مطبوعه داراحياء التراث العربى بيروت، عمدة القارى للعينى ص ۱۱۳/ج ۱/ كتاب الايمان، كتب عمر بن عبد العزيز الخ، مطبوعه دارالفكر بيروت، ومجمع بحار الانوار ص ۳۲۹/۱، تحقيق جدد، مطبوعه دارالايمان مدينه منوره.

[2] راجع اٰثار القيامة فى حجج الكرامة ص ۱۳۹. (حاشیہ نمبر:۳/اگلے صفحہ پر)

مجدد کے شرائط

سوال:۔ مجدد ہونے کے لئے کیا کیا شرائط ہیں؟ نیز مجدد کو اپنا مجدد ہونا معلوم ہو جاتا ہے یانہیں ہندوستان میں اب تک کتنے مجدد گذرے ہیں؟ حدیث شریف میں ہے کہ میری امت میں سو سال میں ایک مجدد پیدا ہوگا، تو اس اعتبار سے کافی مجدد ہونے چاہئیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

مجدد کو الہامی طریق پر اور علامت کے ذریعہ سے استدلالی طریق پر اپنے مجدد ہونے کا علم ہوتا ہے گو کہ وہ علم وحی کے برابر نہیں ہوتا، مجدد احکام سنت پر بڑی قوت سے عامل ہوتا ہے، بدعات سے سخت متنفر اور مخالفت کی پرواہ نہیں کرتا۔[1]

اب چودہویں صدی ہے اب تک کافی مجدد ہو چکے۔[2]

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [3] حضرت گنگوہیؒ نے سنت اور بدعت کے اندر کافی امتیاز پیدا فرمایا تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ مجدد ہیں، سنت اور بدعت کے (مجالس حکیم الاسلام ص ۲۱۹)

(حاشیہ صفحہ ھذا) [1] یبین السنة من البدعة ویکثر العلم ویعزاهله ویقمع البدعة ویکسر اهلها (مرقاة ص ۲۴۷/ ج ۱/ بذل المجهود، ص ۱۰۳/ ج ۵، اول کتاب الملاحم، مطبوعه رشیدیه سهارنپور)

[2] التنبئة فیمن یبعثه الله علی راس المائة للسیوطی تحفة المهتدین باخبار المجددین. للسیوطی فوائد الحجة فی من یبعثه الله لهذه الامة للعسقلانی وجزء المجددین. للشیخ زکریا الکاندهلوی. وراجع المقاصد الحسنة ص ۱۲۲، مطبوعه عباس احمد الباز مکه مکرمه، وکشف الخفاء للعجلونی ص ۲۴۳/ ۱، مطبوعه داراحیاء التراث العربی بیروت، والکرمانی ص ۷۲/ ۱، کتاب الایمان، مطبوعه داراحیاء التراث العربی بیروت، والعینی ص ۱۱۳/ ۱، دارالفکر بیروت، فتاویٰ عبدالحی ص ۱۰۶، مجمع بحارالانوار ص ۳۲۹/ ۱، تحقیق جدد، مطبوعه دارالایمان مدینه منوره)

سب سے پہلے مجدد حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ شمار کئے جاتے ہیں[۱]۔ ہندوستان میں بھی مجدد ہوتے رہے ہیں[۲]، رسالہ الفرقان کے مجدد نمبر میں زیادہ تفصیل مذکور ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۱۱/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہٗ 〃 〃

تجدید دین کی حقیقت

سوال:۔ تجدید دین یا تجدید احکام شریعت کے کیا معنی ہیں؟

۱؎ وکان عندالمائة الاولی عمرَ خلیفة العدل باجماع وقر (تحفة المهتدين باسماء المجددين للسيوطی، کشف الخفا ص ۲۴۳/ج ۱، مطبوعه داراحياء التراث العربی بيروت)

۲؎ ومجدد درمائة حادی عشر شيخ احمد سرهندی فاروقی ست ومجدد مائة ثانی عشر مجتهد ایں عصر درهند شاه ولی الله محدث دهلوی ست ومجدد درمائة ثالث عشر محمدبن علی شوکانی دریمن وشاه عبدالعزیز دهلوی واخوان ایشان درهند اند وهم شیخ اسماعیل بن عبدالغنی بن ولی الله دهلوی که به تبعیت سیداحمد بریلوی توحید راازشرک وسنت را ازبدعت ممتاز ساخت. (آثارالقيامة فی حجج الکرامة، ص ۱۳۹)

ترجمہ:- اور گیارہویں صدی میں مجدد شیخ احمد سرہندی فاروقیؒ ہیں اور بارہویں صدی میں مجدد ہندوستان میں اس زمانہ کے مجتہد شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ ہیں اور تیرہویں صدی میں مجدد یمن کے اندر محمد بن علی شوکانی اور ہند میں شاہ عبدالعزیز دہلویؒ اور ان کے اخوان ہیں اور نیز شیخ اسماعیل بن عبدالغنی بن ولی اللہ دہلویؒ ہیں کہ انہوں نے سید احمد بریلویؒ کی تبعیت میں توحید کو شرک سے اور سنت کو بدعت سے ممتاز فرمایا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

شریعت کے جو احکام مرورد ہور، بے توجہی، غلبہ ہوا و ہوس، مساعیٔ نفس وابلیس کی وجہ سے متروک ہو گئے تھے، ان کو اُجاگر کرنا، ان کی طرف توجہ دلانا ان کو عملی جامہ پہنانا مراد ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

اولیاء صالحین کیا پہلے بھی پیدا ہوتے تھے؟

سوال:– اسلام سے پہلے دوسرے مذاہب میں بھی اس طرح اولیاء کرام یا پیر پیدا ہوتے تھے، اگر نہیں تو خدا تک رسائی کیسے ہوتی تھی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

پہلے بھی پیدا ہوتے تھے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۷/۵/۱۴۰۰ھ

---

[1] معنی التجدید احیاء ماالندرس من العمل من الکتاب والسنة والامر بمقتضاهما (فیض القدیر ص ۲۸۱/ج ۲. مطبوعه دارالفکر بیروت،

[2] کمل من الرجال کثیرای کثیرون من افرادهذاالجنس حتی صاروارسلا وانبیاء وخلفاء وعلماء واولیاء الخ تحفة الاحوذی ص ۵۶۳/ج ۵/ کتاب الاطعمة، باب ماجاء فی فضل الثرید، مطبوعه دارالفکر بیروت.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیعت کا بیان

بیعت کا ثبوت قرآن وحدیث سے

سوال:- بندہ ایک بزرگ سے مرید (بیعت) ہے۔ پہلے یہ حال تھا کہ کبھی نماز پڑھی کبھی نہیں، زبان کو گالی کی عادت تھی، جھوٹ کثرت سے بولتا تھا، جھوٹی قسمیں بھی کھالیا کرتا تھا، قرآن شریف کی تلاوت صرف رمضان میں کبھی کرلیا کرتا تھا، آمدنی میں حرام، حلال کی تمیز بالکل نہیں کرتا تھا، بڑوں بوڑھوں کا ادب لحاظ نہیں تھا، پڑوسیوں سے اکثر لڑائی اور بدسلوکی ہوتی تھی، بیعت کے بعد الحمدللہ ان سب خطاؤں اور گناہوں کی آہستہ آہستہ اصلاح ہوئی جس کا احساس میرے ملنے والوں کو بھی ہے۔ نماز کی پابندی نصیب ہوئی اور ایسا دل لگتا ہے جیسے بالکل اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہے اور اپنے پیر صاحب کی خدمت میں حاضری کے وقت گذشتہ گناہ یاد آکر رونا آتا ہے اور توبہ کی توفیق ہوتی ہے۔ بندہ سمجھتا ہے کہ یہ سب بیعت کی برکت ہے۔

ایک صاحب نے کہا کہ یہ پیری مریدی تو جوگیوں اور بدھ مذہب والوں کا طریقہ ہے کہ وہ ایجابی کام کم کراتے ہیں سلبی کام زیادہ کراتے ہیں بلکہ ان کے یہاں

سب سلبی ہی سلبی تعلیم ہے کہ فلاں کام نہیں کرنا، بس آدمی کو عضوِ معطل و مفلوج بنا کر رکھ دیتے ہیں۔ غرض اس طریقہ میں کوئی خوبی نہیں اور یہ کتاب وسنت سے ثابت بھی نہیں۔ حضور اکرم ﷺ سے تو اسلام کی بیعت ثابت ہے کہ وہ کافروں کو مسلمان بناتے تھے نہ یہ کہ وہ مسلمانوں کو بیعت کیا کرتے تھے۔ بندہ اس کا جواب نہیں دے سکا۔ مرید ہونے کا فائدہ خود کو تو محسوس ہو رہا ہے، لیکن ان صاحب کا جواب دینے کے لئے اپنے پاس سامان نہیں۔ آپ سے گذارش ہے کہ جواب عنایت فرمائیں۔ اندیشہ یہ ہے کہ ان صاحب کا اعتراض دل میں جم نہ جائے جس سے نقصان پہنچے۔ فقط والسلام

مفتی ابراہیم صالح جی،

مدرسہ تعلیم الدین ڈربن جنوبی افریقہ ۶/۶/۱۴۱۰ھ

الجواب حامداً ومصلیاً

ان صاحب سے عرض کردیں کہ وہ سورہ الفتح پڑھیں، اس میں ارشاد ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ الاٰیۃ[1] پھر چند آیات کے بعد یعنی تیسرے رکوع کے شروع میں ہے۔ **لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ الاٰیۃ**[2] یہاں مومنین بلکہ اعلیٰ درجہ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے بیعت لی گئی جن میں وہ حضرات بھی ہیں جو مکہ مکرمہ میں اسلام لا چکے تھے اور دین اسلام کی خاطر بڑی تکلیفیں برداشت کر چکے تھے۔ اور ان کا شمار مہاجرین اولین میں ہے اور غزوات میں حضرت رسول

---

[1] سورۂ فتح آیت ۱۰/. **ترجمہ**:- جو لوگ آپ سے بیعت کر رہے ہیں تو وہ اللہ سے بیعت کر رہے ہیں (از بیان القرآن)

[2] سورۂ فتح آیت ۱۸/. **ترجمہ**:- بالتحقیق اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں سے خوش ہوا جب کہ یہ لوگ آپ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے (بیان القرآن)

مقبول ﷺ کے ساتھ برابر شریک رہتے تھے۔ یہ بیعت اسلام قبول کرنے کے لئے نہیں تھی، اسلام تو ان کو بہت پہلے سے حاصل تھا جو کہ نہایت قوی تھا۔

اور سورۂ ممتحنہ پڑھیں جس میں ارشاد ہے یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَکَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَکَ عَلٰٓی اَنْ لَّا یُشْرِکْنَ بِاللّٰہِ شَیْئًا وَّلَا یَسْرِقْنَ وَلَا یَزْنِیْنَ وَلَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَھُنَّ وَلَا یَاْتِیْنَ بِبُھْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَہٗ بَیْنَ اَیْدِیْھِنَّ وَاَرْجُلِھِنَّ وَلَا یَعْصِیْنَکَ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَبَایِعْھُنَّ ۔الاٰیۃ[1] اس آیت شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے چھ چیزوں پر بیعت لینے کا حکم فرمایا ہے اور سب سلبی ہیں۔ اگر غور کریں تو سمجھ میں آئے کہ چھٹی چیز تمام ایجابات کو حاوی ہے یعنی حضور ﷺ کی کسی معروف میں نافرمانی نہ کریں جس کا مطلب یہ ہے کہ ہر فرمان کی اطاعت کریں۔ یہ صورۃً سلب ہے اور حقیقۃً سب سے بڑا ایجاب ہے۔ اسکے علاوہ بعض صحابہؓ سے اور بھی کسی خاص چیز پر بیعت لینا ثابت ہے۔ بزرگانِ دین جو بیعت لیتے ہیں وہ جوگیوں اور بدھ مذہب والوں کی پیروی نہیں کرتے بلکہ حضرت رسول اکرم ﷺ کی پیروی کرتے ہیں کہ چند کبائر سے صراحۃً توبہ کراتے ہیں اور ہر نافرمانی سے روک کر طاعتِ رسول ﷺ پر آمادہ کرتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں صاف صاف موجود ہے۔

عَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَحَوْلَہٗ

---

[1] سورۂ ممتحنہ آیت ۱۲/۔

ترجمہ:- اے پیغمبر جب مسلمان عورتیں آپ کے پاس آویں کہ آپ سے ان باتوں پر بیعت کریں کہ اللہ کے ساتھ کسی شی کو شریک نہ کریں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری کریں گی اور نہ اپنے بچوں کو قتل کریں گی اور نہ کوئی بہتان کی اولاد لاویں گی جس کو اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان بنالیویں اور مشروع باتوں میں وہ آپ کے خلاف نہ کریں گی تو آپ ان کو بیعت کرلیا کیجئے (از بیان القرآن)

عِصَابَةٌ مِنْ اَصْحَابِہٖ بَایِعُوْنِی عَلیٰ اَنْ لَّاتُشْرِکُوْابِاللّٰہِ شَیْئاً وَّلَاتَسْرَقُوْا وَلَاتَزْنُوْا وَلَاتَقْتُلُوْااَوْلَادَکُمْ وَلَاتَاْتُوْابِبُھْتَانٍ تَفْتَرُوْنَہٗ بَیْنَ اَیْدِیْکُمْ وَاَرْجُلِکُمْ وَلَا تَعْصَوْافِی مَعْرُوْفٍ فَمَنْ وَفیٰ مِنْکُمْ فَاَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِکَ شَیْئاً فَعُوْقِبَ بِہٖ فِی الدُّنْیَا فَھُوَ کَفَّارَةٌ لَّہٗ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِکَ شَیْئاًثُمَّ سَتَرہُ اللّٰہُ عَلَیْہِ فَھُوَاِلَی اللّٰہِ اِنْ شَاءَ عَفَاعَنْہُ وَاِنْ شَاءَ عَاقَبَہٗ فَبَایَعْنَاہُ عَلیٰ ذٰلِکَ اھ متفق علیہ[۱] (مشکوٰۃ شریف ص۱۳)

مشائخ تصوف چشتی، قادری، نقشبندی، سہروردی، سب کے یہاں بیعت کا طریقہ یہی ہے اور بہت بڑی مخلوق کو اسکے ذریعہ تزکیۂ باطن ہوکر نسبت سلسلہ حاصل ہوتی

---

[۱] مشکوة شریف ص۱۳ / کتاب الایمان. الفصل الاول، مطبوعه یاسرندیم دیوبند، بخاری شریف ص۷/۱، باب بلاترجمة قبیل باب علامة الایمان حب الانصار، کتاب الایمان، مطبوعه اشرفی دیوبند،

ترجمہ :-حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ سلم نے ارشاد فرمایا، جب کہ آپ کے پاس آپ کے اصحاب کی ایک جماعت موجود تھی مجھ سے بیعت کرو اس چیز پر(۱) کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کروگے۔ (۲) چوری نہیں کروگے (۳) زنا نہیں کروگے (۴) اپنی اولاد کو قتل نہیں کروگے (۵) بہتان نہیں باندھو گے جس کو اپنے ہاتھوں اور پیروں کے درمیان گھڑو۔ (۶) بھلے کام میں نافرمانی نہیں کروگے، تم میں سے جو اس کو پورا کریگا تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر ہے اور جو شخص ان چیزوں میں کسی چیز کا ارتکاب کرے اور اس کو دنیا میں اس کی سزا دیدی جائے تو وہ اس کیلئے کفارہ ہے اور جس شخص نے ان چیزوں میں سے کسی چیز کا ارتکاب کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی پردہ پوشی فرمائی تو اس کا اختیار اللہ تعالیٰ کو ہے چاہے اس کو معاف کرے اور چاہے اس کو سزا دیدے پس ہم نے آنحضرت ﷺ سے ان چیزوں پر بیعت کرلی۔

ہے، اخلاقِ رذیلہ دُور ہوکر اخلاق فاضلہ نصیب ہوتے ہیں۔ فَقَط وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ لِمَايُحِبُّ وَيَرْضىٰ. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود حسن گنگوہی عفا اللہ عنہٗ

نزیل جوہانسبرگ جنوبی افریقہ ۱۰/۶/۱۴۱۰ھ

پیر یا ولی کی ضرورت

سوال:- کیا خدا تک پہنچنے کے لئے پیر یا ولی کا سہارا ضروری ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر راستہ بغیر پیر اور ولی کے معلوم ہو اور چلنے کی قدرت بھی ہو تو پھر واسطہ ضروری نہیں جیسے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا حال ہوتا ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مقاصد بیعت

سوال:- کسی بزرگ سے بیعت ہونے کا کیا مطلب ہوا کرتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بیعت کے مقاصد متعدد ہوتے ہیں[2]۔ (۱) توبہ کرنا جس کا حاصل یہ ہوتا ہے کہ طالب کسی بزرگ کے ہاتھ پر اپنے گناہوں سے توبہ اور عہد کرتا ہے کہ آئندہ گناہ نہیں

---

[1] مگر عامۃً ایسا نہیں ہوتا اسلئے پیر کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے بڑے بڑے اکابر ومشائخ اولیاء اللہ بھی پیر کے محتاج ہوتے ہیں۔ **(حاشیہ نمبر: ۲/ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)**

کروں گا اوران بزرگ کواپنی توبہ کا گواہ بناتا ہے اوران سے دعاوتوجہ کا خواستگار رہتا ہے جسکی برکت سے اپنی توبہ پرقائم رہے۔

(۲) تبرک جس کا یہ حاصل ہے کہ کسی بزرگ کے ہاتھ پرمحض داخل سلسلہ ہونے کے لئے بیعت ہوجائے کہ ان بزرگ اوران کے سلسلہ سے محبت ہے اللہ تعالیٰ ان بزرگ کے ساتھ قیامت کومحشور فرمائے۔ نابالغ بچوں کوعامۃً اسی مقصد کے لئے بیعت کرا دیا جاتا ہے۔

(۳) جہاد جس کا حاصل یہ ہے کہ اعلاء دین کیلئے خدائے پاک کی دی ہوئی تمام

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۲؎ اخذ بیعت بچند طریق باشد بیعت توبہ از معاصی وآں عام است ہرمسلمان را ،وبیعت تبرک بدخول درسلسلہ صالحین وآں نیز عام است وبیعت تحکیم کہ شیخ رادرسلوک طریقہ مجاہدہ برخود حکم سازدو بعد تمام ایں راہ درسلوک نمایدوآں مخصوص باصحاب ارادت است الخ،انتباہ فی سلاسل اولیاء الله ص ۴/. **فالحق ان البيعة على اقسام منها بيعة الخلافة ومنها بيعة الاسلام ومنها بيعة التمسك بحبل التقوىٰ ومنها بيعة الهجرة والجهاد ومنها بيعة التوثق فى الجهاد (القول الجميل مع شرح شفاء العليل ص ١/٦ ومن المشائخ من يجوز بيعة الصغارتبر كاوتفاؤلاً ايضاً ص١٧ ، مطبوعه رحيميه ديوبند)**

ترجمہ:- بیعت کرنا چند طریق پر ہوتا ہے(۱) (بیعت توبہ)اور یہ ہرمسلمان کیلئے عام ہے(۲) بیعت تبرک،سلسلہ صالحین میں داخل ہونے کی برکت حاصل کرنے کیلئے یہ بھی عام ہے(۳) بیعت تحکیم،سلوک میں اپنے اوپر طریقہ مجاہدہ اختیار کرنے میں شیخ کوحکم تجویز کرنا پوری کوشش کے ذریعہ اس سے راہ سلوک حاصل ہوتا ہے اور یہ اصحاب ارادت کے ساتھ مخصوص ہیں الخ،انتباہ فی سلاسل اولیاءاللہ،حق یہ ہیکہ بیعت کی مختلف قسمیں ہیں(۱) بیعت خلافت (۲) بیعت اسلام (۳) تقویٰ کی رسی مضبوط پکڑنے کیلئے (۴) بیعت ہجرت وجہاد (۵) جہاد میں پختگی کیلئے اور مشائخ میں سے بعض بچوں کوتبرکا بیعت ہونیکو جائز قرار دیتے ہیں۔القول الجمیل ص۹-۱۷،مطبوعہ رحیمیہ دیوبند)

صلاحیتوں اور قوتوں، جان، مال، عزت، طاقت وغیرہ کو خدا کے راستے میں ان بزرگ کی تجویز کے مطابق خرچ کرنا۔

(۴) سلوک، جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ جل شانہ کی معرفت ورضامندی حاصل کرنے کیلئے اس کی راہ میں حائل ہونے والے اخلاق رذیلہ واعمال سیۂ کو چھوڑ کر اخلاق فاضلہ واعمال صالحہ کے ساتھ متصف ہونے کی کوشش کرنا اور جس قدر مجاہدہ وریاضت ، تزکیۂ نفس، واصلاح نفس کے لئے شیخ تجویز کریں اس کو بطیب خاطر اختیار کرنا جس سے نفس کو فانی مالوفات کی بے محل رغبت باقی نہ رہے بلکہ خدائے پاک کی ذات وصفات سے گہرا اور دائمی تعلق واستحضار قائم ہو جائے۔ شیخ اپنے مشائخ کے واسطہ سے رسول اکرم ﷺ کا نائب ہوتا ہے[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کیا بیعت کے بغیر کامل اصلاح نہیں ہوسکتی

سوال:- کسی بزرگ سے تعلق قائم کئے بغیر کیا براہ راست شریعت پر عمل کر کے کامل اصلاح نہیں ہوسکتی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

کسی ولی کامل سے رابطہ قائم کئے بغیر اول تو عامۃً پوری طرح احکام شریعت پر عمل ہوتا ہی نہیں[۲] دوسرے اس میں اخلاص نہیں پیدا ہوتا اسی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ سے پھر حضرت عمرؓ سے وہلم جراً رابطہ

---

[۱] شیخ نائب پیغمبر ست (ارشاد الطالبین ص ۱۶) (حاشیہ:۲/اگلے صفحہ پر)

قائم کیا اور بیعت ہوئے اور یہ بیعت صرف امر خلافت میں اطاعت کے لئے نہیں تھی بلکہ تزکیۂ باطن کے استحکام کے لئے بھی ہوتی تھی[۱] اور یہی وجہ ہے کہ ہر زمانہ کے اکابر علماء نے باوجود مہارت علمیہ کے بیعت کی ضرورت محسوس کی جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ اوران کے خاندان کے علما کا حال معلوم ہے اخیر دور میں مولانا گنگوہیؒ مولانا نانوتویؒ مولانا تھانویؒ وغیرہم نے حضرت حاجی امداداللہ صاحبؒ کے ہاتھ پر بیعت کی ضرورت سمجھی اوراس بیعت کی بدولت بہت کچھ باطنی منافع حاصل کئے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۲ وصول بہ خدابی توسل پیر کامل مکمل بس قلیل ست وبسیار نادر مولوی رومؒ میفر مانید۔

بیت: نفس رانکشد بغیر از ظل پیر دامن آن نفس کش محکم بگیر

(ارشاد الطالین ۱۴/تا۱۵) ویدل علیه حدیث ابن عمر رفعه لِكُلِّ شَيْئٍ مَعْدِنٌ وَمَعْدِنُ التَّقْوىٰ قُلُوْبِ الْعَارِفِيْنَ (جمع الفوائد ص ۲/۲۸۱/ کتاب الزهد والفقر الخ، مطبوعه مکتبه رحیمیه دیوبند، تالیفات رشیدیه ص ۱۹۶/تا۱۹۷، مطبوعه دارالاشاعت کراچی) **ترجمہ**:- خداتک رسائی کامل مکمل پیر کے توسل کے بغیر بہت کم اور بہت ہی نادر ہے مولوی رومؒ فرماتے ہیں نفس کو پیر کے سایہ کے بغیر نہیں مارا جاسکتا ہے اس نفس مار (پیر) کے دامن کو مضبوط پکڑ لے ارشاد الطالین۔ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے ہر چیز کی کان ہوتی ہے اور تقویٰ کی کان عارفین کے دل ہیں۔(جمع الفوائد)

(حاشیہ صفحہ ھذا) ۱ اگر استفسار از بیعت تصوفی است پس آن بیعت که از مستر شدین واقع میشود دست عقیدت خودها بدست ارشاد مرشدین منعقدسا ختن است الخ (فتاویٰ عزیزی ص ۲۸/۱، ثبوت بیعت ازسنت، کتب خانه رحیمیه دیوبند، القول الجمیل مع شرح شفاء العلیل ص ۱۷، ۱۸، مطبوعه مکتبه رحیمیه دیوبند)

کیا شیخ صالح کے ہاتھ پر بیعت ضروری ہے؟

سوال:- کیا کسی شیخ صالح کے ہاتھ پرتوبہ کرلینا شرعاً ضروری ہے؟ اگر شیخ صالح نظر نہیں آتا تو پھر کیا کیا جائے؟ کسی جعفری رضوی صدیقی وغیرہ کی بھی شرط ہے یا نہیں؟ بہت سے لوگ بغیر توبہ کے مرجاتے ہیں، ان کا کیا حشر ہوگا؟ تصوف کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بغیر توبہ مرجانا جاہلیت کی موت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

توبہ قبول ہونے کیلئے تو یہ ضروری نہیں کہ کسی شیخ کے ہاتھ پر ہی توبہ کی جائے۔ ہر ایک کا معاملہ براہِ راست اپنے خدا سے ہے۔ لیکن شیخ صالح کی برکت اور توجہ سے توبہ پر اکثر استقامت نصیب ہوتی ہے ورنہ بسا اوقات آدمی اپنی توبہ توڑ دیتا ہے[۱] بغیر توبہ کے دُنیا سے جانا بہت بڑی محرومی ہے۔ توبہ ہمیشہ ہی کرتے رہنا چاہیئے۔ قرآن پاک اور حدیث شریف[۲]

---

۱ ولایتیسر ذالک الابالمعاهدة علی ید شیخ کامل قدجاهد نفسه وخالف هواه الی قوله ومن ظن من نفسه انه یظفر بذلک بمجرد العلم ودرس الکتب فقد ضل ضلالاً بعیداً الخ اعلاء السنن ص۴۴۳/ ج۱۸/ کتاب الادب والتصوف، ادارة القرآن کراچی،

۲ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یٰاَیُّهَا النَّاسُ تُوْبُوْااِلَی اللّٰهِ فَاِنِّی اَتُوْبُ اِلَیْهِ فِی الْیَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ. مشکوة شریف ص۲۰۳/باب الاستغفاروالتوبة (مطبوعه یاسر ندیم دیوبند)

ترجمه :- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے لوگو! اللہ کی طرف متوجہ ہوجاؤ (توبہ کرو) بیشک میں اللہ کی طرف دن میں سو مرتبہ متوجہ ہوتا ہوں (یعنی توبہ کرتا ہوں)

میں بہت تاکید آئی ہے۔ یٰاَیُّھَاالَّذِیْنَ آمَنُوْا تُوْبُوْااِلَی اللّٰہِ الخ[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۳/۹ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۳/۱۱ھ

کیا بیعت ہونا ضروری ہے؟

سوال:- پیر بنانا کیسا ہے؟ فرض ہے یا واجب یا سنت؟ اگر کوئی شخص پیر نہ بنائے اور راہِ سنت پر احکام خداوندی کے مطابق زندگی گذارے تو کیا وہ جنت میں نہیں جائے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

پیر اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی صحبت اور اس کی ہدایت پر عمل کرنے سے راہِ سنت پر چلنا اور احکام خداوندی کے مطابق زندگی گذارنا آسان ہوجاتا ہے۔ اگر کسی کو اللہ پاک نے یہ دولت عطا فرمادی اور اس نے کسی کو پیر نہیں بنایا تو وہ جنت کا مستحق کیوں نہیں ہوگا[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] سورۂ تحریم آیت ۸/.

ترجمہ:- اے ایمان والو تم اللہ کے آگے سچی توبہ کرو الخ (بیان القرآن)

[۲] وبالجملة فالتصوف عبارة عن عمارة الظاهر والباطن اما عمارة الظاهر فبالاعمال الصالحة واما عمارة الباطن فبذكر الله وترك الركون الى ماسواه الى ماقال وكان يتيسر ذالك للسلف بمجرد الصحبة الخ اعلاء السنن ص ۴۳۸/ ج ۱۸/ كتاب الادب والتصوف والاحسان، مطبوعه ادارة القرآن كراچى، القول الجميل ص ۱۲/ مطبوعه كلكته، لیکن عامۃً کسی متبع سنت شیخ کامل کی صحبت کے بغیر اس کا حصول مشکل ہوتا ہے اسلئے بیعت کی ضرورت پیش آتی ہے۔

ہاتھ میں ہاتھ لے کر بیعت کرنا

سوال:- بزرگوں کے یہاں یہ دستور ہے کہ مرید ہونے والے کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر بیعت کرتے ہیں اس کی کیا اصل ہے اس کے بغیر بیعت نامکمل رہتی ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

حضرت نبی اکرم ﷺ اور خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور بزرگان دین رحمہم اللہ کا عام معمول یہی رہا ہے کہ ہاتھ میں ہاتھ لیکر بیعت فرمایا کرتے تھے اسلئے کہ بیعت کرنا درحقیقت اس مقصد کا عہد کرنا ہے جس کیلئے بیعت کی جاتی ہے اور عہد کرتے وقت عام طور پر ہاتھ میں ہاتھ لیا جاتا ہے[1] لیکن نفس بیعت بغیر ہاتھ لئے بھی منعقد ہو جاتی ہے۔

تنبیہ: عورتوں کو حضور اکرم ﷺ بغیر ہاتھ میں ہاتھ لئے ہی بیعت فرمایا کرتے تھے[2] نامحرم کو ہاتھ لگانا جائز نہیں[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] معنی بیعت از روئے لغت معاہدت ومعاقدت است وباصطلاح متکلمین دست بعہد دادن ست وباصطلاح متصوفین دست عقیدت رابدست ارشاد مرشدین منعقد ساختن وازان جانب بجناب پیغمبر ﷺ میگرددودرین صورت ماخذ آن فعل نبی ﷺ است (فتاویٰ عزیزی ص ۲۸ / ۱، ثبوت بیعت از سنت، مکتبہ رحیمیہ دیوبند، القول الجمیل شرح شفاء العلیل ص ۲۲، ۲۱، مطبوعہ مکتبہ رحیمیہ دیوبند)

[2] عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فِی بَیْعَةِ النِّسَاءِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَمْتَحِنُھُنَّ بِھٰذِہِ الآیة. وَاللّٰہِ مَامَسَّتْ یَدُہٗ یَدَامْرَأَةٍ قَطُّ فِی الْمُبَایَعَةِ متفق علیه (مشکوٰة شریف ص ۳۵۴، باب الصلح، یاسر ندیم دیوبند) (حاشیہ:۳/اگلے صفحہ پر)

وفات پیر کے بعد دوسرے پیر کی طرف رجوع

سوال:- سلوک کے منازل طے کرنے کے بعد یعنی تعلیمات وغیرہ مکمل ہونے کے بعد، خلافت کے بھی عطاء ہونے کے بعد اپنے پیر کے وصال فرمانے کے بعد کسی دوسرے بزرگ کی طرف رجوع ہونا ضروری ہے۔ کیا ہمارے بزرگوں کا یہ طریقہ رہا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

(۱) اصل مقصود تزکیۂ باطن ہے جس کی بدولت احسان وحضور کی کیفیت نصیب ہو جائے خواہ اجازت وخلافت عطا ہو یا نہ ہو اس کے لئے پوری جدو جہد کی ضرورت ہے۔ اگر ایک شیخ کی نگرانی میں احسان وحضور کی کیفیت مستحکم نہ ہو اور اجازت وخلافت مل جائے تب بھی کام میں لگے رہنا چاہیئے اور شیخ کا انتقال ہو جائے تو پھر دوسرے شیخ کی طرف رجوع کرنا چاہیئے اگر اسی سلسلے کے دوسرے شیخ ہوں تو بہتر ہے[۱] اگر کوئی شخص اپنے شیخ کی عطا کردہ تعلیمات نیز اجازت وخلافت پر قناعت کر کے بیٹھ جائے اور آگے کو ترقی کرنا منظور نہ ہو تب بھی وہ گنہ گار نہیں۔ صوفیاء کا مقولہ مشہور ہے۔ شعر

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [۳] (ماحل نظره حل لمسه الامن اجنبية) فلايحل مس وجهها وكفها وان امن الشهوة لانه اغلظ (الدرالمختارعلى الشامى نعمانيه ص۳۸۵/ج۲/ كراچى ص۳٦۷/ج٦/ كتاب الحظر والاباحة، فصل فى النظروالمس، مجمع الانهر ص۲۰۳/۲۰۲، كتاب الكراهية، فصل فى النظر ونحوه، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت)

(حاشیہ صفحہ ھذا) [۱] فان كان بظهور خلل فيمن بايعه فلابأس وكذالك بعدموته او غيبته المنقطعة واما بلاعذر فانه يشبه المتلاعب ويذهب بالبركة الخ القول الجميل مع شرح شفاء العليل ص۱۸/ مطبوعه رحيميه ديوبند.

اے برادر بے نہایت در گہیست ہر چہ بروے می رسی بروے مایست[۱]

اکابرین میں بھی دونوں قسم کے ذوق کے حضرات گذرے ہیں اور موجود بھی ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ایک بزرگ کے بعد دوسرے بزرگ سے بیعت ہونا

سوال:- اگر کوئی شخص ایک بزرگ سے بیعت ہوگیا اور پھر کچھ دنوں کے بعد اپنی کم فہمی یا کسی دوست کے کہنے سے دوسرے بزرگ سے بیعت ہوگیا۔ بعد بیعت ہونے کے اسکو معلوم ہوا کہ ایک بزرگ سے بیعت ہونیکے بعد دوسرے بزرگ سے بیعت نہیں ہونا چاہیئے۔ اب اسکو کیا کرنا چاہیئے؟ جب کہ وہ دوسرے بزرگ سے بیعت ہوگیا ہو؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسا شخص استخارہ کرے کہ یا اللہ مجھ سے غلطی ہوگئی اب جس سے نفع پہنچنا میرے لئے مقدر ہے، میرے دل میں اسکو ڈالدے اور اس سے نفع پہنچا اور دوسرے کی طرف سے میرے دل کو اس مقصد سے خالی فرما، پھر دل کا رجحان جسکی طرف ہو اسکی خدمت میں جاتا رہے اور ہدایات پر عمل کرتا رہے، دوسرے سے بھی بدظن نہ ہو نہ بدگوئی کرے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۱/۳ھ

---

[۱] **ترجمہ:-** بھائی یہ درگاہ بے نہایت ہے (یعنی اس کی کوئی انتہا نہیں ہے) جس منزل پر پہنچو اس پر مت ٹھہر جاؤ، یعنی اللہ تعالیٰ کے قرب کا جو درجہ حاصل ہو جائے اس پر قناعت کر کے مت ٹھہر جاؤ بلکہ اس کے آگے بڑھنے کی کوشش میں لگے رہو۔

پیر بدلنا

سوال:- زید ایک پیر سے مرید ہوا چند سال کے بعد دوسرے پھر تیسرے پیر سے مرید ہوا جب کہ پہلا پیر حیات میں ہے، پھر دوسرے پھر تیسرے پیر کو چھوڑ کر (بغیر اس کی اجازت اور بغیر اطلاع کے) تیسرے چوتھے پیر سے مرید ہوا، اس طرح سے زید نے چار پیروں کو بدلا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بلا وجہ ایسا کرنیوالا ہر ایک کے فیض سے محروم رہتا ہے، یک در گیر محکم گیر۔[1]

فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ دار العلوم دیو بند ۸۸/۸/۲۹ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین دار العلوم دیو بند ۸۸/۹/۱ھ

متعدد مشائخ سے بیعت

سوال:- ایک شخص متبع سنت شیخ سے مرید ہوتا ہے۔ اس کے بعد کسی دوسرے متبع سنت شیخ سے مرید ہوتا ہے شیخ ثانی نے قبل بیعت اس سے دریافت کیا کہ کہیں مرید تو نہیں؟ تب اس شخص نے جھوٹ بولا اور کہا کہ نہیں۔

---

[1] اما (البیعة) من الشخصین فان کان بظهور خلل فیمن بایعه فلا بأس وکذالک بعد موته او غیبته المنقطعة واما بلاعذر فانه یشبه المتلاعب ویذهب بالبرکة الخ القول الجمیل. ترجمه شفاء العلیل، ص ۱۸/(مطبوعة رحیمیه دیوبند) حکم تکرار بیعت،

(الف)اس جھوٹ بولنے کی وجہ سے اس شخص مذکور کی بیعتِ اول تو نہیں ٹوٹی ؟

(ب)اور شیخ ثانی سے بیعت صحیح ہوگئی یا نہیں؟

(ج)بعد تسلیم بیعت ثانی جھوٹ بولنے کے گناہ کی تلافی کی کیا صورت ہوگی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(الف) جھوٹ بولنا گناہ ہے۔ بیعت ہوتے وقت سب گناہوں سے توبہ کی جاتی ہے اور عہد کیا جاتا ہے۔ کہ کوئی گناہ نہیں کروں گا اور یہ بھی کہ اگر گناہ ہوگیا تو توبہ کروں گا۔گناہ کرنا خلاف عہد ہے مگر توبہ کرنے سے بیعت باقی رہ جاتی ہے فسخ نہیں ہوجاتی۔پس اگر شخصِ مذکور نے توبہ کرلی تو بیعت سابق باقی ہے۔

(ب) بیعت کی ایک قسم بیعت توبہ ہے۔وہ شیخ ثانی بلکہ ثالث ورابع وغیرہ سے بھی درست ہے۔[1] کیوں کہ اس کا حاصل تجدید توبہ ہے جس کا بار بار کرتے رہنا نصوص سے ثابت ہے۔ كُلُّ بَنِيْ آدَمَ خَطَّاءٌ وَخَيْرُ الْخَطَّائِيْنَ التَّوَّابُوْنَ (الحدیث[2]) نماز اور خارج نماز میں بکثرت توبہ واستغفار منقول ہے۔کسی شیخ کے ہاتھ پر توبہ کرنے سے زیادہ خیال رہتا ہے بیعت مجاہدہ وریاضت میں ایک ہی شیخ سے عادتاً نفع ہوتا ہے۔[3]

---

[1] ہر قسم کی بیعت کی تجدید درست ہے اگر بیعت توبہ ہے تو جب معصیت ہوگی دوبارہ توبہ کرنا ضروری ہے۔خواہ اس پہلے بزرگ کے ہاتھ پر ہو یا خواہ دوسرے بزرگ کے ہاتھ پر(تذکرۃ الرشید ص۱۶۶/ ۱) شبهات فقيه ومسائل مختلف فيها،طبع مكتبه عاشقيه ميرٹھ.

[2] مشكوة شريف ص۲۰۴، باب الاستغفار والتوبه الفصل الثانى، ياسر نديم ديوبند.

[3] فان كان بظهور خلل فيمن بايعه فلابأس وكذالك بعدموته أو غيبته المنقطعة واما بلاعذر فانه يشبه المتلاعب ويذهب بالبركة ويصرف قلوب الشيوخ عن تعهده والله اعلم الخ. القول الجميل مع شرح شفاء العليل ص۱۸/ كتب خانه رحيميه ديوبند،

(ج) اس کی تلافی توبہ واستغفار ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۸/۱۱/۸۹ھ

الجواب: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

دو پیر سے بیعت ہونا

سوال:- دو پیر سے بیعت ہوئے اور دونوں پیر سے محبت اخلاقی پورا کرتے ہیں کیا ایک پیر چھوڑ دیں یا دونوں کے ساتھ مرید بن کر رہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جبکہ پہلا پیر شریعت کے مطابق متبع سنت اور صاحب نسبت ہے اور اسکی تربیت سے فائدہ بھی ہوتا ہے تو دوسرے پیر سے بیعت نہیں ہونا چاہئے اور اسکو برا بھی نہیں کہنا چاہئے اخلاق کا معاملہ سب کے ساتھ کرنا چاہیے پیر تو بس پہلا ہی پیر ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۹/۳/۱۴۰۱ھ

کیا محض عقیدت کی بناء پر کسی کو مرید کہا جا سکتا ہے

سوال:- حضرت سید محمد المعروف بہ پیر محمد شاہ المتخلص اقدس بن شاہ امین الدین بن شاہ علاؤ الدین قادری حسنی حسینی قدس سرہ ایک با کمال ولایت ذات بزرگ

---

[1] اما (البیعة) من الشخصین فان کان بظهور خلل فیمن بایعه فلا بأس و کذالک بعد موته او غیبته المنقطعة و امابلاعذر فانه یشبه المتلاعب ویذهب بالبرکة الخ القول الجمیل. ترجمه شفاء العلیل ص۱۸/ (مطبوعة رحیمیه دیوبند) حکم تکرار بیعت،

احمد آباد زین البلاد میں گذرے ہیں جن کا مزار بھی اسی جگہ واقع ہے آپ کو متفرق خانوادوں سے خرقہ خلافت حاصل تھا اور زیادہ تر قادریہ سلسلہ میں تحریر کرتے تھے آپ نے کسی کو اپنا جانشین یا خلیفہ مقرر نہیں کیا تھا اس لئے آپ کی وفات ۱۱۶۳ھ کے بعد آپ کا سلسلہ پیری مریدی ختم ہو جانا چاہیئے۔لیکن معرفت آ گاہ حضرت پیر محمد شاہ صاحب کی سوانح عمری (مذکورہ اقدس) جو مولانا سید ابوظفر صاحب ندوی بہ ایمائے جناب شیخ احمد بن شیخ حافظ محمد عثمان کمکوری والے، صدر انتظامیہ کمیٹی درگاہ حضرت پیر محمد شاہ بقید تحریر لائے ہیں اس میں مولانا موصوف ص ۵۵ پر حضرت پیر محمد شاہ کے مریدین کے سلسلہ میں اسطرح رقمطراز ہیں۔اب قدرتی امر ہے لوگوں کے دلوں میں ایک سوال پیدا ہوا کہ مریدین کس کو کہتے ہیں جبکہ قبر سے مرید نہیں ہوتے اور آپ کا خلیفہ کوئی ہے نہیں تو صحیح بات یہ ہے کہ وہ ہر شخص جو حضرت کا عقیدت منداورارادت مند ہو وہ مرید تھے چنانچہ مریدین حضرات آپکے اس شعر سے بھی سند لاتے ہیں۔

مثل اقدس ہست شاہ بے وزیر　☆　جائے در پیر خالی شدہ

اس شعر کے معنی کچھ بھی ہوں مگر ان کے عقیدت مندوں کا خیال یہ ہیکہ آخری مصرع سے یہ ثابت ہوا کہ آپ کا کوئی وزیر یعنی خلیفہ نہ ہوگا فقط عقیدت کافی ہے لیکن جس زمانہ میں یہ کمیٹی بنی ہے میرے خیال میں مریدوں کی اصطلاح کر دی گئی ہے یعنی ہر وہ شخص جس کے آباء واجداد میں سے کوئی حضرت اقدس کا مرید ہوا ہے اور نسلاً بعد نسلٍ یہ ارادت آج تک چلی آئی ہے۔لہٰذا مذکورہ بالا اقتباس نیز عقائد ارادت مندان پیر سے چند سوالات پیدا ہوتے ہیں۔

(۱) مرید کس کو کہتے ہیں۔

(۲) کیا کسی مرید کی اولاد میں سے کوئی شخص جو حضرت اقدس کا مرید نہ ہوا ہو

مرید کہلاسکتا ہے۔

(۳) کیاارادت مندی کی بناء پر کسی کوکسی بزرگ کا مرید کہہ سکتے ہیں۔

الجواب حامداًومصلیاً

(۱) جوکسی سے تعلق اصلاح وعقیدت رکھتاہواوراسکے ہاتھ پر بیعت ہوجائے یااس سے اصلاح نفس اورتزکیۂ اخلاق میں تربیت کاتعلق رکھتا ہو۔

(۲) جس نے بیعت نہیں کی وہ اصطلاح میں مرید نہیں کہلاتا۔

(۳) جب تک تعلق بیعت واصلاح نہ ہومحض ارادت کی بناء پر اصطلاحاً اس کومرید نہیں کہہ سکتے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمودغفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

حاجی امداداللہ صاحبؒ کےمریدین میں کیا مولوی احمد رضا بھی ہیں

سوال:- حضرت حاجی شاہ امداداللہ صاحب مہاجر مکی کے کتنے جیدمرید تھے مولوی احمد رضاخاں بریلوی بھی ان کے مریدوں میں سے تھے۔کیا بحیثیت علم کے مثلاً حدیث،فقہ،تفسیرودرس کے حاجی صاحب کا پایہ علم میں مولانا حاجی حافظ رشیداحمد صاحب

[۱] والمشهور ان المريدمن اراد كشف العلوم الباطنة والاسرار الالهية والقرب الربانى من مرشد يكون خلافته فى الارشاد معنعنة الى الجناب المقدس النبوى صلى الله عليه واله وسلم (جامع العلوم الملقب بدستور العلماء ص ۱۷۱ ج۳، باب الميم مع الراء المهملة، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت)

گنگوہیؒ ومولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ بانی مدرسہ دیوبند وحضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نوراللہ مرقدہ سے زیادہ تھا یا حاجی صاحب کا پایہ صرف فقراور بزرگی اور پیری ومرشدی میں بڑا تھااورعلم شرعی میں پایہ اپنے مریدوں سے کم تھا؟

الجواب حامداًومصلیاً

مولوی احمد رضاخاں صاحب جہاں تک مجھے علم ہے حضرت حاجی امداداللہ صاحب کے مریدنہیں تھے۔حضرت حاجی صاحب کے بڑے بڑے مریدین وخلفاء حضرت مولانا رشیداحمد گنگوہی،حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ،حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتویؒ،حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ،حضرت مولانامحمودحسن صاحب دیوبندیؒ،حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری،حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنیؒ ہیں بعض حضرات ان میں سے بیعت بھی حاجی صاحب سے ہوئے اورخلافت بھی ان کوحاصل ہوئی بعض صرف بیعت ہوئے اور پھر خلافت ان کوحضرت حاجی صاحب کے بعض خلفاء سے حاصل ہوئی اوربعض بیعت ہوئے حضرت حاجی صاحب کےبعض خلفاء سے پھر خلافت ان کوحاصل ہوئی حضرت حاجی صاحب سے۔[1]

پایہ اورمرتبہ بیان کرنابڑوں کا کام ہے۔امدادالمشتاق۔ضیاءالقلوب،مرقومات امداد،شمائم امدادیہ وغیرہ کے مطالعہ سےممکن ہے کہ شاید آپ بھی کچھ سمجھ لیں اور پوری کیفیت بغیرنورقلبی معلوم نہیں ہوسکتی۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمودغفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] تفصیل کے لئے دیکھئے حاجی امداداللہ مهاجرمکی رحمته الله علیه اور ان کے خلفاء ومؤلفه ڈاکٹر فیوض الرحمن، مطبوعه کراچی.

بیعت کے بعد پھر ارتکاب معاصی

سوال:—میرا ایک دوست ہے وہ سنگاپور میں رہتا ہے، اس کے خاندان کے لوگ ہندوستان میں ہیں۔ زمانۂ دراز سے بری صحبت میں پڑ کر بگڑ گیا۔ شراب نوشی، زنا کاری، حتیٰ کہ جتنی بُرائیاں ہیں سب اس میں تھیں۔ دوسال قبل وہ ہندوستان گیا تھا وہاں پر ایک بزرگ سے بیعت ہوا اور ان کے ہاتھ پر توبہ کی مگر یہاں سنگاپور آنے پر اسی سوسائٹی سے ملنے جلنے پر پھر انہی پرانی عادتوں کا شکار ہوگیا۔ یعنی جتنی برائیاں تھیں پھر ان سب کا مرتکب ہوگیا۔ پھر اب اس کو ہوش آیا ہے اور توبہ کر کے نماز کا پابند ہے اور رمضان کے روزے بھی رکھ رہا ہے۔ اب وہ یہ کہہ رہا ہے کہ جو بیعت ہوا تھا اس کا کیا حشر ہوگا۔ یعنی اس کی بیعت برقرار رہے گی یا ٹوٹ گئی؟ کیا پھر اس عالم بزرگ پیر سے سب کچھ کہہ کر بیعت ہو یا اس کی بیعت برقرار رہے گی؟ اس بارے میں جو حکم ہو تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

خدائے پاک کے سامنے توبہ کرتا رہے[۱] اور ان عالم بزرگ کو اگر وہ حیات ہوں ورنہ ان کے جانشین کو خط لکھ کر دریافت کرلے کہ جن چیزوں سے توبہ کی تھی پھر وہ چیزیں سرزد ہوگئیں۔ فی الحال خط کے ذریعہ سے بیعت دوبارہ قبول کرلیں۔ موقع ملنے پر حاضر ہو کر تجدید بیعت کرلوں گا۔ اللہ تعالیٰ پختہ توبہ نصیب فرمائے۔ آمین فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۱۷/۹۰ھ

۱؎ قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم التائب من الذنب کمن لاذنب له، مشکوۃ شریف ص ۲۰۶ / باب الاستغفار والتوبة، الفصل الثالث، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند،

بیعت کا حکم

سوال:- پیر کامل سے مرید ہونا ضروری ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں صحیح مسئلہ سے مطلع فرمائیں۔

الجواب حامداًومصلیاً

عقائدِ حسنہ، اخلاقِ فاضلہ، اعمالِ صالحہ کی تحصیل ہر شخص پر واجب ہے خواہ اساتذہ سے خواہ کتابوں سے پڑھ کر یا بزرگان دین کی صحبت میں رہ کر ہو یا خواہ بذریعہ مطالعہ ہو، نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں جو حضرات بحالتِ ایمان حاضر ہوئے تو برکت صحبت سے انکو یہ چیز حاصل ہوگئی، انکے باطن میں ایک نور پیدا ہوگیا جسکے ذریعہ سے وہ حضرات حق وباطل، صحیح وغلط میں بے تکلف فرق کر لیتے تھے، اتنا تقویٰ قلب میں پیدا ہو جاتا تھا کہ عمومی حالات میں بھی نفس وشیطان پر قابو رکھتے تھے۔ بعد میں آپکے خلفاء اور دیگر صحابہ کے فیض صحبت سے دوسروں کو اس نوع کا نفع حاصل ہوتا رہا۔ پھر بعد زمانہ اور تغیر ماحول کی بناء پر اس مقصد کی تحصیل کیلئے مجاہدہ وریاضت کی ضرورت پیش آئی۔ جن حضرات نے اس نسبت کو حاصل کیا اب بھی انکی صحبت سے بہت نفع پہنچتا ہے اور اب اس دور میں عمومی استعداد اتنی ضعیف ہو چکی ہے کہ بغیر پیر کامل سے رابطہ قائم کئے اور بغیر ان کی ہدایت پر عمل کئے اخلاق رذیلہ زائل نہیں ہوتے اور اخلاق فاضلہ حاصل نہیں ہوتے[1] تاہم آج بھی کوئی سلیم الفطرۃ (جو لاکھوں

---

[1] تزکیة الاخلاق من اهم الامور عند القوم وهی المقامات عندهم وبها امتازوا عن غیرهم وبها عرفوا ومن امعن النظر فی الکتاب والسنة عرف موضع الاخلاق من الدین کموضع الآس من البناء ولایتیسر ذلک الا بالجاهدة علی ید شیخ کامل قد جاهد نفسه وخالف هواه وتجلی عن الاخلاق الذمیمة وتجلی بالاخلاق الحمیدة، اعلاء السنن ص ۴۴۲، ۴۴۳، ج۱۸، کتاب الادب والتصوف، باب الترهیب عن مساوی الاخلاق، مطبوعه ادارة القرآن کراچی،

میں سے ایک ہوگا) اپنے عقائد، اخلاق ،اعمال کوحضرت نبی اکرم ﷺ کے ارشاد کے مطابق خود ہی بنالے تو اس کو بیعت ہونے کی ضرورت نہیں[1]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۱/۸۹ھ

حکم بیعت (جاہل فقیروں کا مقولہ)

سوال:- بیعت ہونیکی کیا شرطیں ہیں اور کیسے آدمی سے بیعت ہونا چاہئے اور بعض آدمی یہ کہتے ہیں کہ جو بغیر بیعت کے مرجائے گا اسکی شفاعت نہ ہوگی اور شریعت اور طریقت کا رشتہ الگ الگ، یہ بھی بعض جاہل فقیر ہی کہتے ہیں۔ کہ اللہ میں فقیر اور فقیر میں اللہ؟

الجواب حامداًومصلیاً

جاہل فقیروں کا یہ مقولہ الحادوزندقہ ہے ۔شریعت طریقت کا رشتہ الگ الگ ہونے کا مطلب کیا ہے[2]۔ بیعت ہونے کے لئے پیر کی ضرورت ہے اس کی شرطیں امداد السالکین[3]، القول الجمیل[4]، التکشف[5] میں دیکھئے اس مختصر سی جگہ میں نہیں آسکتی ۔شفاعت

---

[1] اعلم ان البیعۃ سنۃ ولیست بواجبۃ (احکام القرآن للشیخ مولانا ادریس صاحب کاندھلوی ص۵۵/ج۵/.اعلم ان البیعۃ سنۃ ولیست بواجبۃ لان الناس بایعواالنبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وتقربوابھا الی اللّٰہ تعالیٰ الخ (شرح شفاء العلیل ص ۱۱/مطبوعہ رحیمیہ)

[2] الطریقۃ سلوک طریق الشریعۃ والشریعۃ اعمال شرعیہ محدودۃ وھما والخفیفۃ ثلاثۃ متلازمۃ الخ شامی کراچی ص۶۰/ج۱/فی المقدمۃ.

[3] امدادالسالکین ملاحظہ ہوشروط شیخ أنست ص۱۰/فارسی .

[4] القول الجمیل مع شرح شفاء العلیل شرائط مرشدص۱۷، ۱۲، سنیت بیعت، حکمت بیعت، شرائط مرشد ومرید، مطبوعہ رحیمیہ دیوبند،

[5] (التکشف ص۱۲/ج۳)

ہر مسلم کی ہوگی[۱] مقدم وموٴخر کا فرق ہوگا۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

مرید اور شاگرد میں فرق

سوال:- مرید اور شاگرد میں کیا فرق ہے، کیا شاگرد مرید کے زمرے میں ہوتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

شاگرد عرفاً وہ کہلاتا ہے جو استاذ سے علم پڑھتا ہے۔مرید وہ ہے جو پیر کے ہاتھ پر توبہ کرے اور گناہوں سے بچنے کا عہد کرے اور احکام خداوندی پر عمل کا وعدہ کرے اور اپنے نفس کی اصلاح پیر کے بتائے ہوئے طریقہ پر کرتا ہو[۲] ہر شاگرد مرید نہیں ہوتا۔ بعض میں دونوں باتیں ہوتی ہیں۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

---

[۱] ان اللّٰه ینجی خلقه من عذابه بشفاعة الشافعین الفوج بعدالفوج والقبیل بعدالقبیل ثم یخلص من قصرت عنه شفاعة الشافعین بفضل رحمته وهم الذین سلم لهم الایمان ولم یعملوا خیراقط علی ماسبق فی الحدیث (مرقاة ص۲۱۳/ج۱۰/باب الحوض والشفاعة، طبع امدادیه ملتان)

[۲] اگر استفسار از بیعت تصوفی است پس آں بیعت که ازمسترشدین واقع میشود دست عقیدت خود هابدست ارشاد مرشدین منعقد ساختن است الخ، فتاوٰی عزیزی ص۲۸/ ج۱/ ثبوت بیعت از سنت، مطبوعه رحیمیه دیوبند، القول الجمیل شرح شفاء العلیل ص۱۷، ۱۸، ۲۲، ۲۱، مطبوعه رحیمیه دیوبند،

عورتوں کو ہاتھ میں ہاتھ لے کر بیعت کرنا

سوال:- جس پیر کے سامنے غیر محرم عورتیں بے پردہ آتی ہوں اور ہاتھ میں ہاتھ دے کر بیعت ہوتی ہوں ایسا پیر عندالشرع پیر کہلانے کا مستحق ہے یا شیطان ہے ایسے پیر کی عزت کرنی جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

پیر اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی ہدایات پر عمل کرنے کی برکت سے حضور اکرم ﷺ کی سنت کے اتباع کی سعادت نصیب ہو جاوے۔ جو شخص خود خلاف سنت کام کرتا ہے، یہاں تک کہ بیعت بھی خلاف سنت کرتا ہو اس سے بیعت ہو کر تو سارے ہی کام خلاف سنت ہوں گے اور کبھی بھی اتباع سنت کی توفیق نہ ہوگی ایسے شخص کو پیر نہ بنایا جائے حضور اکرم ﷺ نے کبھی نامحرم عورتوں کو ہاتھ میں ہاتھ لے کر بیعت نہیں فرمایا[1] اور پردہ کی بہت سخت تاکید فرمائی ہے۔[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

---

[1] عَنْ عَائِشَةَ رضؓ قَالَتْ فِی بَیْعَةِ النِّسَاءِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَمْتَحِنُهُنَّ بِهٰذِهِ الاٰیة یَااَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَاءَ کَ الْمُوْمِنَاتِ یُبَایِعْنَکَ فَمَنْ اَقَرَّتْ بِهٰذَا الشَّرْطِ مِنْهُنَّ قَالَ لَهَا قَدْ بَایَعْتُکِ کَلَامًا یُکَلِّمُهَا بِهٖ وَاللّٰهُ مَامَسَّتْ یَدُهٗ یَدَامْرَأةٍ قَطُّ فِی الْمُبَایَعَةِ متفق علیه (مشکوٰۃ شریف ص ۳۵۴/ باب الصلح طبع یاسر ندیم دیوبند، بذل المجهود ص ۱۵۵/ ج ۱۷/ مصری)

[2] ملاحظه هو مشکوٰۃ شریف ص ۲۶۹/ حدیث ام سلمة عَنْ اُمِّ سَلْمَةَ اِنَّهَا کَانَتْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمَیْمُوْنَةَ اِذَا اَقْبَلَ اِبْنُ اُمِّ مَکْتُوْمٍ فَدَخَلَ عَلَیْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِحْتَجَبَا مِنْهُ .... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

عورت کا مرید کرنا

سوال :- عورتوں کے اجتماع میں اس مسئلہ پر بڑی کش مکش چل رہی ہے۔ ایک فریق کہتا ہے کہ پیری مُریدی مردوعورت دونوں کیلئے جائز ہے۔دوسرا فریق کہتا ہے کہ صرف مردوں کیلئے درست ہے۔تیسرا فریق کہتا ہے کہ پیری مریدی نہ عورتوں کے لئے درست ہے نہ مردوں کے لئے ،اس بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

اصلاحِ نفس کی ضرورت مردوں کو بھی ہے اورعورتوں کو بھی ہے۔اسی مقصد کے لئے مُرید ہونے کی ضرورت ہوتی ہے۔مگر دوسروں کی اصلاح کرنا اور مرید کرکے ذکروشغل کی تلقین کرنا یہ کام مردوں کے لئے مخصوص ہے۔معمولی باتوں کا مشورہ عورت بھی دے سکتی ہے مرید نہیں کرسکتی[1]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۵/۹۰ھ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)......فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَيْسَ هُوَ اَعْمىٰ لاَ يُبْصِرُنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفَعُمَيَا وَاِن اَنْتُمَا اَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ رواه احمد والترمذی وابوداؤد ص ۲۶۹ / ۲ کتاب النکاح، باب النظر الی المخطوبة،یاسر ندیم دیوبند،

(حاشیہ صفحہ ھذا) [1] اخذ بیعت اہل تصوف کے نزدیک عورت کو درست نہیں مگر ہاں کسی کو شغل وظیفہ بتادینا جائز ہے چنانچہ شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہ اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں ۔درآخر مکتوب شصت وششم بجانب بوبو اسلام خاتون در بیان عدم جواز خلافت مرزنان راہر چند بکمال مرداں رسد آں خواہر در ہمت میاں مرداں حق تعالیٰ قدم زدہ است الخ (تالیفات رشیدیہ ص ۱۹۳ / ادارۂ اسلامیات لاهور)

عورت سے بیعت

سوال:–عورتوں کے ہاتھ پر بیعت جائز ہے یانہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

حضور اکرم ﷺ کی ازواجِ مطہرات کے ہاتھ پر کسی نے بیعت نہیں کی۔ خلفاء راشدین اور بعد کے اکابر اہل اللہ کے یہاں بھی یہ دستور نہیں ملتا۔ اس لئے عورت کو پیر بنا کر اس کے ہاتھ پر بیعت نہ کی جائے[1]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] اخذ بیعت اہل تصوف کے نزدیک عورت کو درست نہیں مگر ہاں کسی کو شغل وظیفہ بتا دینا جائز ہے چنانچہ شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہ اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں۔ درآخر مکتوب شصت وششم بجانب بوبو اسلام خاتون در بیان عدم جواز خلافت مرزنان راہر چند بکمال مرداں رسد آں خواہر درہمت میاں مرداں حق تعالیٰ قدم زدہ است الخ (تالیفات رشیدیہ ص ۱۹۳/ادارۂ اسلامیات لاھور)

04-Salasil-e-Soofiya

سلاسلِ صوفیاء اوران کی اصطلاحات

تصوف کے چار سلسلے

سوال:- تصوف کے چار سلسلے کون کون ہیں اور یہ سلسلے کن کن بزرگوں کی طرف منسوب ہیں یہ بھی ارشاد فرمائیں کہ چار کے علاوہ کیا تصوف کا کوئی اور سلسلہ نہیں ہے!

الجواب حامداً ومصلیاً

آج کل ہمارے اطراف میں چار سلسلے یہ مشہور ہیں۔(۱) چشتی (۲) قادری (۳) نقشبندی (۴) سہروردی

اول(۱) خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کی طرف منسوب ہے

دوسرا(۲) حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ کی طرف

تیسرا(۳) حضرت بہاؤالدین نقشبندی کی طرف

چوتھا(۴) شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کی طرف

ان کے علاوہ اور بھی سلسلے ہیں جو دوسرے بزرگوں کی طرف منسوب ہیں[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

سلاسل صوفیہ کی انتہاء حضرت علیؓ پر کیوں ہے؟

سوال:- بعض لوگ کہتے ہیں کہ چونکہ بزرگوں کے چاروں سلسلے حسن بصریؒ کے واسطے علیؓ تک پہونچتے ہیں اس لئے ان سلاسل کی سند مشکوک معلوم ہوتی ہے اور اس میں روافض کی دسیسہ کاریوں کا شبہ ہوتا ہے کیونکہ اولاً تو حسن بصریؒ کی حضرت علیؓ سے ملاقات میں اختلاف ہے اور اگر ملاقات ثابت بھی ہو تو کیا حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمر فاروقؓ اور دوسرے اکابر صحابہؓ تصوف اور علم باطن میں کمال نہیں رکھتے تھے اگر رکھتے تھے اور یقیناً رکھتے تھے تو پھر یہ باطنی سلسلہ حضرت علیؓ ہی سے کیوں چلا دوسرے صحابہؓ سے کیوں نہ چلا۔ امید کہ اس مسئلہ پر تفصیل سے روشنی ڈال کر خلجان کو دور فرمائیں گے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جونسبت احسانیہ حضرت علیؓ کو آنحضرت ﷺ سے حاصل ہوئی تھی اس کو انھوں نے خلیفہ اول (صدیق اکبرؓ) سے پھر خلیفہ ثانی (عمر فاروقؓ) سے پھر خلیفہ ثالث (عثمان غنیؓ)

[1] طریقہ قادریہ مشہورترین طریق است درعرب وہندوستان ونقشبندیہ در ہندوستان وماوراء النہر شہرت تمام دارد در حرمین نیز شائع شدہ وچشتیہ در ہندوستان بسیار مشہور است، وسہروردیہ درنواحی خراسان وکشمیر وسندھ وکبردیہ درنوراں وکشمیر وشطاریہ در ہندوستان وشاذلیہ درمغرب ومصر وسوڈان ومدینۃ فی الجملۃ درمغرب وعیددوسیہ درحضرموت الخ (انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ مترجم ص ۹) قطب الارشاد ص ۵۴۴/ فصل ان العلماء من المتکلمین الخ، شفاء العلیل ترجمہ قول الجمیل ص ۴۰/حکمت تکرار بیعت.

سے راسخ اور مستحکم کیا تو یوں سمجھئے کہ ان کی نسبت رسول اکرم ﷺ اور آپ کے خلفاء ثلثہ کے فیضان کا مجموعہ تھی جس طرح حضرت عثمان غنیؓ کی نسبت حضور اقدس ﷺ اور شیخین کے فیضان کا مجموعہ تھی، ان حضرات میں سے حضرت ابوبکر صدیقؓ تنہا ایسے شخص تھے جن کی تربیت وتکمیل میں آنحضرت ﷺ کے سواء اور کسی انسان کا حصہ نہیں[1] لہٰذا جو سلاسل بھی حضرت علیؓ سے چلے وہ خلفائے ثلٰثہ کے فیضان سے خالی نہیں بایں ہمہ بعض سلاسل ایسے بھی ہیں کہ جن میں حضرت علیؓ کا واسطہ نہیں جیسا کہ مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ کے جمع کردہ شجرہ سے واضح ہے[2] حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے بھی اس کی تصریح فرمائی ہے[3]۔ قاضی ثناء اللہ صاحبؒ نے بھی ایسا ہی لکھا ہے خلفاء اربعہؓ کو دونوں طرح کی امامت کاملہ (ظاہرہ وباطنہ) حاصل تھی اور اعلیٰ درجہ کی جانشینی کے منصب پر فائز تھے اور اس جامعیت میں دیگر صحابہ سے افضل تھے اس لئے ان حضرات کے سلاسل اور باطنی فیوض میں برکات بھی زائد ہیں جنکی بدولت طالب صادق بہت جلد منازل طے کر کے مقام معرفت تک پہنچ جاتا ہے اور دولت احسان سے مالا مال ہو جاتا ہے اور اسکا قدم شریعت وطریقت میں نہایت راسخ ہوتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

---

[1] ہر کہ رامبدء تعین اعلی واقرب باشد ولایت او اشرف خواہد بود صدیق را چوں مبدء تعین دائرہ ظلال اعلی بود آنحضرت در مرتبہ ولایت ہم اسبق واشرف آمدہ (ارشاد الطالبین ص۳۲)

[2] تذکرۃ الرشید ص۱۰۸/ ج۲/ نسبت مسلسلہ وشجرات، مطبوعہ نعمانیہ دیوبند،

[3] القول الجمیل شرح شفاء العلیل ص۱۱۹، فصل گیارھویں، کتبخانیہ رحیمیہ دیوبند،

اختلاف کے باوجود چاروں سلسلوں میں بیعت واجازت کی وجہ

سوال:- چاروں سلسلے کے طریقۂ اصلاح وتربیت میں کوئی اختلاف ہے یا نہیں اگر اختلاف ہے تو بعض بزرگوں کے یہاں جو یہ دستور ہے کہ ایک ہی شخص کو چاروں سلسلے میں بیعت کرتے اور اجازت دیتے ہیں تو آخر اس کی کیا صورت ہوتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

طریقۂ تربیت واصلاح میں کچھ اختلاف بھی ہے مگر مقصود سب کا ایک ہی ہے اس لئے یہ اختلاف کچھ مضر نہیں اور چاروں سلسلوں میں بیعت کی اجازت دینا ایسا ہی ہے جیسے کسی شخص کو طب یونانی، ہومیو پیتھک ایلو پیتھک، ویدک میں مہارت ہو جانے پر جملہ طرق معالجہ میں اس کو ڈگری دے دی جائے اور وہ مریضوں کے امراض، طبائع، مواسم کی رعایت کرتے ہوئے جو طریقۂ علاج جس کے حق میں مفید سمجھے اس کو اختیار کرے ان طرق معالجہ میں اختلاف کثیر کے باوجود مقصود سب کا ایک ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

---

[1] مرجع الطرق كلها الى تحصيل هيئات نفسانية تسمى عندهم بالنسبة (الى قوله) وهذا المعنى هو المتوارث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من طريق مشائخنا لاشك فى ذلك وان اختلف الالوان واختلفت طرق تحصيلها (شرح شفاء العليل ص ۱۳/تا ۱۶، كتب خانه رحيميه ديوبند)

طرقِ نقشبندیہ کی تحقیق

سوال:- (۱) دونوں ہونٹ بند کر کے ناک کے ذریعہ سانس نکالتے ہوئے اللہ کا ذکر کرنا سانس اندر لیتے ہوئے اللہ، باہر نکالتے ہوئے ھو کہنا، ساتھ اس کے سر کو بھی کافی زور سے حرکت دینا، زور زور سے سانس نکالنا کیا طریقۂ نقشبندیہ میں ضروری اور لازمی ہے اور اس طریقہ کا نام نقشبندیہ اصطلاح میں کیا ہے؟ اور ناک کے ذریعہ ذکر کرنا، منہ بند کر کے ناک کے ذریعہ ذکر کرنے کا ثبوت ہے یا نہیں؟

(۲) اور اسی کیفیت پر مسجد میں یا کسی دوسرے مکان میں بہیئت اجتماعی بجلی بند کر کے اور آنکھیں بھی بند کر کے ذکر کرنا از روئے شریعت بدعت ہے یا نہیں؟

(۳) اسی ہیئت اجتماعی اور اسی کیفیت یعنی ناک کے ذریعہ زور زور سے ذکر کرنے پر اصرار کرنا بدعت ہے یا مستحب؟

(۴) ذکر کے بعد اسی ہیئت اجتماعی کے ساتھ بیٹھے ہوئے ذکر کرنے الا آدمی المراقب پکارتا ہے، مقام احدیت کچھ وقفہ کے بعد پکارتا ہے، مقام معیت اور کچھ وقفہ کے بعد مقام اقربیت پکارتا ہے۔ مطلب یہ ہوتا ہے کہ ان مقامات تک پہنچو۔ دعویٰ یہ ہے کہ سینئر ساتھی ان مقامات تک پہنچتے ہیں۔

(۵) اس کے بعد سیر کعبہ ہوتا ہے ذاکر پکارتا ہے طواف کرو اور اس کے بعد ذاکر کہتا ہے کہ روضۂ اقدس کے پاس چلو اور دعویٰ ہے کہ طواف بھی مراقبہ میں ہو جاتا ہے اور روضۂ اقدسؐ کے پاس حاضر ہو کر درود شریف بھی پڑھتے ہیں۔ یہ معمول روزانہ بعد نماز مغرب بہ ہیئت اجتماعی لزوماً کیا جاتا ہے۔ بعد نماز تہجد اکابر موجود ہوں تو بہ ہیئت اجتماعی یہ معمول مذکور ہوتا ہے۔ اکابر اگر موجود نہ ہو تو انفرادی طور پر کیا جاتا ہے۔

(۶) اوران ذاکرین کا دعویٰ ہے کہ مردوں کے احوال مشاہدہ کر سکتے ہیں اور مردوں سے بات چیت بھی کرتے ہیں۔ ان کیفیات کے ساتھ ذکر کرنا از روئے شریعت بدعت ہے یا مستحب یا فرض یا واجب؟ اور اس طریق کے لئے دعوت دینے والا مستحق اجر ہوگا یا نہیں؟

(۷) کیفیت مذکورہ سے ہیئت اجتماعی کے ساتھ منہ بند کر کے ناک کے ذریعہ زور زور سے اللہ کا ذکر کرنا ان ذاکریں کے نزدیک بھی پاس انفاس ہے۔ کیا واقعی پاس انفاس اسی کا نام ہے یا پاس انفاس منہ کے ذریعہ بھی کیا جاسکتا ہے۔ اگر کیا جاسکتا ہے تو اس کا طریقہ کیا ہوگا؟

(۸) کیفیت مذکورہ کے علاوہ مطلق ذکر اذکار بہ ہیئت اجتماعی بعد از نماز یا کسی بھی وقت مسجد میں یا مسجد کے علاوہ کسی مقام پر کرنا بدعت ہے یا مستحب؟

(۹) ذاکرین میں سے ایک فرد کا کہنا ہے کہ ہمارا مرشد چھ مہینے کے بعد پیغمبرؐ خدا کے دست مبارک پر بیعت کرا سکتا ہے۔ یہ از روئے شریعت کہاں تک درست ہے؟

(نوٹ) ان ذاکرین میں سے اگر کوئی یہ کہے کہ ہم ترقی کرنے کے بعد یہاں ان مساجد میں نماز نہیں پڑھیں گے بلکہ نماز حرم شریف میں پڑھیں گے، تو اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس طرح علم حدیث مستقل فن ہے[1] اس کی اصطلاحات ہیں اسکا طریق روایت

---

[1] حضرات نقشبندیہ کے اذکار واشغال کی مکمل تفصیل ملاحظہ ہو، ضیاء القلوب بابِ سوم، کلیات امدادیہ ص ۴۵/ مطبوعہ کراچی۔

ہے۔حدیث کوقبول ورد کرنے کے لئے اصول ہیں، جرح وتعدیل کے ائمہ ہیں،اسی طرح تزکیۂ باطن مستقل فن ہے۔اس کے اصول ہیں،طریق کار ہے،اس کے ائمہ ہیں،سہروردیہ طالبین سے کچھ ریاضتیں کرائی جاتی ہیں کہ ان کواپنے دھیان پر قابو ہوجائے اوریکسوئی میسرآسکے ۔یہ درحقیقت معالجات ہیں۔ ہرمعالجہ کاقرآن کریم اورحدیث شریف سے ثابت ومنقول ہوناضروری نہیں بلکہ معالجہ کامدارزیادہ تجربات پرہے جیسا کہ طبیب اورڈاکٹرعلاج کرتے ہیں۔دوااورانجکشن وآپریشن وغیرہ کامنقول ہونالازم نہیں البتہ تزکیۂ باطن کے معالجات کیلئے یہ ضروری ہے کہ کوئی چیزقرآن کریم حدیث شریف کے خلاف نہ ہو۔[۲] جوچیزیں بطورعبادت مستقلہ کی جاتی ہیں ان کامنقول ہوناضروری ہے،ان کواپنی طرف سے ایجادنہیں کیاجاسکتا ہے۔[۱] یہ فرق ہے معالجات وعبادات میں ایک کودوسرے پر قیاس کرکے دلیل نقلی کا مطالبہ بےمحل ہے،اللہ کاذکرمنہ سے ہویاناک سے ہوسب درست ہے، بلکہ ذکرقلبی، ذکرروحی ،ذکرسری بھی کیا جاتا ہے۔آخرقرآن کریم میں یہ توصاف صاف مذکور ہے۔**وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّایُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّاتَفْقَھُوْنَ تَسْبِیْحَھُمْ (الاٰیہ)**[۲] ہرشئی تسبیح پڑھتی ہے ناک اورمنہ بھی تسبیح پڑھنےلگیں تواس میں کیا

---

۲ مااحدث مما یخالف الکتاب اوالسنة اوالاثر اوالاجماع فھو ضلالة،وما احدث من الخیر ممالایخالف شیئامن ذالک فلیس بمذموم، مرقاة ص ۱/۱۷۹، باب الاعتصام بالکتاب والسنة فصل اول،مطبوعہ بمبئی.

۱ من احدث فی الاسلام رأیا لم یکن له من الکتاب والسنة سند ظاھراوخفی ملفوظ اومستنبط فھومردودعلیه مرقاة ص۱۷۷ ج ۱ /باب الاعتصام،فصل اول،مطبوعہ بمبئی.

۲ سورۂ اسراء آیت ۴۴/. **ترجمہ**:-اورکوئی چیزایسی نہیں جوتعریف کےساتھ اس کی پاکی بیان نہ کرتی ہو،لیکن تم لوگ ان کی پاکی بیان کرنے کوسمجھتے نہیں ہو(بیان القرآن)

اشکال ہے بلکہ ہر ہر عضو کی تسبیح بھی مسموع ہوسکتی ہے۔شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں۔

بذکرش ہرچہ بنی درخروش است ☆ ولے داند دریں معنی کہ گوش است
نہ بلبل بر گلش تسبیح خوانیست ☆ کہ ہرخارے بہ تسبیح اش زبا نیست [۳]

اگر دوسرے لوگوں کو اس طرز سے بعد و وحشت ہوتو مناسب یہ ہے کہ یہ عمل مسجد میں نہ کیا جائے بلکہ کسی اور مکان میں جہاں سب اسی قسم کے لوگ ہوں وہاں کیا جائے ، دھیان ایک طرف لگائے یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آدمی طواف میں لگالے اور قرب ومعیت کا تذکرہ قرآن کریم میں ہے۔اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا[۴] اور نَحْنُ اَقْرَبُ[۵] وغیرہ ان آیات کے معانی کا کچھ مراقبہ کیا جائے ۔ اس طرح یکسوئی حاصل ہونے میں بڑی مدد ملتی ہے۔ مادیات سے ہٹ کر آدمی معنویات اور روحانیت کی طرف متوجہ ہوجاتا ہے۔جس سے اس کو نسبت حاصل ہوجاتی ہے۔نقشبندیہ کے یہاں لطائف پر زیادہ زور دیا جاتا ہے اور وہ حضرات اس لائن میں کامیاب ہوتے ہیں جب کہ لطیفہ قلب،لطیفہ روح،لطیفہ سر،لطیفہ خفی، لطیفہ نفس اور پھر لطیفہ ذات بحت یہ سب لطائف جاری ہوجاتے ہیں اور ذکر کرتے ہیں اور ان لطائف کے علوم بھی حاصل ہوتے ہیں۔حضرت مجدد الف ثانیؒ خواجہ محمد معصومؒ کے کلام میں بہت کچھ تفصیلات مذکور ہیں۔بعد میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس پر تفصیلی بحث کی ہے، چیدہ چیدہ امور کو حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ

---

۳ اس کے ذکر میں جس چیز کو دیکھو رطب اللسان ہے،لیکن اس معنی کو وہ جانتا ہے جس کو کان ہے (یعنی جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے کشف کے کان عطا کئے ہیں) پھول پر بلبل ہی تسبیح خواں نہیں ہے، بلکہ ہر خار اس کی تسبیح کے لئے زبان ہے (یعنی سراپا زبان بنا ہوا ہے کہ اس کی تسبیح میں مشغول ہے)

۴ سورۂ توبہ آیت ۴۰/.

۵ سورۂ ق آیت ۱۶/.

نے بھی ذکر فرمایا ہے۔ ذکر کا حکم قرآن کریم میں ہے۔ یَاۤاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اذْکُرُوْا اللّٰہَ ذِکْراً کَثِیْراً (الاٰیۃ)[۱]

وَسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلاً(الاٰیۃ) نیز حدیث پاک میں ہے۔ لَایَزَالُ لِسَانُکَ رَطْباً مِّنْ ذِکْرِاللّٰہِ[۲] اورحدیث قدسی میں ہے کہ میرا بندہ جب اپنے جی میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں اپنے جی میں اس کا ذکر کرتا ہوں اور جب وہ مجلس میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں مجلس میں اس کا ذکر کرتا ہوں، میری مجلس اس کی مجلس سے بہتر ہے۔[۳] نیز حدیث پاک میں ہے قیامت قائم نہیں ہوگی اس وقت تک جب تک اللہ کا ذکر کرنے والے موجود رہیں گے[۴] اسلئے ذکر جماعت کے ساتھ ہو یا تنہا ہو مامور ومنقول ہے۔ البتہ اتنا لحاظ چاہیے کہ دوسرے کے لئے باعث اذیت نہ ہو مثلاً اس کی وجہ سے نمازیوں کی نماز میں خلل آئے یا سونے والوں کی نیند میں خلل آئے[۱] اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بعضے بندوں کو کشف

۱؎ سورۂ احزاب آیت ۴۱،۴۲/۴۲.

ترجمہ :-اے ایمان والو! تم اللہ کو خوب کثرت سے یاد کرو اور صبح وشام اس کی تسبیح کرتے رہو (بیان القرآن)

۲؎ مشکوۃ شریف ۱۹۸/باب ذکراللّٰہ عزوجل ،طبع یاسرندیم دیوبند.

۳؎ قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول اللّٰہ تعالیٰ انا عند ظن عبدی بی وانا معہ اذاذکرنی فان ذکرنی فی نفسہٖ ذکرتہ فی نفسی وان ذکرنی فی ملاءٍ ذکرتہ فی ملاء خیرمنہ (مشکوۃ ص ۱۹۶/ذکر اللّٰہ عزوجل ،طبع یاسرندیم دیوبند)

۴؎ لاتقوم الساعۃ حتیٰ لایقال فی الارض اللّٰہ اللّٰہُ (مشکوۃ ص ۴۸۰/باب لاتقوم الساعۃ الاعلی شرارالارض طبع یاسرندیم دیوبند)

۱؎ اجمع العلماء سلفاً وخلفا علی استحباب ذکر اللّٰہ تعالیٰ الی ماقال الاان یشوش جھر ھم بالذکر علی نائم او مصلی الخ، طحطاوی علی المراقی الفلاح ص:۱۸۵/ مطبوعہ دارالکتاب دیوبند.

قبور بھی عطا فرماتے ہیں کہ وہ ان کے احوال سے واقف ہو جاتے ہیں اوران سے بات چیت بھی کرتے ہیں، ناواقف لوگوں کوخبر بھی نہیں ہوتی ،مگر یہ یادر ہے کہ کشف میں اگر کوئی شخص طواف کرلے بلکہ سارا حج کرلے تو اس سے فریضۂ حج ادا نہیں ہوگا۔اسی طرح جو کچھ بھی کشف میں دیکھے وہ حجت شرعی نہیں ۔اگر حجت شرعی کے خلاف ہے تو اس کشف کو قبول نہیں کیا جائے گا، رد کر دیا جائے گا۔کوئی شخص اگر کشف کوتسلیم نہ کرے تو اس پر سخت حکم نہیں لگایا جائے گا۔جیسا کہ قرآن کریم اور حدیث شریف کو قبول نہ کرنے سے سخت حکم لگایا جاتا ہے اور کشف کو ہرکس وناکس کے سامنے بیان بھی نہیں کرنا چاہیئے ''پاس انفاس'' بھی قرآن وحدیث سے ثابت کرنا دشوار ہے سانس کے ساتھ ہوتا ہے جس طرح ناک سے کرتے ہیں اسی طرح منہ سے بھی کرتے ہیں زبان کوتالو سے لگا کر جب سانس اندر جائے تو الـلّٰــہ کہا جائے اور جب باہر آئے تو ھـــــو کہا جائے۔زبان کوحرکت نہ ہو یہی پاس انفاس ہے۔ نقشبندیہ ناک سے کرتے ہیں چشتیہ منہ سے کرتے ہیں۔درحقیقت کرتے تو سب سانس سے ہی ہیں مگر بعض حضرات ناک سے سانس لے کر کرتے ہیں بعض منہ سے اور یہ بھی بطور معالجہ یکسوئی حاصل کرنے کے لئے ہے مراقبہ اور یکسوئی کی مشق سے یہ بھی ممکن ہے کہ اس مراقبہ میں حضرت نبی اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہو جائے اور اسی حالت میں بیعت سے بھی مشرف ہو جائے مگر اس بیعت کا وہ حال وحکم نہیں جو حضور اکرم ﷺ کی حیات طیبہ میں بیعت کا حکم ہے اور ایسا شخص صحابی کہلانے کا مستحق نہیں ہے نہ ان کے درجہ کو پہونچ سکتا ہے۔جوشخص اپنے مراقبہ میں فرض نماز حرم شریف میں پڑھے اور یہاں رہنے کے باوجود اپنے جسم سے ادا نہ کرے تو اس کا فرض ادا نہیں ہوا وہ تارک فرض ہے یہاں پڑھنا ضروری ہے۔مراقبہ کی نماز تو قلب وروح کی لذت کیلئے ہے ادائے فرض کے لئے نہیں۔اگر یہاں

نماز ادانہیں کی جائے گی بلکہ مراقبہ کی نماز پر کفایت کی جائیگی کہ ہم تو حرم شریف میں نماز پڑھ چکے تو اس سے بد دینی پھیلے گی اور زندقہ کہلائے گا جس کی وجہ سے فرائض کا اہتمام ختم ہو کر ترک اور انکار کا موقع ملے گا۔[۱] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

املاہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴/۱۱/۱۴۰۰ھ

مضمون جواب مکمل وصحیح ہے صرف تقریب فہم کے لئے سوال کے نمبروں کے اعتبار سے نمبروار کچھ توضیح کردی جاتی ہے۔ یہ توضیحات مندرجہ ذیل سطور پر ملاحظہ فرمائیں۔فقط

بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۶/۱۱/۱۴۰۰ھ

توضیح موعود حسب ترتیب نمبر سوال

(۱) ان اشغال ومراقبات کی بابت فی نفسہٖ کلام نہیں البتہ ان سب کو ضروری ولازمی یا واجب بالاصل نہیں کہہ سکتے۔یہ چیزیں معالجات وتربیت کے باب سے متعلق ہیں۔بعض مریض کے اعتبار سے واجب لغیرہ بعض مریض کے اعتبار سے ناجائز بھی ہوسکتی ہیں اور مباح شرعی کو جب واجب شرعی واصل قرار دیا جانے لگے یا اس کے ساتھ واجب شرعی اور اصل جیسا معاملہ کیا جانے لگے تو اس مباح کا ترک یا اس کی اصلاح کرنا واجب ہو جاتا ہے[۲] بس وہاں کے جیسے حالات ہوں گے ویسا ہی حکم ہوگا۔

---

[۱] ان العبد مادام عاقلاً بالغاً لایصل الیٰ مقامٍ یسقط عنه الامر والنهی ،شرح فقه اکبر ص ۱۴۹ / مطبوعه مجتبائی دهلی.

[۲] فکم من مباح یصیر بالالتزام من غیر لزوم والتخصیص من غیر مخصص مکروها، سباحة الفکر ص ۴۲/ مطبوعه یوسفی لکهنؤ، سعایه علی شرح الوقایة ص ۲/۳۶۳، باب صفة الصلوة قبیل فصل فی القراء ة، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور.

(۲)اس نمبر کا حکم بھی وہی ہے جونمبر(۱) میں مذکور ہے۔

(۳) کسی خاص طالب ومریض کے بارے میں اگرکوئی شیخ محقق ومتبع سنت ہونے کے ساتھ ساتھ عالم ربانی بھی ہواور وہ اس علاج میں اس مریض کی صحت منحصر سمجھ کرضروری قرار دیتا ہے تو تاحصول صحت وعدم مضرت درمیان معالجہ یہ اصرار کرنا بھی درست ہوسکتا ہےاور درصورت دیگر ناجائز وممنوع بھی ہوسکتا ہے۔

(۴،۵)اس کا بھی وہی حکم ہے جو(۱و۳) میں مذکور ہے۔ باقی ان اشغال میں فساد زمانہ کی وجہ سے منافع کے اعتبار سے خطرات ونقصانات زیادہ ہیں۔اس لئے ان سب کا عام حکم دینا خلافِ تحقیق ہوگا بخلاف اس کے طریق سنت چونکہ زیادہ محفوظ ومضبوط ہوتا ہے۔اس لئے وہ انسب واحوط ہوگا۔ **کما اشار الیه قوله علیه السلام تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْامَا تَمَسَّکْتُمْ بِهِمَا کِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّةُ رَسُوْلِهٖ**[۱] نیز طریق سنت حسب ارشادرسالت **ماانا علیه وا صحا بی** کا ہے،[۲] لہٰذا اس کومضبوط پکڑنا مقدم ہے۔

(۶) عارفین کاملین کے نزدیک ان احوال ومشاہدات میں استغراق کبھی کشودکار میں حاجب بنتا ہےاور کبھی وصول الی المطلوب میں حائل ومانع بنتا ہے،لہٰذا مصلح کی نظر اسپر بھی رہنا ضروری ہے، حاصل یہ نکلا کہ سب کوایک ہی لکڑی سے ہانکنا مفید نہ ہوگا بلکہ **طرق الوصول الی الله بعدد انفاس الخلائق** بھی پیش نظر رکھنا ضروری ہوگا۔

۱؎ مشکوة شریف ص ۱ ۳/ باب الاعتصام بالکتاب والسنة، مطبوعه یاسرندیم دیوبند.

۲؎ لیاتین علی امتی کما اتی (الی قوله)من هی یارسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال ماانا علیه واصحابی (مشکوةشریف ص ۳۰/باب الاعتصام بالکتاب والسنة،طبع یاسرندیم دیوبند)

(۷) یہ مقصود نہیں بلکہ صرف ذریعۂ مقصود ہے، اسلئے اس میں بھی غلو مثل اور مراقبات میں غلو کے مضر فی المقصود ہوگا، باقی اس کی کیا صورت ہوتی ہے اصل جواب میں مذکور ہے۔

(۸) ہیئت اجتماعی سے کیا مراد ہے۔ اگر یہ مراد ہے کہ سب اپنا اپنا ذکر اپنے اپنے طور پر کررہے ہیں مگر مکان واحد ہونے کی وجہ سے ہیئت اجتماعی معلوم ہوتی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور اگر اس سے حلقہ بنا کر مروجہ اجتماعی طریقہ مراد ہے تو اس کا حکم (۱) میں گذر چکا ہے۔

(۹) یہ بیعت اس عالم کی بیعت نہیں ہوگی اور نہ اسکی اجازت اس عالم کی اجازت ہوگی اور نہ اس پر وہ ثمرات مرتب ہوں گے جو اس عالم کی بیعت پر مرتب ہوتے ہیں۔

(۱۰) مساجد میں سے کسی مسجد میں جماعت کے وقت موجود رہے گا اور پھر اس مسجد میں نماز نہ پڑھے گا اور مذکورہ دعویٰ کرے گا تو یہ قول عندالشرع زندقہ کا مورث شمار ہوگا اور اگر باز نہ آئے گا تو درجۂ ضال ومضل میں داخل شمار ہوگا[۱]

(نوٹ) مشائخ متقدمین کے سخت سخت مجاہدات کے متحمل نہ تو اس زمانہ کے قویٰ رہے اور نہ اس کا اب سہارا رہا، پھر ان کی تکمیل کے بعد عجب وکبر میں ابتلاء کا شائبہ بھی کجیٔ طبائع کی وجہ سے مظنون ہوجاتا ہے اور نسبت احسان جو طریق باطن کی اساس ہے اور جس کی تحصیل کی سعی کا قیامت تک کے لئے حدیث احسان[۲] کے تحت جو مکلّف ومخاطب ہے انھیں

---

[۱] کل حقیقة ردته الشریعة فهو زندقة (مکتوبات امام ربانی ص۱۱۸ / ج۱ / دفتر اول مکتوب نمبر ۴۳ /

[۲] ملاحظہ ہو: حدیث احسان مشکوة شریف ص ۱۱ / کتاب الایمان، فصل اول، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند،

وجوہ کی وجہ سے مشائخ متأخرین کے محققین نے طریقۂ علاج میں احیاء العلوم[۳] وغیرہ میں لکھے ہوئے سخت سخت مجاہدوں کوختم کر کے عبدیت کاملہ جو اصل مقصود میں معاون ہے کے تحت انکسار قلوب کے مشاغل ومجاہدات کے ذریعہ سلوک باطن کے طرق متعین فرمائے اور تکمیل سلوک میں مشغول ہوگئے اس میں نہ عجب و کبر کا شائبہ ہوتا ہے نہ خلاف مقام عبدیت (خرافات وغیرہ) کی جانب رجحان ہوتا ہے اور افادیت دوچند ہوجاتی ہے۔اس تجدیدی کارنامہ میں حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کو بہت دخل ہے پھران کے اصحاب میں سے حضرت گنگوہی اور حضرت تھانوی رحمہما اللہ تعالیٰ نے اس تجدیدی کارنامہ کو پروان چڑھایا اور تکمیل فرمادی۔مکاتیب رشیدیہ وتصانیف حضرت تھانویؒ اس پر شاہد ہیں۔ رسالہ مبادی التصوف کا مطالعہ بہت زیادہ حصولِ بصیرت کا ذریعہ بنے گا. **فلیراجع الیھا۔**

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

العبد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۱۱/۱۴۰۰ھ

اس تحریر میں حضرت مفتی نظام الدین صاحب نے روشنی ڈال کر بہت وضاحت فرمادی۔

العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۱۱/۱۴۰۰ھ

شریعت،معرفت،طریقت اور حقیقت کیا ہیں؟

سوال:–شریعت،معرفت،طریقت اور حقیقت کیا چیز ہے؟ اوران چاروں کا مطلب کیا ہے؟

۳؎ ملاحظہ ہو احیاء العلوم ص ۳۹۵/ج ۴/ کتاب المراقبۃ والمحاسبۃ المرابطۃ الخامسۃ المجاھدۃ، مطبوعہ مصری،

الجواب حامداًومصلیاً

یہ اونچی باتیں ہیں۔ اربابِ شریعت اور حقیقت ہی سمجھتے ہیں۔ البتہ شریعت وطریقت کا فرق ظاہر ہے۔ وہ یہ کہ جو احکام انسان کے ظاہر سے متعلق ہوں وہ شریعت ہیں اور تربیت باطن کا نام طریقت ہے۔ اور یہ دونوں چیزیں ایک دوسرے کی ضد نہیں بلکہ معاون و مددگار ہیں۔ ان میں سے ایک کی تکمیل دوسرے سے ہوتی ہے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۹۲/۱/۲۶ھ

شریعت وطریقت میں فرق

سوال:- یہ کہنا کہ شریعت اور ہے طریقت اور ہے کہاں تک درست ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگر اس کا یہ مطلب ہے کہ شریعت اور طریقت کے احکام الگ الگ ہیں۔ جیسے دو

---

[1] وھی (الحقیقة) والطریقة والشریعة متلازمة لان الطریق الی اللّٰہ تعالیٰ لھا ظاھر وباطن فظاھرھا الشریعة والطریقة وباطنھا الحقیقة فبطون الحقیقة فی الشریعة والطریقة کبطون الزبدفی لبنه لایظفرمن اللبن بزبده بدون مخضه والمرادمن الثلاثة اقامة العبودیة علی الوجه المرادمن العبد اه من الفتوحات الالھیة للقاضی زکریا (الشامی نعمانیه ص ۲۹۵/ج۳/ مطلب فی حال الشیخ، کتاب الجھاد الخ.

فتاویٰ رشیدیه ص ۱۷/ج ۱ /تا۷۷/ معرفت وحقیقت ملاحظه ھو ص ۱۶۵ / فتاوی عزیزی ص ۱۵۲ / ۱ / دربیان شریعت طریقت طبع رحیمیه دیوبند الخ.

حکومتوں کے قانون الگ الگ ہوتے ہیں کہ ایک حکومت میں مثلاً بندوق رکھنا درست ہے دوسری حکومت میں جرم ہے اسی طرح کچھ چیزیں شریعت میں حرام ہیں۔ جیسے شراب پینا، ننگے پھرنا، نماز، روزہ فرائض کو چھوڑ نا۔قبروں کوسجدہ کرنا۔ اکابر کو گالیاں دینا۔ پیروں سے مرادیں مانگنا۔ ساز گانا سننا اورقوالی میں سردھننا وغیر وغیرہ اورطریقت میں یہ سب درست ہے اور جائز ہیں تو یہ اعتقاد سراسر باطل اور گمراہی اورانتہائی بددینی ہے اگر یہ مطلب ہے کہ شریعت میں احکام ظاہرہ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، بیع، شراء، نکاح، طلاق وغیرہ کے احکام بیان کئے جاتے ہیں اور طریقت میں احکام باطنہ، صبر، شکر، رضا، تسلیم، تفویض، توکل، اخلاص وغیرہ کے احکام بیان کئے جاتے ہیں، یعنی شریعت ظاہر کی اصلاح کرتی ہے اور طریقت باطن کی اصلاح کرتی ہے تو یہ صحیح ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کیا حقیقت اور شریعت الگ الگ ہیں؟

سوال:- (۱) عوام میں بعض جاہل لوگ کہتے ہیں کہ جو شخص کسی پیر کا مرید نہ ہوگا اور مرجائے تو اس کی بخشش نہ ہوگی اور یہ بھی کہتے کہ شریعت کا راستہ اور حقیقت کا راستہ الگ الگ ہے اور جو فقیر جانے اس کو شریعت والے کیا جانیں۔ فقیر کے رمز کو بھلا مولوی کیا جانے سمجھے؟

۱؎ وھی (الحقیقة) والطریقة والشریعة متلازمة لان الطریق الی اللّٰہ تعالیٰ لھا ظاھر وباطن فظاھر ھا الشریعة والطریقةوباطنھاالحقیقة (الشامی نعمانیه ص ۲۹۵/۳، کتاب الجھاد، مطلب فی حال الشیخ الاکبر محی الدین الخ) فتاوی عزیزی ص ۱۵۲/۱، دربیان شریعت وطریقت و حقیقت و معرفت. معرفت وحقیقت ملاحظه هو ص ۱۶۵، فتاویٰ رشیدیه ص ۱۷/ تا ۷۷/ ج ۱.

الجواب حامداًومصلیاً

یہ جہالت در جہالت ہے۔ایسے لوگ خود بھی گمراہ ہیں، دوسروں کوبھی گمراہ کرتے ہیں انکی صحبت سم قاتل ہے، مرید ہونے کی غرض ہی یہ ہوتی ہے کہ شریعت پرعمل کرنا آسان ہوجائے اور نفس وشیطان کے دھوکہ میں نہ آئے، جس حقیقت کا راستہ شریعت کے خلاف ہووہ ہرگز اللہ ورسول کی مرضی کے موافق نہیں، وہ شیطان کا راستہ ہے۔[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

طریق توبہ

سوال:– جب زید اللہ تعالیٰ سے اپنے تمام گذشتہ گناہوں کی توبہ کرے اور معافی مانگے تو زید اپنے گناہوں سے توبہ کرنے اور معافی مانگنے کیلئے بہتر طریقہ کونسا اختیار کرے اور توبہ کیلئے کون سے الفاظ زبان سے بولے یعنی اپنی زبان سے یا اردو یا فارسی سے صرف ایسے الفاظ کہے کہ یا اللہ میں اپنے تمام کبیرہ صغیرہ گناہوں سے توبہ کرتا ہوں اور معافی مانگتا ہوں اے اللہ اپنے فضل وکرم سے میرے تمام گناہوں کو معاف فرما دیجئے اور میری توبہ قبول کر لیجئے اور اسکے ساتھ میں زید اپنے دل میں بھی شرمندہ ونادم ہوتا رہے۔اس کے علاوہ شرعی احکام کے مطابق گناہوں سے توبہ کرنے اور معافی مانگنے کا جو اور کوئی بہتر طریقہ ہو یعنی زبان سے الفاظ ادا کرنا اور دل میں تصور اور نیت کرنا اور ہاتھ پاؤں سے عمل کرنا ان سب طریقوں سے مطلع فرمایا جائے۔جس کے ذریعہ توبہ قبول ہونے کی توقع ہو۔فقط

الجواب حامداًمصلیاً

اول وضو کرے اور اچھی طرح کرے بعدہ دو رکعت نفل پڑھے پھر اللہ سے استغفار

[۲] ملاحظہ ہو فتاوی عزیزی ص ۱۵۲/ج ۱/ در بیان شریعت وطریقت شامی نعمانیہ ص ۱۹۵/ج ۳/۔

کرے اگر کوئی خاص گناہ کیا ہوتو اس سے ورنہ سب گناہوں سے دل سے توبہ کرے یعنی دل سے جس قدر ندامت کرسکتا ہے کرے اور آئندہ کیلئے اس سے بچنے کا پختہ ارادہ کرے اگر کسی کا کوئی حق ہوتو اسکی توبہ کیلئے اس کی ادائیگی یا اس سے معافی مانگنا شرط ہے[1]۔ مذکورہ الفاظ بھی کافی ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

تصورِ شیخ

سوال:۔ تصورِ شیخ کا کیا مطلب ہے اور یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بعض لوگوں پر خطرات ووساس کا ہجوم ہوتا ہے جو کہ عبادات میں بھی مخل ہوتا ہے

---

[1] عَنْ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنِي اَبُوْبَكْرٍ وَصَدَقَ اَبُوْبَكْرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَامِنْ رَجُلٍ يُذْنِبُ ذَنْبًاثُمَّ يَقُوْمُ فَيَتَطَهَّرُ ثُمَّ يُصَلِّي ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اِلَّا غَفَرَاللّٰهُ لَهُ الخ (مشکوٰۃ ص ۱۱٦، باب التطوع) (قوله ثم يستغفر الله اى لذلک الذنب كمافى رواية ابن السنى والمراد بالاستغفار التوبة بالندامة والاقلاع والعزم على ان لايعود اليه ابداوان يتدارک الحقوق ان كانت هناک، مرقاة ص۱۸۷/ ج۲/ باب صلوة التطوع، الفصل الثانى، مطبوعه بمبئى.

ترجمہ:۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سچ ہی فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی شخص نہیں جو گناہ کرے پھر کھڑا ہو کر پاکی حاصل کرے (وضو کرے) پھر نماز پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے مگر اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادیتے ہیں۔

اور ایمان بھی ان کی وجہ سے بہت مضمحل ہوجاتا ہے اور کوئی دوسری تدبیر فوری طور پر کارگر نہیں ہوتی تو ان کے لئے تجویز کیا جاتا ہے کہ اپنے پیر کا تصور کریں یہاں تک کہ کوئی خطرہ اور وسوسہ باقی نہ رہے اور یکسوئی حاصل ہوجائے اور عبادات پورے سکون سے ادا ہوسکیں اور ایمان میں اضمحلال نہ ہو[1] لیکن اس میں دوسرا اندیشہ بھی ہوتا ہے جو بہت نقصان دہ ہے اسلئے آج کل عام طور پر اس سے منع کیا جاتا ہے[2] اور دوسری تدابیر کو اختیار کیا جاتا ہے اگرچہ ان کا اثر دیر میں ہو اس لئے کہ ان میں مضرت نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

نماز میں پیر صاحب کا تصور

سوال:- حالت نماز میں پیر صاحب کا دھیان کرنا کیسا ہے؟ پیر صاحب نے کہا کہ جائز ہے اور حوالہ دیا کہ سورۂ لہب میں ابولہب کا تذکرہ ہے، اسکی تو نماز میں یاد آتی ہے اور اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی ہے۔ اسی طرح اگر میرا بھی نماز میں دھیان آجائے تو اس سے نماز میں نہ خلل ہوگا اور نہ نماز فاسد ہوگی۔

---

[1] اذا وقع لک فی اثناء الذکر والاشغال تفرقة اووسوسة او قبض (الی ان قال)وان لم تجد وقتک استمرت التفرفة معک فاحضر فی خیالک صورة شیخک المربی لک فانه یربی ببرکته تبدل التفرفة بالجمعیة (انتباہ فی سلاسل اولیاء الله مترجم ص ۴۶-۴۷)

[2] فیفرض کانه حاضرناظر لکن تصور افقط لااعتقاد افانه شرک ولذایمنع منه العوام (الی ان قال) لکن لما کان ضررہ للعوام اکثرمن هذا النفع المذکورلم یعتبرهذا النفع فی منعهم (التکشف ص ۴۷)
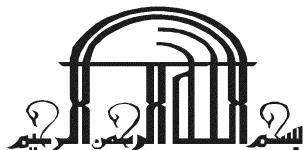
الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) حالتِ نماز میں یہ تصور کیا جائے کہ اللہ پاک سامنے حاضر ہے۔[۱] اس وقت قصداً پیر صاحب کا دھیان کرنا کہ انکے سامنے حاضری ہے ہرگز نہیں چاہیے۔[۲] ویسے جو کچھ بھی نماز میں پڑھا جائیگا اسکے معنی کا دھیان آئیگا مگر یہ حاضری کا تصور نہیں۔ پیر صاحب کے تصور کو ابولہب کے تصور پر قیاس کرنا پیر صاحب کی بے ادبی ہے۔ ابولہب خدا کا دشمن اور جہنمی ہے، اس نے حضور ﷺ کی مخالفت کرکے اذیت پہونچائی ہے، اور گمراہی پھیلائی ہے ہدایت سے روکا۔[۳]

پیر صاحب کا مقام کچھ اور ہے[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆

---

۱. فی حدیث عمربن الخطاب :قال ان تعبداللّٰہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ براک الحدیث مشکوۃ ص ۱۱/ کتاب الایمان،الفصل الاول.

۲. فیفرض کانہ حاضر ناظر لکن تصورا فقط لااعتقادا فانہ شرک ولد یمنع منہ العوام التکشف ص ۴/ ج ۱/ .

۳. واسمہ عبدالعزی بن المطلب الی ماقال وکان کثیرالاذیۃ لرسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم والبغضۃ لہ والا زدراء بہ والتنقص لہ ولدینہ،تفسیرابن کثیر ص ۹۰۰/ج۴/مطبوعہ مکتبہ نجاریہ مکہ مکرمہ.

۱. وھذہ النسبۃ لاتکاد تحصل الابصحبۃ المشائخ اکمل الذین استنارت قلوبھم بنورھذہ النسبۃ العظمی الخ اعلاء السنن ص ۴۵۴/ج۱۸/ باب الذکر والدعاء، کراچی.

اوصاف شیخ اوراہمیت تصوف

شیخ طریقت کے اوصاف

سوال:- زید پیر طریقت اور بعض اعمال میں نہایت متبعِ شرع ہے مگر ایک عمل تو یہ ہے کہ اکثر قیلولہ ایسا کرتے ہیں کہ نماز ظہر میں دیدہ ودانستہ اپنی جماعتِ ثانیہ کرتے ہیں۔ تقریباً ہمیشہ کا معمول ہے۔ اگرچہ اشارۃً کہا جاچکا کہ جماعتِ اول کے برابر جماعتِ ثانیہ کا ثواب نہیں ہوتا۔ حافظ ہیں، ظاہراً علمِ حدیث وقرآن کا نہیں مگر نماز روزہ کے نہایت پابند ہیں اور بظاہر کوئی گناہ کی بات نظر آئی نہ سنی۔ آیا عند الشرع شریف ایسے شخص قابلِ شیخیت ہوسکتے ہیں اور لوگ بیعت ہوسکتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بیعت کے لئے شیخ ایسا ہونا چاہئے جو بقدر ضرورت علمِ دین رکھتا ہو۔ عقائد حقہ، اخلاق فاضلہ، اعمال صالحہ کے ساتھ متصف ہو۔ حب جاہ، حب مال، ریاء، کبر، حسد وغیرہ

اخلاقِ رذیلہ کی اصلاح کسی شیخ محقق کی تربیت میں رہ کر کر چکا ہو اور اس شیخ محقق نے اس پر اعتماد کیا ہو۔ بدعات سے پرہیز کرتا ہو، متبعِ سنت ہو۔ان صفات کو دیکھ کر انتخاب کیا جائے[۱]۔ بلاعذر ترکِ جماعت کی عادت کر لینا اور جماعتِ ثانیہ کرنا شرعاً مذموم ہے۔[۲] جس مسجد میں امام ونمازی متعین ہوں اور ہمیشہ جماعت ہوتی ہو وہاں جماعتِ ثانیہ مکروہ ہے[۳]۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کیا اولیاء بھی معصوم ہوتے ہیں؟

سوال:– کیا اولیاء اللہ انبیاء علیہم السلام کی طرح معصوم ہوتے ہیں؟

۱؎ ملاحظہ ہو فتاویٰ عزیزی ص:۱۰۴/ ج:۲/ مسائل متفرقہ، مطبوعہ رحیمیہ دیوبند.

۲؎ حدیث صدوشانزدهم عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ سَمِعَ الْمُنَادِیْ فَلَمْ یَمْنَعْهُ مِنْ اِتِّبَاعِهٖ عُذْرٌلَمْ تُقْبَلُ مِنْهُ الصَّلوٰةُ الَّتِیْ صَلَّاهَاقِیْلَ وَمَاالْعُذْرُقَالَ خَوْفٌ اَوْمَرَضٌ اخرجه ابو درداء (التکشف ص۷۶/ ج۵/)

ترجمہ :-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔جس شخص نے منادی (موذن کی اذان) کو سنا اور اس کو اس کا اتباع کرنے سے کوئی عذر مانع نہیں تو اس کی نماز جو اس نے پڑھی قبول نہیں ہوتی۔عرض کیا گیا کہ عذر کیا ہے ارشاد فرمایا خوف یا مرض۔

۳؎ یکرہ تکرار الجماعة فی مسجد محلة باذان واقامة (الی قوله) والمراد بمسجد المحلة ماله امام وجماعة معلومون کمافی الدرروغیرها (الدرالمختار علی الشامی نعمانیه ۳۷۱/ ج۱/ شامی زکریا ص۲۸۸/ ج۲/ باب الامامة مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد)

الجواب حامداًومصلیاً

عصمت تو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا خاصہ ہے البتہ بہت سے اولیاء کواللہ پاک گناہوں سے محفوظ رکھتے ہیں اوربعض اولیاء کاملین سے کبھی گناہ سرزد ہوجاتے ہیں مگر وہ عین گناہ کی حالت میں خائف رہتے ہیں اور گناہ پراس قدر نادم ہوتے ہیں جس کا دوسرے لوگ اندازہ نہیں کرسکتے حتیٰ کہ ساری عمران کواس کا ملال رہتا ہے عصمت اورحفاظت کا فرق فتاویٰ عزیزی[1] جلد ا رمیں مذکور ہے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمودغفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کامل بزرگ کی پہچان

سوال:- سچے اورکامل بزرگ کی کیا پہچان ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

اس کےعقائدقرآن وحدیث کےمطابق ہوں۔اخلاق نبویہ کےساتھ متصف ہو،ضروریات دین کاعلم رکھتاہو۔متبع سنت ہومال وجاہ کالالچی نہ ہوآخرت درست کرنے کی فکر ہروقت ہو۔مخلوق پرشفیق ہوکسی کامل بزرگ کی صحبت اورتعلیم کے ذریعہ سے اپنے

[1] وعصمت دومعنی دارداول امتناع صدور ذنب مع القدرۃ علیہ وایں معنی باجماع اھل سنت مخصوص بحضرات انبیاء وملائکہ علویہ است۔دوم عدم صدورذنب مع جوازہ من غیرلزوم محذوروایں معنی رانزد صوفیہ محفوظیت خوانندالخ(فتاوی عزیزی ص۷ ۱۲ رج ۱ر)

ترجمہ :-عصمت کےدومعنی ہیں اول گناہ کےصدورکاامتناع اس پرقدرت کے باوجوداور یہ معنی باجماع اہل سنت حضرات انبیاء علیہم السلام اورملائکہ علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہے۔دوم گناہ کا صدورنہ ہونااسکےجواز کے باوجودکسی محذورکےلزوم کےبغیراوراس معنی کوصوفیہ محفوظیت کہتے ہیں۔

نفس کی اصلاح کی ہواوران بزرگ نے اس پراعتماد کیا ہو۔اس کی صحبت میں بیٹھنے والوں کی حالت روز بروز درست ہوتی ہو یعنی دنیا کی رغبت کم اورآخرت کی طرف توجہ زیادہ ہوتی ہو۔[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررۂ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

پیر کیسا ہونا چاہئے؟

سوال:- اصل پیر کے اوصاف کیا ہیں کیا پیر کیلئے جائز ہے کہ وہ اپنے مریدوں سے خلوت یا جلوت میں بلاپردہ بات کرے نیز پیر صاحب کی اہلیہ کیلئے درست ہے کہ وہ اپنے شوہر کے مریدوں سے بلاپردہ بات کرے اوران سے اپنا بدن پٹوائے!

الجواب حامداًومصلیاً

مریدشدن ازان کس درست است کہ دران پنج شرط متحقق باشد۔شرط اول علم کتاب وسنت رسول اللہ داشتہ باشدخواہ خواندہ باشدخواہ از عالم یادداشتہ باشد۔شرط دوم۔ آنکہ موصوف بعدالت وتقویٰ باشد واجتناب از کبائر وعدم اصرارصغائر نماید،شرط سوم۔ آنکہ بے رغبت از دنیاوراغب درآخرت باشد وبرطاعات مؤکدہ واذکار منقولہ کہ در احادیث صحیحہ آمدہ اند مداومت نماید۔شرط چہارم آنکہ امرمعروف ونہی ازمنکر کردہ باشد۔

[۲] مریدشدن از آنکس درست است که دراں پنج شرط متحقق باشد شرط اول علم کتاب وسنت رسول داشته باشد خواه خوانده باشد خواه از عالم یادداشته باشد الخ (فتاویٰ عزیزی ص ۱۰۴ /ج۲/ مطبوعه رحیمیه دیوبند، مسائل متفرقة التکشف ص ۱۲ /تا۱۳/ علامات شیخ کامل)

ترجمہ :-مرید ہونا اس شخص سے درست ہے جس میں پانچ شرطیں متحقق ہوں۔شرط اول،کتاب وسنت رسول کا علم رکھتا ہو خواہ پڑھ کر خواہ کسی عالم سے سنکر یاد کرلیا ہوالخ۔

شرط پنجم ۔آ نکہ از مشائخ ایں امر گرفتہ باشد وصحبت معتد بہا ایشاں نمودہ باشد پس ہرگاہ ایں شروط در شخصے متحقق شدند مرید شدن ازاں درست است اھ فتاویٰ عزیز ج ا ر[1]

نامحرم کے سامنے بے پردہ آنا منع ہے[1] اوراس کے ساتھ خلوت حرام ہے[2] خواہ وہ اپنا پیر ہو یا اپنے شوہر کا مرید ہواوراپنے شوہر کے مریدوں سے بدن پٹوانا تو انتہائی بے غیرتی بھی ہے اورخود پیر اپنی بیوی کواس کی اجازت دے وہ بے غیرتی میں اپنی بیوی سے کچھ کم نہیں اور جو پیر نامحرم عورتوں کومرید کر کے ان سے خلوت کرے اورجلوت میں ان سے بے پردہ ملے وہ خوداس کا محتاج ہے کہ کسی متبع سنت صاحب نسبت بزرگ سے اپنے نفس کی اصلاح کرائے دوسروں کومرید کرنے کا وہ اہل نہیں اس کا نفس اس پر غالب ہے وہ اپنے نفس پر غالب نہیں ۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] فتاویٰ عزیزی ص ۱۰۴/ ۲/ مسائل متفرقہ، مطبوعہ رحیمیہ دیوبند،

ترجمہ :-مرید ہونا اس سے درست ہے جسمیں پانچ شرطیں پائی جاتی ہوں (۱) کتاب اللہ اورسنت رسول اللہ ﷺ کا علم رکھتا ہوخواہ پڑھ کرخواہ کسی عالم کی صحبت میں رہ کراس سے سنکر یاد کیا ہو (۲) عدالت وتقویٰ کیساتھ موصوف ہوکبائر سے اورصغائر پراصرار سے بازرہتا ہو (۳) دنیا سے بے رغبت اورآخرت میں راغب ہو۔ طاعات موکدہ اور صحیح احادیث میں واردشدہ اذکار کا پابند ہو۔ (۴) اچھائیوں کا حکم کرتا ہو برائیوں سے روکتا ہو (۵) مشائخ سلسلہ کی خدمت میں ایک مدت رہ کرسلوک سیکھا اوراجازت حاصل کی ہوجس میں یہ پانچوں شرطیں پائی جاویں اس سے بیعت ہونا درست ہے۔

[1] عن عمرعن النبی ﷺ قَالَ لَایَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِاِمْرَأۃٍ اِلَّا کَانَ ثَالِثُهَا الشَّیْطَانُ رواہ الترمذی (مشکوٰۃ شریف ص ۲۶۹ /باب النظر الی المخطوبۃ کتاب النکاح، طبع یاسر ندیم دیوبند)

ترجمہ :-حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کوئی مردکسی عورت کیساتھ خلوت نہیں کرتا مگر شیطان ان کا تیسرا ہوتا ہے۔

[2] الخلوۃ بالاجنبیۃ حرام (الدرالمختار علی الشامی زکریاص ۵۲۹ /ج۹/ کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی النظروالمس)

پیر کے شرائط یعنی پیر کیسے شخص کو بنایا جائے؟

سوال:- کیا پیر کے لئے جائز ہے کہ مرید کی عورتوں سے بلا پردہ بات چیت کرے جب کہ وہ عورتیں زیورات اور کپڑوں سے آراستہ ہوں اور پیر صاحب اپنے رومال کے ایک کنارے کو اپنے پیروں کی جانب ڈال لیں اور اس رومال کے ڈالے ہوئے کنارہ کو وہ عورتیں بلا پردہ پیر کے سامنے جا کر رکوع کے مانند جھک کر پیر صاحب کے رومال کو چومیں اور بوسہ دیویں اور مریدین کی عورتیں پیر صاحب کے آنے پر تعریف کے گانے گاویں اور پیر صاحب گانے سن کر مریدین کی عورتوں کو مبارکباد دیں۔ان چیزوں سے پیر صاحب کو روکنا فرض ہے یا نہیں؟ کیا یہ مذکورہ بالا چیزیں پیر صاحب کیلئے جائز ہیں؟ ان تمام افعالِ ذمیمہ سے مریدین اور مریدین کی عورتوں کو پیر صاحب پر روکنا فرض ہے یا نہیں؟ اور پیر کیوں رکھا جاتا ہے؟ کیا پیر جنت میں مریدین کے بغیر احکام شرعیہ اور فرائض اور واجبات پر عمل کئے پیر مع اپنے مذکورہ صفات کے مریدین مرد یا عورتوں کو جنت میں لے جا سکتا ہے؟ اگر مریدین نے تو کسی قسم کے فرائض اور واجبات ادا نہ کئے ہوں تو پیر اپنے مریدین کو جنت میں لے جا سکتا ہے؟ اور پیر مذکورہ صفات کے ساتھ مریدین کو بخشوا سکتا ہے؟ ایسا پیر جس کے ذریعہ دین کا نفع نہ پہنچتا ہو اور متبع سنت نہ ہو، وضع قطع ولباس اسلامی نہ ہو تو ایسے پیر کو چھوڑ کر دوسرا پیر تلاش کرنا چاہیئے یا اسی پیر کو پکڑے رکھنا چاہئے؟ مریدین کی کس چیز میں پیر صاحب کا حق ہو سکتا ہے؟ مریدین کی چیزوں کو پیر صاحب کو کب کھانا درست ہے؟ پیر کے اندر کون کون سی چیزیں ہوں کہ وہ پیری کے قابل ہو؟ کیا پیر کا بیٹا پیر بن سکتا ہے؟ کیا پیری ان کے لئے وراثت ہو سکتی ہے؟ اگر کوئی شخص پیر یا سید ہونے کا

دعویٰ کرے اور حضور ﷺ کے لائے ہوئے دین سے کوسوں دور ہو، نہ لباس اسلامی ہو اور نہ وضع قطع اسلامی ہو اور نہ اخلاق واعمال درست ہوں تو کیا ایسا شخص پیر ہوسکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

انسان کو عقائد حقہ، اخلاقِ فاضلہ، اعمالِ صالحہ کا اختیار کرنا ضروری ہے اور یہ اس وقت ہوسکتا ہے جب کہ عقائدِ باطلہ اخلاقِ رذیلہ، اعمال سیئہ سے پرہیز کرے۔ تجربہ و مشاہدہ یہ ہے کہ یہ چیز بغیر مربی کے حاصل نہیں ہوتی۔ جس مربی کی تربیت سے یہ چیز حاصل ہوسکے وہ پیر بنانے کے قابل ہے۔ استعداد یں ناقص ہونے کی وجہ سے عموماً خود کتابیں دیکھ کر ان امور کی تکمیل نہیں ہوتی[۱]۔

پیر کیسے شخص کو بنایا جائے اس کے متعلق حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ میں ہے۔

مریدشدن[۲] ازاں کس درست است کہ دراں پنج شرط متحقق باشد شرط اول علم کتاب وسنتِ رسول داشتہ باشد خواہ خواندہ باشد، خواہ از عالم یادداشتہ باشد، شرط دوم آنکہ

[۱] تزكية الاخلاق من اهم الامور عند القوم الى ماقال ولايتيسر ذالك الابالمجاهدة على، شيخ كامل قدجاهد نفسه وخالف هواه الى قوله ومن ظن من نفسه انه يظفر بذالك بمجرد العلم ودرس الكتب فقد ضل ضلالاً بعيداً فلما ان العلم بالتعلم من العلماء كذالك الخلق بالتخلق على يدالعرفاء فالخلق الحسن صفة سيدالمرسلين الخ اعلاء السنن ص ۱۸/۴۴۲ / كتاب الادب والتصوف، مطبوعه ادارة القرآن كراچی.

[۲] **ترجمہ**:- مرید ہونا اور شخص سے درست ہے جس میں پانچ شرطیں متحقق ہوں۔

(۱) **شرط اول**:- کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کا علم رکھتا ہو خواہ پڑھکر خواہ کسی عالم سے یاد کرکے۔

(۲) **شرط دوم**:- عدالت وتقویٰ کے ساتھ موصوف ہو کبائر سے اجتناب رکھتا ہو اور صغائر پر اصرار نہ کرتا ہو۔

موصوف بعدالت وتقویٰ باشد واجتناب از کبائر وعدمِ اصرار برصغائر نماید، شرط سوم[1] آ نکہ بے رغبت از دنیا وراغب درآ خرت باشد وبرطاعات مؤکدہ واذ کارمنقولہ کہ دراحادیث صحیحہ آ مدہ اند مداومت نماید، شرط چہارم آ نکہ امرمعروف ونہی ازمنکر کردہ باشد، شرط پنجم آ نکہ ازمشائخ ایں امر گرفتہ باشد وصحبت معتد بہا ایشاں نمودہ باشد پس ہرگاہ ایں شروط درشخصے متحقق شوند مرید شدن ازاں درست است ۔ چنانچہ درقول جمیل فی بیان سواء السبیل تفصیل ایں شروط مذکوراست اھ فتاویٰ عزیزی[1]۔

جس شخص میں یہ شروط موجود نہ ہوں وہ پیر بنانے کے قابل نہیں۔ اگر غلطی سے اس کو پیر بنالیا ہے تو وہ کارآ مد نہیں، دوسرے شخص کو تلاش کیا جائے جسمیں مذکورہ شروط موجود ہوں۔ تو اگر کوئی شخص کتاب وسنت پر عمل کرتا ہے اوراپنی زندگی کوسنت کے مطابق بنائے ہوئے ہے مگر کسی پیر سے بیعت نہیں ہے تو اس کو جہنمی یا گمراہ کہنا درست نہیں۔ وہ غلط قسم کے پیراورایسے پیر کے مریدوں سے بہت بہتر حالت میں ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] (۳) **شرط سوم**:- دنیا سے بے رغبت اورآخرت میں راغب ہو۔ طاعات مؤکدۃ اوراذکار منقولہ (جو احادیث صحیحہ میں آئے ہیں) پر مداومت کرتا ہو۔

(۴) **شرط چہارم**:- امر بالمعروف اورنہی عن المنکر کرتا ہو۔

(۵) **شرط پنجم**:- مشائخ سے یہ امر سیکھا ہو اوران کی صحبت میں معتد بہ رہا ہو۔ جب کسی شخص میں یہ شروط متحقق ہوں اس سے مرید ہونا درست ہے جیسا کہ قول جمیل فی بیان سواء السبیل میں ان شروط کی تفصیل مذکور ہے۔ فتاویٰ عزیزی ص ۱۰۴ ج ۲، مطبوعہ رحیمیہ دیوبند،

[1] فتاویٰ عزیزی ص ۱۰۴/ ج ۲/ مطبوعہ رحیمیہ مسائل متفرقہ،

مرید ہونے کا حکم، پیر کیسا ہونا چاہیئے؟ اور بیعت ہونے کا کیا طریقہ ہے؟

سوال:- بیعت ہونے کا مرد وعورت کے لئے کیا طریقہ ہے؟ اور کیسے پیر سے بیعت ہونا چاہیئے۔ اگر کوئی عورت بغیر اپنے خاوند کی اجازت کے بیعت ہو جائے اور مرد ابھی تک کسی سے بیعت نہیں ہوا تو اس کا ایسا کرنا اس کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

مرد کا ہاتھ پیر اپنے ہاتھ میں لے کر توبہ کرادے جس کے الفاظ سورۂ ممتحنہ[۲] میں مذکور ہیں اور عورت کا ہاتھ پیر اپنے ہاتھ میں نہ لے بلکہ پردہ کے پیچھے سے اسے کوئی کپڑا رومال، عمامہ وغیرہ پکڑا کر توبہ کرادے[۱] اگر مرد بیعت نہ ہو اور عورت بیعت ہو جائے تو اس میں کچھ

---

۲ یاایها النبی اذا جاءک المومنات یبایعنک علی ان لایشرکن باللّٰہ شیئاً ولایسرقن ولایزنین ولا یقتلن اولادهن ولایأتین ببهتان ینترینه بین ایدیهن وارجلهن ولایعصینک فی معروف فبایعهن، سورۂ ممتحنہ آیت ۱۲ /

ترجمہ:-اے پیغمبر ﷺ جب مسلمان عورتیں آپ کے پاس آویں کہ آپ سے ان باتوں پر بیعت کریں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی شئ کو شریک نہ کریں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری کریں گی اور نہ اپنے بچوں کو قتل کریں گی اور نہ کوئی بہتان کی اولادیں لاویں گی جس کو اپنے ہاتھوں اور پیروں کے درمیان بنالیویں اور مشروع باتوں میں وہ آپؐ کے خلاف نہ کریں گی تو آپ ان کو بیعت کرلیا کیجئے۔ (بیان القرآن)

۱ قولها واللہ مامست یدرسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یدامرأة قط غیرانه یبایعهن بالکلام فیه ان بیعة النساء بالکلام من غیراخذکف وفیه ان بیعة الرجال باخذالکف مع الکلام الخ (شرح مسلم للنووی ص ۲/۱۳۱، کتاب الامارة باب کیف بیعة النساء، مطبوعه بلال دیوبند، التکشف ص۱۰۷/۵، احکام القرآن للکاندهلوی ص ۵/۵۹)

مضائقہ نہیں، بہتر یہ ہے کہ عورت شوہر سے اجازت لے کر بیعت ہو۔ پیر کیلئے ضروری ہے کہ صحیح العقیدہ، صالح الاعمال، صادق الاقوال ہو، بقدرِ ضرورت علمِ دین سے واقف متبع شریعت، پابندِ سنت ہو، بدعت سے متنفر ہو، کسی بزرگ کی خدمت میں اپنے نفس کی اصلاح کر چکا ہو، اوران بزرگ نے اس پر اعتماد فرمایا ہو[۲] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۷ / صفر ۶۸ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

بیعت کیسے شخص سے ہونا چاہئے

سوال: – کیا بیعت ہونا ضروری ہے۔ اگر بیعت نہ ہو سکے تو کیا کوئی گناہ ہوگا اور بیعت ہونے کے لئے مرشد میں کیا کیا خواص دیکھنے چاہئیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اصل یہ ہے کہ عقائد حقہ، اخلاق فاضلہ، اعمال صالحہ کا اختیار کرنا ضروری ہے اور عقائد باطلہ، اخلاق رذیلہ، اعمال فاسدہ سے تحفظ ضروری ہے خواہ بذریعہ بیعت ہو یا تحصیل علم سے ہو یا صحبت اکابر سے ہو لیکن تجربہ ومشاہدہ یہ ہے کہ عموماً بغیر شیخ محقق ہونے کے یہ مقصد پورا حاصل نہیں ہوتا[۱] شیخ محقق کے اوصاف یہ ہیں (۱) علم ضروری کتاب وسنت کا

[۲] ملاحظہ ہو فتاویٰ عزیزی ص ۱۰۴ / ج ۲ / مطبوعہ دیوبند، احکام القرآن للکاندھلوی ص ۵۵ / ج ۵ / القول الجمیل ص ۶، ۹ / مطبوعہ کاندھلہ یوپی.

[۱] فاعلم ان البیعة المتوارثة بین الصوفیة علی وجوہ احدھا بیعة التوبہ من المعاصی الخ (شرح شفاء العلیل ص ۱۷ / مطبوعہ رحیمیہ)

چوں طلب کمالات از واجبات آمد پس تلاش پیر کامل ہم از ضروریات گشتہ کہ وصول بخدابی توسل پیر کامل مکمل بس قلیل است الخ (ارشاد الطالبین ص ۱۴ / تا ۱۵ /)

رکھتا ہوخواہ پڑھ کرخواہ علماء سے سن کر (۲) عدالت وتقویٰ میں پختہ ہو کبائر سے اجتناب رکھتا ہوصغائر پر مصر نہ ہو (۳) دنیا سے بے رغبت ہو (حب مال وحب جاہ سے خالی ہوآخرت میں رغبت رکھتا ہوطاعت موکدہ واذکار منقولہ ومرویہ کا پابند ہو (۴) امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا عادی ہو۔ (۵) سلوک تزکیۂ باطن کومشائخ معتبر سے حاصل کیا ہواوران کی صحبت میں کافی رہا ہو۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ کے فتاویٰ ص۱۰۲/۲ [۱]، میں یہ تفصیل مذکور ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمودغفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

مرتکب کبیرہ پیر کا حکم

سوال:- جو پیر خلاف شرع کام کرتا ہے۔ یعنی نمازوں کا پابند نہیں یا ننگا بیٹھا ہوا ہے یا لوگوں کو گالیاں بکتا ہے بھنگ، چرس، سگریٹ، پیتا ہے اگر کوئی ان حرکات سے روکے تو کہہ دیتا ہے کہ یہ شریعت میں ناجائز ہیں اور ہم طریقت والے ہیں طریقت میں جائز ہیں ہمارا تعلق شریعت سے نہیں بلکہ معرفت سے ہے ایسے پیر سے بسااوقات خارق عادات چیزیں صادر ہوتی ہیں اس کوخدا کی طرف سے کرامت کہیں گے یا شیطانی فعل سے تعبیر کریں گے امید ہے ان سوالات کے جوابات کتاب وسنت اور مذہب امام ابوحنیفہ اور ارشادات بزرگان دین واکابر دیوبند کی روشنی میں دیں گے اور ماہنامہ نظام ماہ جون یا اس کے بعد شائع فرمادیں گے؟

---

[۱] ملاحظہ ہو فتاویٰ عزیزی ص ۱۰۳/تا۱۰۴/ج۲/ مطبوعہ رحیمیہ دیوبند، مسائل متفرقہ القول الجمیل ص۶، ۹/ مطبوعہ کاندھلہ یوپی،

الجواب حامداًومصلیاً

ایسا پیر پیر تو ضرور ہے لیکن حضور ﷺ کا نائب ہرگز نہیں ورنہ خدا کے فرض اور حضور اکرم ﷺ کی سنت پر خود بھی عمل کرتا دوسروں کو بھی تاکید کرتا۔ ہرگز فرائض وسنن کو ترک نہ کرتا اوران ناجائز حرکات سے روکنے پر وہ جواب ہرگز نہ دیتا جو دیا ہے۔ البتہ شیطان کا نائب ضرور ہے۔[1] جس کو شیطان کی پیروی کرکے جہنم میں جانا ہو وہ ایسے پیر سے بیعت ہوجائے شریعت اور طریقت کو جدا جدا کہنے کا حکم تصوف نمبر میں مذکور ہے علامہ شامی نے ردالمختار شرح درمختار[1] ج ۳/ میں لکھا ہے وھی (ای الحقیقة) والطریقة والشریعة متـــلازمة اھ خارق عادات چیزیں تو شیطان سے بھی صادر ہوتی ہیں۔ کرامت ولی سے صادر ہوتی ہے اور ولی ہمیشہ متبع اور پابند شریعت ہوتا ہے۔[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] وكرامات اوليا الله تعالیٰ اعظم من هذه الامور وهذه الامور الخارقة للعادة وان كان قد يكون صاحبها وليا لله فقد يكون عد والله (الى قوله) وتكون من الشياطين الخ(الفرقان ص ۹۲/ليس من شرط ولى الله ان يكون معصوماً مطبوعه مملكة عربيه سعوديه)

[1] (الشامی نعمانیه ص ۲۹۵/ ج۳/باب المرتد،مطلب فی حال الشیخ الاکبر سیدی محی الدین ابن عربی)

[2] وكرامات اوليا الله اعظم من هذه الامور وهذه الامور الخارقة للعادة وان كان قديكون صاحبها وليا لله فقد يكون عد والله (الى قوله) وتكون من الشياطين فلايجوز ان يظن ان كل من كان له شئ من هذه الامور انه ولى الله بل يعتبر اولياء الله بصفاتهم وافعالهم واحوالهم التى دل عليها الكتاب والسنة الخ (الفرقان ص ۹۲/ بين اولياء الرحمٰن واولياء الشيطان لابن تيميهؒ، شرح فقه اكبر ۹۵،۹۷/مطبوعه رحيميه ديوبند)

مرتکب کبائر پیر سے بیعت

سوال: -زید تصویر کشی اور تصویروں کی زینت سے اپنے مکانوں کو زیبائش دیتا ہے اوراس کو جائز خیال کرتا ہے اور مرید کرنے میں کسی مذہب وملت کی قید نہ رکھتا ہو۔ مسلم، ہندو، عیسائی، پارسی کو بلا دعوت اسلام پیش کئے اور بلا توبہ کرائے مرید کرتا ہواوراس طریق کار کو جائز سمجھتا ہواور طوائفوں کا گانا سنتا ہواور ریڈیو پر غزلیں اور گانا بھی سنتا ہواور نماز با جماعت کا پابند نہو عین نماز جماعت کے وقت سنیما حال میں تماشہ اور ناچ رنگ دیکھتا ہواور مریدنیوں اور دوستوں کی عورتوں کا حلیہ اور خط وخال اور زلفوں کا حال اپنے اخبار میں لکھتا ہواوراس سے دلچسپی اور مزہ لیتا ہواور مولویوں کو بھلا برا کہتا ہواور سجدۂ تعظیمی مقابر کو جائز قرار دیتا ہواور اپنے اخبار میں یہ بھی تحریر کرتا ہے کہ نہ میں سنی اور نہ میں شیعہ ہوں اپنا مذاق مذہبی تفضیلیت رکھتا ہو۔ بہت سے امور بدعت کا مرتکب ہوعورتوں کو بے حجابانہ اپنے سامنے رکھتا ہواوراپنی اولاد کوٹھیڑ سنیما دکھلاتا ہواوراپنے مریدوں کو بھی اس کی تعلیم دیتا ہوتو کیا ایسے شخص کی جس کے اندراس قدر منہیات شرع متذکرہ بالا موجود ہوں اس سے بیعت جائز ہے۔ فقط بینوا توجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ذی روح کی تصویر کھینچنا اوراس سے مکان کو زیبائش کرنا حرام ہے۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَشَدُّ النَّاسِ عَذَاباً عِنْدَاللّٰهِ الْمُصَوِّرُوْنَ۔[1] متفق علیہ۔

[1] **ترجمہ**: -حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ لوگوں میں سب سے زیادہ...... **(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)**

البتہ درخت وغیرہ غیر ذی روح کی تصویر میں مضائقہ نہیں عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ کُلُّ مُصَوِّرٍفِی النَّارِ یَجْعَلُ بِکُلِّ صُوْرَۃٍ صَوَّرَھَا نَفْسًا فَیُعَذِّبُہٗ فِیْ جَھَنَّمَ قَالَ اِبْنُ عَبَّاسٍؓ فَاِنْ کُنْتَ لَابُدَّفَاعِلًافَاصْنَعُ الشَّجَرَ وَمَالاَ رُوْحَ فِیْہِ[۲] متفق علیہ۔

طوائف کا گانا سننا اور ناچ دیکھنا بھی شرعاً حرام ہے۔ جماعت کی پابندی واجب ہے اس کا تارک فاسق ہے۔ عورتوں کا حلیہ اخبار میں شائع کرنا بھی منع ہے اہل حق علماء کو بُرا کہنا سخت گناہ ہے۔ سجدۂ تعظیمی مقابر وغیرہ کو کرنا اوردوسروں سے کرانا حرام ہے اورصورت شرک ہے اسی طرح دیگر افعال جوسوال میں مذکور ہیں خلاف شرع اور ناجائز ہیں۔ ایسا شخص ہرگز اس قابل نہیں کہ اس سے بیعت کی جائے۔ ایسے شخص سے بیعت ہونا درحقیقت گمراہ ہونا اور جہنم کا راستہ اختیار کرنا ہے۔ اگرکوئی شخص ناواقفیت کی وجہ سے اس سے بیعت ہوجائے تو اس بیعت کا فسخ کرنا واجب ہے والتغنی حرام اذاکان بذکر امرأة معینة حیة الیٰ قوله واما الرقص والتصفیق والصریخ وضرب

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)......سخت عذاب کے اعتبار سے اللہ کے نزدیک تصویر بنانے والے ہوں گے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۳۸۵ / باب التصاویر) ومن اجل ھذہٖ الاحادیث والآثار ذھب جمھور الفقھاء الی تحریم التصویر واتخاذ الصور فی البیوت الخ تکملہ فتح الملھم ص ۱۸۵ / ج۴/ حکم الصورة الشمسیة ،مطبوعه کراچی.

(حاشیہ صفحہ ھذا)

۲ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کوفرماتے سنا۔ ہرتصویر بنانے والاجہنم میں جائیگا اس کیلئے ہرتصویرکوجسکواس نے بنایا تھا جاندار بنادیا جائیگا جو اس کوجہنم میں عذاب دیگا۔ پس اگر تجھ کواس کے بغیر چارہ نہیں بنانا ہی ہے تو درخت اور بے جان چیزوں کی تصویر بنالیا کرو۔(مشکوٰۃ شریف ص ۳۸۵ / باب التصاویر مسند احمد ص ۳۰۸/ ۱ / داراحیاء التراث العربی بیروت)

الاوتار والصتبح والبوق الذی یفعله بعض من یدعی التصوف فانه حرام بالاجماع لانهازی الکفار کذافی سکب الا نهر طحطاوی[۱] ص۱۸۵، والجماعة سنة مؤکدة للرجال قال الزاهدی اراد وبالتاکید الوجوب درمختار وقال فی شرح المنية والا حکام تدل علیٰ الوجوب من ان تارکها بلاعذر یعزروترد شهادته ویأثم الجیران بالسکوت عنه اھ شامی[۲] ویخاف علیه الکفر اذاشتم عالما فقیها من غیر سبب اھ عالم گیری[۳] ص۸۹۰/۲ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ
معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۶/۱۲ /۵۵ھ
الجواب صحیح: سعید احمد
صحیح: عبد اللطیف ۶/۱۳ /۵۵ھ

اپنا علاج کیسے شخص سے کرایا جائے

سوال:- مجھے مذہب کی رو سے کوئی طریقہ بتائیے جس کے مطابق عمل کرنے سے مجھ سے شک وشبہ اور وساوس کی بیماری سے ہمیشہ کے لئے نجات ملے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اصل یہ ہے کہ بیمار کو اپنا علاج خود نہیں کرنا چاہئے بلکہ ماہر قابل اعتماد مصلح کی

۱؎ طحطاوی علی المراقی مصری ص۲۵۸، کتاب الصلوة، فصل صفة الاذکار الخ،
۲؎ (الشامی نعمانیه ص ۳۷۱/ج ۱/ باب الامامة، مطلب شروط الامامة الکبریٰ)
۳؎ (عالمگیری ص ۲۷۰/ج ۲/ کتاب الحدود، الباب التاسع مطلب موجبات الکفر انواع) مطبع کوئٹہ پاکستان،

رائے پرعمل کرنا چاہئے آپ بھی اپنے لئے کسی شخص کوتجویز کرلیں، جوعالم ہو، متبع سنت ہو، تزکیۂ نفس کیلئے کسی بزرگ کے زیرتربیت رہ چکا ہو، ان بزرگ نے اس پراصلاح وتربیت کیلئے اعتماد کیا ہولوگوں کواسکی تربیت سے نفع ہوتا ہوپھراپنے آپ کواسکے حوالہ کردیجئے اور اپنے حالات سے اس کو پوری طرح مطلع کیجئے اوراس کی ہدایت پرعمل کرتے رہئے وقت نکال کراسکے پاس جاکروقت بھی گذاریئے اللہ پاک سے دعا کرتے رہئے وہ مقلب القلوب ہے آپ کو پریشانی سے نجات دے اور سکون عطا فرمائے[1]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کسی بزرگ سے سوءظن

سوال:–اگرکسی بزرگ سے عقیدت نہ ہوبلکہ سوءظن ہوتو کیا کرے؟

الجواب حامداًومصلیاً

سوچے کہ میں بھی اللہ سے رحمت اورمغفرت کا طالب ہوں بغیر اس کے بیڑا پارنہیں ہوسکتا۔ ان بزرگ پررحمت ہوجائے تو کون روک سکتا ہے وہ نجات پا جائیں گے لیکن ان کے ساتھ سوءظن کا جرم مجھ پرباقی رہیگا۔ جب تک وہ معاف نہیں کرینگے میری بخشش نہیں ہوگی اس لئے اس سوءظن کوختم کردینا چاہیئے اگر یہ سوءظن بے محل اورخلاف واقعہ ہے تو بہت بڑاوبال ہے[1]۔ سوءظن میں عامۃً زبان پرقابونہیں رہتا اوران کے فیض سے

[1] انظر التکشف عن مھمات التصوف: ۱۵۴، ادارہ تالیفات اولیاء دیوبند، علامات شیخ کامل.

[1] یاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ ااجْتَنِبُوْا کَثِیْراًمِنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ سورۂ حجرات آیۃ: ۱۲/

ترجمہ:–اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچا کروکیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں (بیان القرآن)

محرومی تو یقینی ہے۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند۲۳/۳/۸۹ھ

روحانیت کا حاصل

سوال:- روحانیت اور حرام کاری ایک جگہ جمع ہوسکتی ہے یا نہیں، اگر جمع ہو سکتی ہے تو کیسے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

روحانیت سے غالبا یہ مراد ہے کہ اپنے نفس کا تزکیہ کرلیا جاوے، اور جسم کی خواہشات پر روح کو غلبہ حاصل ہوجاوے، ایسی حالت میں آدمی حرام کاری سے بہت بچتا ہے، مگر معصوم پھر بھی نہیں ہوجاتا، البتہ اگر کسی وقت ناجائز کام اس سے ہوجاوے تو وہ شرمندہ اور بےقرار ہوتا ہے، روتا ہے، خدا سے توبہ کرتا ہے، بغیر سچی توبہ کئے اسکو چین نہیں آتا۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند۳/۷/۹۶ھ

حج کے بعد ایک پیر سے بیعت ہوا جسکے حالات یہ ہیں اس کا حج باقی رہا یا نہیں؟

سوال:- بکر حج کر کے آیا اور وہ ایسے آدمی سے مرید ہوگیا جس آدمی کو نمازی پور کے علماء دین چند وجوہات کی وجہ سے کفر کا فتویٰ دے کر اس کو علیحدہ کر دیا ہے، اور اس کو

اپنے مرید کے دفتر سے نام کاٹ دیا، تو اب بکر کا حج برقرار رہا یا نہیں؟ اگر برقرار رہا تو ٹھیک کیا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر بکر نے خود اسلام کے خلاف کوئی ایسی چیز اختیار نہیں کی جس سے اس پر کفر کا حکم عائد ہو تو اس کا حج برقرار ہے، مگر بددین بےعمل خلاف سنت چلنے والے پیر سے مرید ہونا جائز نہیں، اس میں دین کی تباہی و بربادی ہے، ایسے شخص سے بیعت ہونا چاہئے جو بقدر ضرورت علم دین رکھتا ہو، اس کے عقائد قرآن وحدیث کے موافق ہوں، شریعت پر عمل کرتا ہو، متبع سنت ہو، دنیا کی محبت نہ رکھتا ہو، ہر کام میں نبی اکرم ﷺ کے طریقہ مبارکہ کی پیروی کرتا ہو، اور اخلاق فاضلہ سے مزین ہو، کسی متبع سنت بزرگ کی ہدایت کے ماتحت تزکیۂ باطن کر چکا ہو، اہل نسبت بزرگ کا اس پر اعتماد ہو اس کے پاس جانے سے اور اس کی باتیں سننے سے لوگوں کی اصلاح ہوتی ہو، دین کی رغبت زیادہ اور دنیا کی الفت کم ہوتی ہو، پھر انشاء اللہ تعالیٰ فائدہ ہوگا۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۹/۱۸ھ
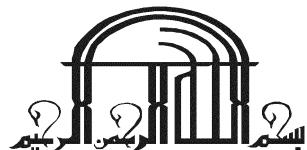
الجواب صحیح: بندہ نظام الدین

سید احمد علی سعید دارالعلوم دیوبند ۸۸/۹/۱۸ھ

مجالس صوفیاء اورانکے وظائف

ایک پیر صاحب کے وظیفے

سوال:- (۲) یہاں چندلوگ ایک فقیر کے مرید ہیں جن کا وظیفہ ہدایت یہ ہے کہ بعد نماز عشاء جہراً و سراً یہ کہتے ہیں کہ **انت الھادی انت الحق لیس الھادی الا ھُو** ۔ دوسرا وظیفہ یہ کہ **حسبی ربی جل اللّٰہ مافی قلبی غیر اللّٰہ نور محمد صلی اللّٰہ لاالٰہ الااللّٰہ** تیسرا وظیفہ **حسبی ربی کل نور** ہے۔

یامحمد یارسول اللّٰہ لاالٰہ الا اللّٰہ ان کے مریدین جن کو خلیفہ کہتے ہیں وہ فاسق و فاجر ہیں۔ کہتے ہیں کہ مجھے حالتِ بیداری میں بزرگان دین اولیاء کرام کی زیارت ہوتی ہے اور پیر صاحب عورتوں کو جماعت سے خود نماز پڑھاتے ہیں، روبرو بلاحجاب بٹھلا کر حلقہ کراتے ہیں اور مستورات بآواز بلند چیخ پکار کرتی ہیں اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ آج ہمارے حلقہ میں حضور اکرم ﷺ تشریف لائے ہیں یہ پیر صاحب قادری خاندان سے تعلق

رکھتے ہیں۔ان اوصاف کے حامل بزرگ کے بارے میں شریعت کیا کہتی ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

عورتوں کوذکر جہری کرانا جس سے ان کی آواز نامحرموں تک جائے اور وہ چیخ پکار کریں، نیز ان کو بے حجاب سامنے بٹھلا کرحلقہ کرانا سلسلہ قادریہ میں درست نہیں[1] اس سلسلہ کے امام حضرت سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ ہیں، شریعت کے پابند تھے خلافِ سنت امور سے بہت دور تھے مذکورہ طریقہ پرحلقہ کرنا ان کے طریقہ کو بدنام کرنا ہے۔ حدیث پاک کی مخالفت ہے داڑھی منڈانا حرام ہے۔ **یحرم علی الرجل قطع لحیته اھـ. درمختار ص ۲۶۱/ ج۵/**[2]

بیداری میں آنکھیں بندکرکے یاکھول کرجوزیارت ہوتی ہے وہ کشف کی ایک صورت ہے جس کیلئے نہ بزرگ ہوناضروری ہے نہ متقی ہونا بلکہ مسلمان ہونابھی ضروری نہیں[3] میری خودایسےلوگوں سے ملاقات ہوئی ہے جنھوں نے اپنے حالات ایسے بیان کئے ہیں۔بعض ہندواورسکھوں کوبھی ایسی صورت پیش آتی ہےکبھی دماغی تخیلات سے بھی ایسا

[1] ان صوت المرأة عورة الخ شامی کراچی ص ۳۶۹/ج۶/ کتاب الحظر والاباحة فصل فی النظر واللمس الخ، شامی کراچی ص ۴۰۶/ج ۱/ باب شروط الصلاة.

[2] الدرالمختار ص: ۲۶۱/ ج:۵/ کتاب الحظر والاباحة ،فصل فی البیع، مطبوعه نعمانیه دیوبند.

[3] واما التی تکون ای الخوارق للعادة التی توجد لاعدائه مثل ابلیس وفرعون والدجال مما روی فی الاخبار والآثار انه کان لهم فلانسمیها آیات ولاکرامات ولکن نسمیها قضاء حاجات لهم ای للاعداء من الاغبیاء اعم من الکفاروالفجار الخ شرح فقه اکبر ص۹۷،۹۸/ الفراسة ثلاثة انواع مطبوعه رحیمیه دیوبند.

ہوتا ہے۔ کبھی امراض سے بھی ہوتا ہے غرض خدائے پاک کی بارگاہ میں وہ چیزیں مقبول ہیں جو اتباع سنت کے ساتھ ہوں ورنہ مقبول نہیں اور اس کی حیثیت شعبدہ بازی ونظر بندی سے زیادہ نہیں۔ یہ بحث اس وقت ہے جب کہ اس شخص کو صادق مانا جائے۔

یارب! یااللہ! کی طرح یامحمد! یارسول! پکارنا درست نہیں، بالکل منع ہے[1] غرض ایسے حلقوں اور ایسے پیروں سے جدا رہنا چاہیے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴/۶/۸۷ھ

کیا بزرگوں سے رہبانیت ثابت ہے؟

سوال:- (۱) اسلام میں رہبانیت نہیں ہے تو عبدالقادر جیلانیؒ نے جنگل میں ۲۵/سال کیوں گذارے؟

(۲) کیا وہ حضرات اس سے مستثنیٰ ہیں؟

(۳) لوگ کہتے ہیں کہ چونکہ پچیس سال تک پیارے نبی ﷺ نے غار حراء میں عبادت کی اسلئے عبدالقادر جیلانیؒ نے ۲۵/سال جنگل میں گذارے ہیں کہاں تک درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) حضرت سید عبدالقادر جیلانی ہوں یا کوئی اور بزرگ ان پر کوئی کیفیت طاری ہوئی ہے جسکی وجہ سے وہ بے اختیار ہوگئے انھوں نے شرعی حکم قرار دیکر ایسا نہیں کیا۔

(۲) نہیں کوئی مستثنیٰ نہیں[2] حظوظِ نفسانیہ سے اگر کوئی شخص پرہیز کرتا ہے اس

---

[1] امدادالفتاویٰ ملاحظہ ہو ص ۳۸۵/ج ۵/مطبوعہ زکریا دیوبند،

[2] ان العبد مادام عاقلاً بالغاً لایصل الی مقام یسقط عنه الامر والنهی الخ شرح فقه اکبر ص ۱۴۹/ لایصل العبدالخ مطبوعه رحیمیه دیوبند.

اندیشہ کی بناء پر کہ معصیت کاارتکاب نہ ہوجائے تو یہ رہبانیت نہیں بلکہ تحصیل تقویٰ میں معین ہے[1]۔

(۳) مجھےاس کی تحقیق نہیں کہ انھوں نے یہ کیااوراسلئے کیا۔فقط واللہ سبحانہٗ اعلم

حررہٗ العبدمحمودگنگوہی عفااللہ عنہ

دارالعلوم دیوبند ۱۷/۵/۱۴۰۰ھ

ذکرجہری کاثبوت

سوال:—صوبہ بنگال میں کچھ ایسی وبا پھیلی ہوئی ہے جس سے دین کوزیادہ نقصان پہنچ رہا ہے یعنی جس آدمی نے صرف قرآن شریف ایک بار پڑھا ہے اس کوقرآنی اورمیانجی کہتے ہیں اوراردو کی ایک دوکتابیں جس نے پڑھی ہوں وہ منشی کہلاتا ہےاورجس نے منیہ یاقدوری پڑھی ہوں اس کومولوی کہتے ہیں اورجس نے مشکوٰۃ اور ہدایہ،جلالین شریف پڑھی ہوں اس کومولانا صاحب کہتے ہیں۔چونکہ صوبہ بنگال میں جہالت کاغلبہ ہے۔ان لوگوں کامزہ ہے۔کبھی کچھ دھوکہ کرتے ہیں اورکبھی کچھ اورلوگوں میں قسم قسم کے فسادات پیدا کرتے ہیں اللہ کی پناہ مثلاً یہ کہ اس اطراف کےلوگ پہلے شرک میں مبتلا تھے۔

نمازروزہ کا پتہ ہی نہیں تھارفتہ رفتہ اللہ کےفضل وکرم سےاورعلماءکرام کے وعظ و نصیحت کی برکت سے اکثرلوگ ہدایت کی طرف آئے اور ہندوستان سے بعضے بعضے پیروں

[1] هـذه الرهبانية التى اختارو ها ابتغاء رضوان الله لم تكن مذ مومة بدعة شرعية وانما كانت بدعة لغوية فلذا لم يذم عليها بل على عدم رعايتها (بيان القرآن مسائل سلوك ص ۱۱۱/۱۱، حديد ركوع ۴، ملاحظہ ہومعارف القران ص ۳۲۹/۸)

کا بھی آنا جانا ہوااورلوگ مرید ہوگئے پنجگانہ نماز باقاعدہ پڑھنے لگے اورذکرواذکارا کیلا اورحلقہ بناکرخفی وجلی کرنے لگے اب اس پران منشیوں اورمولویوں کو بہت حسد ہوا کہ اب تولوگ کچھ اچھا وبراحلال وحرام جاننے لگے ہم لوگوں کوتو مشکل ہوئی اس پراس حسد اوربغض کی وجہ سے شروفساد کرناشروع کردیا کہ ذکر جہری قطعاً حرام ہے اورسلسلہ چشتیہ وقادریہ میں داخل ہونے والا شیطانوں کی جماعت میں شرکت کرتا ہے اورداخل ہوتا ہے اورذکرجہری کرنے والوں کے پیچھے نماز نہیں ہوتی ہے نعوذباللہ میں نے ان کو بہت سمجھایا،بعضوں نے مان لیااوربعضوں نے انکارکردیااوریہ سب ان منشیوں اورمولویوں کی شرارت ہے لیکن پھربرائے تسلی واطمینان سہارنپوراوردیوبند کے علماء کرام سے جواب چاہتے ہیں اور مدلل جواب چاہتے ہیں حضرت یہ لوگ ذکرخفی کوجائز اورذکرجلی کوناجائز وحرام قراردیتے ہیں اس وجہ سے حضوروالا کی خدمت میں جواب قرآن وحدیث شریف سے چاہتے ہیں اورجوآدمی بزرگوں کی اعانت بیان کرتا ہے۔اسکا کیاحکم ہے تحریرفرمادیں اوراس استفتاء سے فساد کم ہوجائے گا۔انشاءاللہ تعالیٰ

الجواب حامداًومصلیاً

ونص الشعرانی فی ذکرالذاکرللمذکوروالشاکر للمشکور مالفظه واجمع العلماء سلفاء وخلفا علی استحباب ذکراللّٰه تعالیٰ جماعة فی المساجد وغیرهامن غیرنکیر الاان یشوش جهرهم بالذکر علی نائم او مصلٍ اوقاری قرآن کماهو مقررفی کتب الفقه اھ طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۸۵ ا[۱] وقد حرر المسئلة فی الخیریة وحمل مافی

[۱] طحطاوی علی المراقی مصری ص۲۵۸، فصل فی صفة الاذکار الواردة بعد الصلاة،

الفتاوی القاضی خاں علی الجهر المضر وقال ان هناک احادیث اقتضت طلب الجهر واحادیث طلب الاسرار والجمع بینهما بان ذلک یختلف باختلاف الاشخاص والاحوال فالاسرار افضل حیث خیف الریاء اوتأذی المصلین اوالنیام والجهر افضل حیث خلاممامذکر لانه اکثر عملا ولتعدی فائدته الی السامعین ویوقظ قلب الذاکر فیجمع همه الی الفکر ویصرف سمعه الیه ویطرد النوم ویزیدالنشاط اھ ردالمختار ص ۲۸۴ /۵[1]

عبارات مذکورہ سے معلوم ہوا کہ ذکر بالجہر بلا اختلاف جائز بلکہ مستحب ہے۔ البتہ کسی عارض کی وجہ سے ممنوع ہوجائے گا۔ مثلاً نمازیوں یا تلاوت کرنے والوں کواذیت ہو یا ریا کا خوف ہوتو ایسی حالت میں آہستہ ذکر نا چاہئے۔ سلسلہ قادریہ وچشتیہ کے اکابراہلِ بزرگ تھے اور ان میں بہت بڑے بڑے اہل اللہ اوراولیاء اللہ ہوئے ہیں اوراب بھی موجود ہیں۔ جوشخص یہ کہتا ہے کہ ان میں داخل ہونے والا شیطان کی جماعت میں شرکت کرتا ہے اور داخل ہوتا ہے اگر وہ ان کے اکابراور بزرگوں کے حسد کی وجہ سے کہتا ہے تو وہ خود شیطان ہے اور مردود ہے۔

اگران کے بعض افراد کے خلافِ شرع کام دیکھ کر کہتا ہے تب بھی اس کیلئے ایسا کہنا جائز نہیں۔ ایک دوشخص کے افعال قبیحہ کی وجہ سے تمام سلسلہ کوشیطان کی جماعت کہنا حرام ہے شخص مذکورکوتوبہ کرنا لازم ہے اور بزرگوں سے بدعقیدہ رہنا اوران کو برا کہنا خدائے تعالیٰ کے بڑے غصہ کا سبب ہے۔[2]

---

[1] (ردالمحتارنعمانیہ ص ۲۵۵ /ج ۵ /وشامی زکریاص ۵۷۰ /ج ۹ / کتاب الحظر والاباحة فصل فی البیع نیزشامی ص ۴۴۴ /ج ۱ /)

[2] عن ابی هریرةؓ انه صلی اللّٰه علیه وسلم قال عن اللّٰه تبارک وتعالیٰ مَنْ اَهَانَ وَلِيًّا فَقَدْبَارَزَنِیْ بِالْمُحَارَبَةِ وَفِی رِوَايَةٍ مَنْ عَادٰی لِیْ ...... **(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)**

بزرگوں کی ارواح کو عالم میں متصرف ماننا کہ جو کچھ دنیا میں ہوتا ہے، وہ سب بزرگوں کی ارواح کرتی ہیں اور خدا کے حکم کو کہیں دخل نہیں اوران سے مدد مانگنا کہ وہ ہماری آواز کو براہ راست سنتے ہیں اور ہماری مدد کرتے ہیں چاہے خدا کا حکم ہو یا نہ ہو مشرکانہ عقیدہ ہے اس سے بھی توبہ لازم ہے۔[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح۔ سعید احمد غفرلہٗ

صحیح عبد اللطیف ۱۹؍ربیع الاول ۵۸ھ

حضرت ابن مسعودؓ کی طرف سے ذکر جہری کی ممانعت

سوال:- کاٹھیاواڑ میں بعد نماز عشاء تمام مساجد میں روزانہ بادام وغیرہ پر درود شریف آیت کریمہ کا وظیفہ پڑھ کر پانی پر دم کر کے تمام مصلیان پیتے ہیں اور وظیفہ پڑھنے والے اور پانی نہ پینے والے کو برا جانتے ہیں۔ یہ بدعت ہے یا نہیں؟ اس بارے میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی وہ کونسی حدیث ہے جس میں آپ نے ذکر کرنے

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)......وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ (کتاب الزواجر ص ۸۸؍)

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا جس نے کسی ولی کی اہانت کی اس نے مجھکو لڑائی کی دعوت دی اور ایک روایت میں ہے کہ جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی میری طرف سے اس کے لئے جنگ کا اعلان ہے۔

(حاشیہ صفحہ ھذا) [1] ویکفر بقوله ارواح المشائخ حاضرة تعلم (مجمع الانهر ص ۵۰۵؍ج ۲؍ باب المرتدثم ان الفاظ الكفر انواع، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، ان ظن ان الميت يتصرف فى الامور دون الله تعالىٰ واعتقاده ذلك كفر (الشامى ص ۱۲۸؍ج ۲؍مطبوعه نعمانيه ،قبيل باب الاعتكاف)

06-Majalis-e-Soofiya

والی جماعت کو منع فرمایا ہے نیز بدعت کہا ہے۔ یہ حدیث کونسی کتاب میں ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

درود شریف کی ترغیب وتاکید قرآن کریم[1] اور حدیث شریف[2] سے ثابت ہے۔ یہ بڑی خیر و برکت اور سعادت کی چیز ہے، ہر مسلمان کو کثرت سے اس کا ورد رکھنا چاہیئے مگر اس کے لئے کوئی نئی صورت ایجاد نہیں کرنی چاہیے بلکہ قرون مشہود لہا بالخیر میں اس کا جو طریقہ تھا وہی اختیار کرنا چاہیے۔ ہر شخص تنہا اپنی اپنی جگہ پوری توجہ اور یکسوئی سے قلب کو حاضر کر کے اس تصور کے ساتھ پڑھا کرے کہ میری طرف سے یہ ہدیہ بذریعہ ملائکہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کیا جاتا ہے اور سرور عالم ﷺ اس سے مسرور ہوتے ہیں اور جواب ارشاد فرماتے ہیں، حق تعالیٰ جل شانہٗ بھی خوش ہو کر ایک درود کے بدلہ میں دس دس رحمتیں مجھ پر نازل فرماتے ہیں[3] سوال میں جو صورت درج ہے اس کا ثبوت ادلۂ شرعیہ سے نہیں ہے۔ پھر اس کا ایسا التزام کہ جو شخص اس کو اختیار نہ کرے اس

---

[1] یٰاَیُّهَاالَّذِیْنَ آمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا. سورۂ احزاب آیت ۵۶/

ترجمہ: -اے ایمان والو! تم بھی آپ ﷺ پر رحمت بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو (از بیان القرآن)

[2] عن ابی هریرة قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُهٗ وَمَنْ صَلّٰى عَلَيَّ نَائِیاً اُبْلِغْتُهٗ، مشکوة شریف ص۸۷/ باب الصلوة علی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، مسلم شریف ص۱۷۵/ج۱/ باب الصلوة علی النبی ﷺ بعد التشهد، بخاری شریف ص۹۴۰/ج۲/ کتاب الدعوات باب الصلوة علی النبی ﷺ

[3] عن ابی هریرة قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من صلی علی واحدة صلی اللّٰه علیه وسلم عشراً الخ مشکوة ص۸۶/ باب الصلوة علی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم.

کو برا جانتے ہیں۔ یہ تو اور بھی زیادتی کی بات ہے۔ اصرار کرنے سے تو مستحب بھی درجہ کراہت میں آجاتا ہے۔ **الاصرار علی المندوب یبلغهٗ الیٰ حدالکراهة**[۱] کسی کو چھینک آئے تو اس پر **الحمد لله** کہنا چاہئے ایک شخص نے **الحمد لله** کے ساتھ **والسلام علی رسول الله** بھی کہہ دیا، اس پر حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے فرمایا کہ میں بھی **الحمد لله والسلام علی رسول الله** کا قائل ہوں یہ بات حق ہے، مگر اس موقعہ پر حضور اکرم ﷺ نے اس کی تعلیم نہیں دی بلکہ صرف **الحمد لله** کی تعلیم دی۔

عَنْ نَافِعٍ اَنَّ رَجُلاً عَطَسَ اِلیٰ جَنْبِ ابْنِ عُمَرؓ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلیٰ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ ابْنُ عُمَرؓ وَاَنَا اَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ وَلَیْسَ هٰکَذَا عَلَّمَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَلَّمَنَا اَنْ نَقُوْلَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلیٰ کُلِّ حَالٍ ا ھ ترمذی شریف ص۹۸ / ج۲[۲]

یہ روایت کافی ہے حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کی حدیث کے متعلق کچھ مزید توضیح کریں تو حوالہ دیا جائے۔[۳] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۵/۳/۹۵ھ

۱؎ **سعایة ص۲۶۵ / ج۲ ا / فصل فی القراء ة مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور،**

۲؎ **ترمذی شریف ص۹۸ / ج۲ / باب مایقول العاطس اذعطس، وترمذی ص۱۰۳ / ج۲ / مطبوعه اشرفی دیوبند.**

ترجمه:- حضرت نافعؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص کو چھینک آئی جو ابن عمر رضی اللہ عنہ کے برابر بیٹھا ہوا تھا اس نے کہا الحمدللہ والسلام علی رسول اللہ اللہ کے لئے حمد ہے اور رسول اللہ ﷺ پر سلام ہو ابن عمرؓ نے فرمایا میں بھی کہتا ہوں الحمدللہ والسلام علی رسول اللہ، اللہ کے لئے حمد ہے اور رسول اللہ ﷺ پر سلام ہو۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے ہم کو اس کی تعلیم نہیں دی بلکہ ہم کو یہ تعلیم دی ہے کہ ہم الحمدللہ علی کل حال ہر حال میں اللہ ہی کے لئے حمد ہے کہیں۔ **(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)**

ذکر بالجہر

سوال:- کیاذکر بالجہر امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مکروہ ہے اگرایسا ہے توحنفی بزرگ اس کی کیوں اجازت دیتے ہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ذکر بالجہر بعض صورتوں میں بلاکراہت درست ہے بعض صورتوں میں مکروہ ہے۔ تفصیل ''سباحۃ الفکر''[۱] میں ہے جوعلماءاحناف ذکردوازدہ تسبیح وغیرہ کو بالجہر فرماتے ہیں وہ درحقیقت علاجاً ہے کہ اس سے قلب پرضرب لگتی ہے اورحرارت پیدا

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)

۳؎ عن ابن مسعودؓ انه اخرج جماعة من المسجد يهللون ويصلون على النبى صلى الله عليه وسلم جهراً وقال لهم ماراكم الامبتدعين الخ شامى زكريا ص ۵۷۰/ج۹/كتاب الحظر والاباحة فصل فى البيع.

(حاشیہ صفحہ ھذا)

۱؎ الباب الاول فى حكم الجهر بالذكر اعلم انهم اختلفوا فى ذلک فجوزه بعضهم وكرهه بعضهعم الخ (سباحة الفكر فى ا لجهر بالذكر ص ۴۲) عن ابن عباس ان رفع الصوت بالذكر حين ينصرف الناس من المكتوبة كان على عهد صلى الله عليه وسلم وقال ابن عباس كنت اعلم اذا انصرفوا بذلک اذاسمعته (بخارى شريف ص ۱۱۶/۱، تفسير مظهرى ص ۴۰۹/۳، فتاوى حديثية ص ۵۶/ ارشا دا لطالبين ص ۲۸، التكشف ص ۳۷/۵)

ترجمہ :-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ فرض نماز سے فراغت پر بلندآ واز سے ذکرکرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھا اورابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اسی سے جانتا تھا جب ذکر کی آ واز سنتا تھا جب وہ نماز سے فارغ ہوتے تھے۔

ہوتی ہے جو کہ اس راہ میں معین ہے اور جس کیلئے اس کی ضرورت نہیں اس کو جہر سے منع فرما دیتے ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ذکراللہ کا طریقہ

سوال:- پیر مذکورہ بالا اسم "ھا" کو لمبا کر کے پڑھنے کو کہتا ہے یعنی **اللہُ** الٹی پیش کے ساتھ استعمال کراتا ہے جس سے 'ھــو' نکلتا ہے لیکن ایک دوسرا عالم کہتا ہے کہ یہ طریقہ غلط ہے بلکہ صحیح **اللّٰہ** ہے جواب تحریر فرمائیں!

الجواب حامداً ومصلیاً

اس میں دونوں قول ہیں، قول ثانی اقرب ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کلمہ طیبہ کا مخصوص مقدار میں پڑھنا

سوال:- ایک شخص خود کو مذہباً حنفی کہتا ہے اور مذہب حنفی کے مطابق اس کے تمام عقیدے ٹھیک نظر آتے ہیں۔ مگر یہ شخص کہتا ہے کہ کلمہ توحید **لَا اِلٰــہَ الاّ اللّٰــہ محمد**

[1] اس اجمال کی تفصیل خود صاحب فتاویٰ نے اس طرح فرمائی کہ اللہ اسم ذات ہے 'ھوٗ' بھی اسماء الٰہیہ میں سے ہے ان دونوں کو الگ الگ کیا جاوے تو یہ دو نام ہو جاتے ہیں یک 'اللہ' ایک 'ھوٗ' اور اگر ایک نام رکھا جائے تو وہ مستقل لفظ نہیں بلکہ ہائے ہوز ہے 'ھوٗ اللہ'، کا لام کلمہ ہے ضیاء القلوب وغیرہ کتب تصوف میں اس کی تفصیل مذکور ہے اور صوفیا کے یہاں پاس نفاس کرایا جاتا ہے اس میں بھی یہ دو لفظ الگ الگ ہیں اندر سانس جاتے وقت میں الخ، (ضیاء القلوب ص ۱۱/تا ۱۳) کلیات امدادیہ ص ۹۵، ۹۶/طریق اسم ذات، طریق ذکر پاس انفاس کا، دارالاشاعت کراچی۔

رسول اللّٰہ بطورعبادت کے ہزار پانچ سودفعہ تسبیح پر پڑھنا جائزنہیں اور پڑھنے والے کو بدعتی کہتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ اگر بطورعبادت کے پڑھنے کا شوق ہے تو صرف کلمہ توحید **لااله الله** پڑھو، **محمد رسول الله** کو نہ ملاؤ علماءدین ان دوصورتوں میں سے جومطابق شرع ہومطلع فرمائیں۔ نیز یہ بھی کہتا ہے کہ اگر تصدیق رسالت کے لئے محمد رسول اللہ بھی پڑھیں تو جائز ہے۔

(۲) اور یہ شخص کہتا ہے کہ حدیث شریف میں کلمات کی تعداد کسی جگہ پرنہیں آئی جیسا کہ بعض کتب میں اول کلمہ دوم وسوئم وغیرہ مندرجہ ہے بلکہ کلمہ شہادت آیا ہےاور کہتا ہے کہ عبارت سب کلمات کی قرآن وحدیث کی ہے مگر رسول اللہ ﷺ نے تعداد اور نام کلمہ نہیں فرمایا آیادرست کہتا ہے یاغلط۔

(۳) قصداً تارک سنت مؤکدہ گنہگار ہوگا یانہ اور سزا قیامت میں کیا ملے گی۔

(۴) جس شخص کا ذکر (۱)(۲) میں لکھا گیا ہے کہ یہ بطورعبادت کے **لاالــه الا الـلـه محمد الرسول اللّٰه** پڑھنے کو منع بتلایا ہےاس کو پیش امام رکھنا جائز ہے یانہ جواب سے سرفرازفرمائیں۔فقط

الجواب حامداًومصلیاً

(۱) توحید باری تعالیٰ کا (**لاالـه الا الـلـه**) میں اقرار ہےاس کا ثواب مستقل ہےاور محمد رسول اللہؐ میں رسالت کا اقرار ہےاس کا ثواب مستقل ہےایک جزءکو پڑھنے سے اسی کا ثواب ملے گا جس کو پڑھا ہے دوسرے کانہیں ملے گا دونوں کو پڑھنے سے دونوں کو ثواب ملےگااور دونوں علیحدہ علیحدہ قرآن شریف میں مذکور ہیں[1] البتہ بعض دفعہ مشائخ کسی

[1] اللّٰه لااله الاهو الآیه سورۂ بقره آیت ۲۵۵/ سورۂ آل عمران آیت ۱/ سورۂ طٰهٰ آیت ۸/ محمد رسول اللّٰه الآیه سورۂ فتح آیت ۲۹/۔

خاص طریقہ سے کلمہ کا ذکر اپنے مریدین کے لئے تجویز کرتے ہیں اس میں ہر دفعہ **لاالـہ الـلہ** کے ساتھ محمد رسول اللہ کے پڑھنے کو بھی نہیں بتاتے بلکہ کچھ تعداد مقرر کرتے ہیں کہ اتنی مرتبہ **لاالـہ الا الـلہ** پڑھ کر ایک مرتبہ **مـحـمـد رسول الله** پڑھواس کو تجویز کرنے میں مخصوص منافع ہیں جن کو مشائخ جانتے ہیں اور وہ مخصوص منافع اس کے خلاف کرنے سے حاصل نہیں ہوتے[1] لیکن ثواب بہر صورت حاصل ہوتا ہے اور ایمان تازہ ہوتا رہتا ہے۔ لہٰذا اس کے عبادت ہونے کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔

(۲) جب کلمات قرآن شریف وحدیث شریف میں موجود ہیں تو بس اتنا کافی ہے۔ یہ ظاہر بات ہے کہ دوم، سویم و چہارم پنجم تو عربی کے الفاظ ہی نہیں بلکہ فارسی کے الفاظ ہیں نہ یہ لفظ قرآن شریف میں آئے نہ حدیث شریف میں البتہ ان کے مضامین کی رعایت سے یہ ترتیب ہے۔

(۳) ایسے شخص پر عتاب ہوگا اور اس کے لئے قیامت میں شفاعت سے محرومی کی وعید ہے۔ اور سنت ظاہرہ کو استخفافاً ترک کرے تو یہ کفر ہے[2]۔

(۴) بظاہر یہ شخص ناواقفیت سے ایسا کہتا ہے اسکو پورے طور پر مسئلہ سمجھا دیا جائے

---

[1] کمایستفادوحکمة السبع ان هذاالعددفیه برکة بالاستقراء الخ فتاویٰ حدیثیه ص ۲۷۵/ مطلب فی قوله صلی اللّٰه علیه وسلم اهریقوا علی سبع قرب الخ مطبوعه دارالمعرفة بیروت،

[2] وفی التلویح ترک السنة المؤکدة قریب من الحرام یستحق به حرمان الشفاعة لقوله ﷺ من ترک سنتی لم ینل شفاعتی (طحطاوی ص ۳۵/فصل فی سنن الوضوء، مطبوعه مصری ص ۱۵) وقد کفر الحنفیة من واظب علی ترک السنة استخفافا بها بسبب انها فعلها النبی صلی الله علیه وسلم زیاده الخ (شرح فقه اکبر ص ۱۳۸/مطبوعه مجتبائی دهلی)

اور معمولی چیزوں میں نزاع وفساد کرنا بہت بری بات ہے اس سے اجتناب لازم ہے۔امام کو بھی چاہیے کہ مسئلہ کسی عالم شخص سے باقاعدہ سمجھے اوراس پر کاربند رہے اور مقتدیوں کو بھی چاہئے کہ ذرا ذرا سی بات میں اختلاف پیدا نہ کریں۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف ۲۹ر شوال ۵۷ھ

کلمہ طیبہ اور کلمہ شہادت کا ثبوت

سوال:- ایک شخص خود کو حنفی مذہب بتلاتا ہے مگر یہ شخص کہتا ہے کہ حدیث شریف میں کلمہ شہادت آیا ہے جس کی عبارت یہ ہے۔اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ واَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ اللّٰه اور یہ کہتا ہے کہ کلمہ طیب قرآن وحدیث میں صرف اتنا آیا ہے۔ لاالٰه الا اللّٰه کہتا ہے کہ کلمہ طیب میں محمد رسول اللّٰه نہیں آیا۔کہتا ہے اگر آیا ہے تو مجھے بتاؤ کس جگہ آیا ہے اور کس کی روایت سے آیا ہے اور کس حدیث میں آیا ہے اور یہ شخص کلمہ طیب میں لاالٰہ الااللّٰہ کے ساتھ محمد رسول اللّٰہ ملاکر پڑھنے والے کو بدعتی بتلاتا ہے۔علماء دین از براہ کرم وشفقت کو پوری طرح سے یہ تحریر کریں کہ کلمہ طیب کے ساتھ میں محمد رسول اللّٰہ آیا ہے یانہیں اگر آیا ہے تو حدیث کتب وراوی مع صفحہ کے نام سے آگاہ کریں اور نہیں آیا ہے تو فرمادیجئے کہ کلمہ طیب کے ساتھ محمد رسول اللّٰہ کیوں ملایا گیا ہے اور اگر کلمہ شہادت ان تشهد ان لاالٰه الا اللّٰه وان محمداً رسول اللّٰه کے معنی اور لاالٰه الا اللّٰه محمد رسول اللّٰه کے معنی ایک ہی ہیں تو فرمایا دیجئے کہ ان تشهد وان کا لفظ جو حدیث میں آیا ہے۔وہ کیوں اڑائے گئے۔کیوں کہ اس شخص

نے سخت فتنہ برپا کردیا ہے اوربستی کے لوگ زمیندار اَن پڑھ بہت چکر میں پڑے ہیں اب احقر کا خیال ہے کہ علماء دین کی طرف سے جو جواب بموجب شریعت کے عنایت ہوگا اس شخص کواوربستی والوں کو پڑھ کر سنادیا جائے اورفتنہ کا خاتمہ ہوجاوے اور یہ شخص یہ کہتا ہے کہ میں کلمہ شہادت پڑھنے سے منع نہیں کرتا صرف کلمہ طیب میں **محمد رسول اللّٰہ** ملاکر پڑھنے کومنع کرتا ہوں۔

(۲) نیزاس شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یانہیں جس نے کلمہ طیب میں **محمد رسول اللّٰہ** ملانا بندکردیا ہے۔

الجواب حامداًومصلیاً

(۱) قریب ہی اس سوال کا جواب یہاں سے جاچکا ہے اب یہ دوبارہ آیا ہے پہلے صرف مسئلہ دریافت کیا تھا اب دلیل بھی طلب کی ہے۔قرآن شریف میں کلمہ طیب کے دونوں جزء علیحدہ علیحدہ مذکور ہیں **لاالٰہ الا اللّٰہ** سورہ **والصافات** پارہ **ومالی**[۱] میں مذکور ہے اور **محمد رسول اللّٰہ** سورہ **انافتحنا** پارہ **حٰم**[۲] میں ہے۔ حدیث شریف میں کلمہ طیبہ اورکلمہ شہادت دونوں موجود ہیں ۔کلمہ طیبہ کا پہلا جزء اورکلمہ شہادت دونوں موجود ہیں[۳] کلمہ طیبہ کا پہلا جزء اورکلمہ شہادت پورا اذان میں پانچوں وقت

---

[۱] سورۂ الصافات آیت ۳۵/.

[۲] سورۂ الفتح آیت ۲۹/.

[۳] اشھدان الا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لاشریک لہ وان محمداً عبدہ ورسولہ لایلقانی بھما احدیوم القیامۃ الاادخلہ الجنۃ علی ماکان فیہ (طس عنہ)ولھم (کنز العمال ص ۴۹/ج ۱/بخاری شریف ص ۶/ج ۱/ کتاب الایمان ،باب قول النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم بنی الاسلام الخ)

پڑھا جاتا ہے۔حضور ﷺ نے لفظ **ان تشہدان** کے ساتھ بھی تعلیم دی [۱] اور بغیر اس کے بھی کسی اور شخص نے تصرف کر کے نہیں اڑایا۔التحیات میں توحید ورسالت کی شہادت ہے۔ حدیث کی کتابوں میں مختلف صیغوں اورطریقوں سے توحید و رسالت کے اقرار کو بیان کیا گیا ہے۔ایک حدیث نقل کرتا ہوں جس کے روای

حضرت ابن عباسؓ ہیں۔**مکتوب علی العرش لا الہ الاالّٰلہ محمدرسول الّٰلہ. لاا عذب من قالها. اسمٰعیل بن الغافر الفارسی فی الاربعین عن ابن عباس** ؓ (کنزالعمال ص۱۵/ج ا [۲])

چار صفحات میں اس موقع پر کلمہ طیبہ اورکلمہ شہادت کے طریقے اور صیغے لکھے ہیں جس کا دل چاہے مطالعہ کرے۔

(۲)غالبًا یہ شخص ناواقفیت سے ایسا کہتا ہے اس کو نرمی سے سمجھا دیا جائے اور مسئلہ بتا دیا جائے کہ کسی عالم کے ذریعہ سے زبانی سمجھا دیا جائے ،فتنہ پیدا کرنا سخت گناہ ہے قرآن شریف میں آیا ہے۔وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّمِنَ الْقَتْلِ [۳] اس سے بچنا لازم ہے اوراس شخص کو توبہ لازم ہے۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح :سعید احمد غفرلہٗ صحیح :عبداللطیف ۶/ذیعقدہ ۵۷ھ

---

۱ **کمافی حدیث جبرائیل فقال یامحمد اخبرنی عن الاسلام قال الاسلام ان تشهد ان لااله الا الله الحدیث الخ (مشکوٰة شریف ص ۱۱/)مشکوة شریف ص ۸۵/باب التشهد.**

۲ **کنزالعمال ص۵۷/ج ۱/حدیث نمبر ۱۸۶/)**

۳ **سورۂ بقرہ آیت ۱۹۱/.**

ترجمہ: -اورشرارت قتل سے بھی سخت تر ہے۔(از بیان القرآن)

ذکر بالجہر آواز ملاکر کرنا

سوال:- بستی کے اندر ایک مسجد ہے اوراس مسجد میں کچھ آدمی مل کر ذکر بالجہر کرتے ہیں۔ذکر یہ ہے جو پیر صاحب نے بتارکھا ہے۔**سبحان الله ، الحمدلله، لاالٰہ الا الـلـــه** وغیرہ۔اوراس وقت کرتے ہیں جب عشاء کی نماز کے بعد نمازی نماز سے فارغ ہوکر چلے جاتے ہیں۔عشاء کی نماز سے تقریباً ۴۰/یا۴۵/منٹ کے بعد حلقہ والوں نے آواز بلند ذکر شروع کر دیا۔تواب آپ برائے مہربانی یہ تحریر کردیجئے کہ اگر کوئی نمازی پھرآجائے تواس کی ذمہ داری کس پر ہوگی؟ ایسے مل کر حلقہ کرنا یعنی ذکر بآوازِ بلند کرنا جائز ہے یانہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

فی نفسہ ذکراللہ بہت مبارک ہے۔قرآن کریم[۱] اورحدیث شریف[۲] میں اس کی کثرت سے ترغیب آئی ہے۔جوکلمات سوال میں مذکور ہیں انکی بڑی فضیلت وارد ہے،[۳] ان کو آہستہ اور جہر سے پڑھنا ہرطرح ٹھیک ہے،مگرمناسب یہ ہے کہ ان کوآہستہ پڑھا جائے اور

---

۱ اُذْکُرْ رَبَّکَ کَثِیْراً الآیۃسورۂ آل عمران آیت ۱۴۱/.
ترجمہ:-اپنے رب کوبکثرت یادکیجیو الخ ازبیان القرآن۔
وَاذْکُرْرَبَّکَ فِیْ نَفْسِکَ تَضُرَّعاً وَخِیْفَۃً الآیۃ سورۂ اعراف آیت ۲۰۵/
ترجمہ :-اوراے شخص اپنے رب کی یادکیا کراپنے دل میں عاجزی کیساتھ اورخوف کے ساتھ۔ (ازبیان القرآن)

۲ عَـنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ اَنَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سُئِلَ اَیُّ الْعِبادِ اَفْضَلُ وَاَرْفَعُ دَرَجَۃً عِـنْـدَ الـلّٰـہِ یَـوْمَ الْـقِیَـامَۃِ قَـالَ الـذَّاکِرُوْنَ اللّٰہَ کَثِیْراً وَّالذَّاکِرَاتِ الحدیث مشکوۃ شریف ص۱۹۸/باب ذکر اللّٰہ عزو جل .

۳ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلتَّسْبِیْحُ ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

انفرادی طور پر پڑھا جائے حلقہ کی صورت سے آواز ملاکر پڑھنے سے پرہیز کیا جائے۔ بسااوقات اس میں تان کی صورت پیدا ہوجاتی ہے۔اپنا اپنا الگ پڑھیں، اگر ایسے وقت کوئی نماز کیلئے آئے اور وہیں پڑھنا چاہے تو اس کوموقع دیا جائے تاکہ اس کی نماز میں خلل نہ آئے[۱]۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۱۲/۹۲ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۴/۱۲/۹۲ھ

محاسبہ

سوال:– محاسبہ کرنا چاہئے یانہیں؟ اگر کریں تو کیا کریں؟ اگر اسے جماعتی طور پر کریں تو کیسا ہے؟ بعض لوگوں کا خیال ہیکہ یہ بدعت ہے۔لہٰذا جواب سے نوازیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ہر شخص کو اپنے نفس کا محاسبہ کرنا چاہئے[۲] ہاں کوئی جاننے والا اگر کسی نہ جاننے والے

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)............نِصْفُ الْمِيْزَانِ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ يَمْلَأُهُ وَلَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ لَيْسَ لَهُ حِجَابٌ دُوْنَ اللّٰهِ حَتّٰى يَخْلُصَ إِلَيْهِ مشكوة شريف ص ۲۰۲/باب ثواب التسبيح.

(حاشیہ صفحہ ھذا) [۱] والجمع بينها بان ذالک يختلف باختلاف الاشخاص والاحوال فالاسرار افضل حيث خيف الرياء اوتاذى المصلين اوالنيام والجهر افضل حيث خلامما ذكر الخ شامى كراچى ص۳۹۸/۶، كتاب الحظروالاباحة فصل فى البيع،سباحة الفكر ص۲۷/مطبوعه لكهنؤ.

[۲] اعلم ان العبد كمايكون له وقت فى اول النهار يشارط فيه نفسه على سبيل التوصية بالحق،فينبغى ان يكون له فى آخر النهارساعةيطالب فيها النفس ويحاسبها على جميع حركاتها وسكناتها الخ احياء العلوم ص ۳۹۲/ج۴/ كتاب المراقبة والمحاسبة ،بيان حقيقة المحاسبة بعد العمل،مطبوعه مصرى.

کوسکھانے کے لئے اس کا محاسبہ کرے یا اپنے ماتحت اور زیر تربیت سے محاسبہ کرے تو اس کی بھی اجازت ہے۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۷/۲/۱۳۹۴ھ

وعظ سنتے وقت وظیفہ میں مشغولی

سوال:- کسی عالم کی تقریر کے وقت یا درس حدیث یا کسی دینی کتاب پڑھنے کے وقت اپنے وظیفہ یا کلمۂ سوم، استغفار درود شریف میں مصروف رہنا خلاف اولیٰ تو نہیں؟

الجواب حامداًمصلیاً

اس طرح نہ تو تقریر کا پورا فائدہ حاصل کرسکتا ہے نہ وظیفہ کی طرف پوری توجہ ہوسکتی ہے بلکہ دونوں کام ادھورے رہتے ہیں۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

اللہ اللہ کا ذکر ہونٹ اور زبان کی حرکت کے بغیر اور نماز

سوال:- اگر ہونٹ اور زبان نہ ہلے اسی طرح اللہ اللہ یا درود شریف یا اور کوئی اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ورد کرے یا استغفر اللہ وغیرہ پڑھے تو جائز ہے یا نہیں؟ پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

اسطرح بھی پڑھ سکتا ہے مگر نماز اسطرح پڑھنے سے ادا نہیں ہوگی[1]۔فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۵/۹۰ھ

[1] اکثر المشائخ علی ان الصحیح ان الجهر ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

شب برأت میں غروب آفتاب کے بعد چالیس دفعہ لاحول الخ کا ورد

سوال:- بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ غروب آفتاب کے بعد چالیس بار **لاحول ولاقوۃ الاّ باللّٰہ العلی العظیم** پڑھیں۔کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

لاحول و لاقوۃ الاّ بـاللـہ العلی العظیم بہت اعلیٰ ذکر ہے جو جنت وعرش کے مخصوص خزانہ سے عطا ہوا ہے[1] اس کی کثرت کرنا بہت مفید ہے کسی وقت بھی پڑھا جائے نافع ہے،غروب آفتاب کے بعد چالیس ۴۰؍مرتبہ کی قید احادیث صحیحہ سے ثابت نہیں۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

حلقۂ ذکر مخصوص ایام میں اوراس میں عورتوں کی شرکت

سوال:- بعض لوگ بالالتزام ہر پیراور جمعرات کواور کسی کے مرنے پر تیسرے

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)......حـقیـقته ان یسمع غیرہ والمخافتة ان یسمع نفسه وقال الھند وانی لاتـجـزیـه مـالـم تسـمع اذناہ ومن بقربه فالسماع شرط فیمایتعلق بالنطق باللسان والتحریمة والقراءۃ السریة والتشھد والاذکار الخ(مراقی الفلاح علی الطحطاوی ص ۱۷۶ ؍ مطبوعه مصری ،باب شروط الصلوۃ الخ)

(حاشیہ صفحہ ھذا) [1] ان رسـول اللّٰـه صـلی اللّٰه علیه وسلم قال الااعلمک اوالا ادلک عـلـی کـلـمة من تحت العرش من کنز الجنة ،تقول لاحول ولاقوۃ الاباللّٰـه الحدیث، الترغیب والترھیب للمنذری ص ۴۴۴ ؍ ج ۲ ؍ الترغیب فی قـول لاحول الخ مطبوعه مصر ،بخاری شریف ص ۹۴۸ ؍ ج ۲ ؍ کتاب الدعوات باب لاحول ولاقوۃ الاباللّٰه ،اشرفی دیوبند.

ساتویں اور چالیسویں دن راتوں میں حلقۂ ذکر منعقد کرتے ہیں اوراس میں عورتوں کوبھی مردوں کے ساتھ بلایا جاتا ہےاور بعض جگہ خودعورتیں (بوڑھی وجوان ہردوقسم) شریک ہوتی ہیں مردوں کے ذکر کو سننے کی غرض سے عین ذکر کے موقعہ پر چراغ گل کردیا جاتا ہےاور ذکر کے بعد کچھ شیرینی تقسیم ہوتی ہے کیا ایسے حلقوں میں عورتوں کوشرعاً بھیجنا درست ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

ذکراللہ کی ترغیب اورفضیلت قرآن وحدیث شریف میں بکثرت وارد ہےمگران ایام اورتاریخوں کی تعیین بےاصل ہےاس کوشرعی چیزقراردینا غلط ہےاور بدعت ہےاس پرالتزام کرنا غیرثابت کولازم قراردینا ہے جواحکام شرع میں تحریف ہے جوشرعاً مندوب ہووہ بھی اصرار والتزام سےمکروہ ہوجاتی ہے۔الاصرار علی المندوب یبلغه الی حدالکراهة اھ[۱] سباحة الفکر[۲] ردالمحتار. تنقیح الفتاویٰ الحامدیة[۳] کبیری شرح المنیة[۴] طیبی[۵] مرقاة[۶] وغیرہ میں یہ مضمون بعبارات مختلفہ موجود ہے پھرعورتوں کوایسے حلقوں میں شریک کرنا اورعین ذکر کے موقعہ پر چراغ گل کردینا مستقل مظنۂ فتنہ ہےاس کی ہرگزاجازت نہیں۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمودغفرلہٗ دارالعلوم دیوبند۲۴/۶/۹۴ھ

---

۱ سعایة ص ۲۶۵ / ج ۲ /الفصل فی القرآت طبع لاهور.

۲ سباحة الفکر ص ۲۷/.

۳ شامی زکریا ص ۲/۵۰۱، الوتروالنوافل مطلب فی کراهة النفل علی سبیل التداعی.

۴ حلبی کبیرص ۴۳۳/ قبیل فصل فیما یفسد الصلوة، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور.

۵ شرح الطیبی ص ۳۷۴/ ج ۲/ باب الدعافی التشهد الفصل الثانی ادارة القرآن والعلوم الإسلامیة.

۶ مرقات شرح المشکوٰة ص ۱۴ / ج ۲ / باب الدعاء فی التشهدطبع بمبئی،

آستانۂ شیخ کی تولیت

سوال:- کیا زید آستانۂ شیخ طریقت کا متولی وسجادہ نشین منتخب کیا جا سکتا ہے؟ جب کہ کوئی خلیفہ حیات نہ ہو۔ البتہ دوسرے مریدین حیات ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

زید کے شیخ طریقت کے آستانہ کی تولیت کے لئے کیا شرائط ہیں۔ اگر وہ شرائط زید میں ہوں تو وہ بھی متولی ہو سکتا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

دوسرے کے مرید کو اجازت دینا

سوال:- کیا خلیفۂ مجاز اور سجادہ نشین کو یا اپنے پیر بھائی کو خلافت نامہ دینا جائز

ہے یا اپنے پیر بھائی کے مرید کو اجازتِ بیعت دے سکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

خلیفہ جب کہ اپنے شیخ کی طرف سے اہلیت وصلاحیت کی بناء پر خلیفہ ومجاز ہے اوراس کے شیخ طریقت نے اس کواس کی اجازت دی ہے تو وہ بھی اجازت دے سکتا ہے، اپنی طرف سے اور اپنے شیخ کی طرف سے بھی۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

شیخ کی طرف سے بیعت واجازت

سوال:- کیا کوئی یہ تحریر کرسکتا ہے یا زبانی پڑھوا سکتا ہے کہ پیرومرشد شیخ طریقت کے دستِ مبارک پر بیعت کیا جاتا ہے؟ اور کیا اپنے شیخ کی طرف سے اجازت بیعت دے سکتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بعض مشائخ اپنے خلفاء اور معتمدین کو فرما دیتے ہیں کہ تم جسکو اہل سمجھو اس کو میری طرف سے اجازت دیدو تو انکی طرف سے بھی اجازتِ بیعت ہوسکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۲/۷/۱۶ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

بغیر اجازت وخلافت کے بیعت کرنا

سوال:- زید حضرت مولانا شاہ وصی اللہ کا مرید ہے مگر اب وہ کچھ کام بدعت

کے کرتا ہے۔ مثلاً قوالی سنتا ہے، گاگر اٹھاتا ہے۔ غرضیکہ عام بدعت جو ہر بریلوی خرافات کرتا ہے۔ مگر زید اب بھی اپنے کو دیوبندی کہتا ہے اور نہ زید کو خلافت ملی مگر مرید کرتا پھرتا ہے۔ کیا ان بدعات پر اس کو صحیح العقیدہ اہل سنت کہا جاسکتا ہے؟ کیا وہ مرید کرنے کا بھی حق رکھتا ہے؟ یا زید دعا تعویذ کا پیسہ لیکر کھا سکتا ہے۔ لہذا صحیح صورتِ حال جو ہووہ احادیث کی روشنی میں جواب سے نوازیں۔

الجواب حامداًومصلیاً

جب کہ اس کو اجازت بیعت حاصل نہیں ہے اور وہ بدعات میں مبتلا ہے اس سے بیعت ہونا درست نہیں ہے۔ کیونکہ بیعت کا مقصود اصلاحِ نفس اور تزکیۂ باطن ہے[1] شخص مذکور خود اصلاح کا محتاج ہے وہ کسی کی کیا اصلاح کرے گا۔ بلکہ جن غیر شرعی امور میں مبتلا ہے اس سے مرید ہونے والے بھی ان میں مبتلا ہوں گے اور بجائے اصلاح کے نفس میں خرابی پیدا ہوگی۔ جو شخص متبعِ سنت نہیں اور بدعات سے متنفر نہیں وہ دیوبندی مسلک پر نہیں۔ اگر وہ تعویذ جانتا ہے اور فریب نہیں کرتا ہے، تعویذ میں کوئی ناجائز بات نہیں کرتا ہے تو تعویذ کی اجرت اس کو لینا درست ہے[2]۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۰/۵/۲۴ ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

[1] لان الغرض من البيعة امره بالمعروف ونهيه عن المنكر وارشاده الىٰ تحصيل السكينة وازالة الرذائل واكتساب الحمائد الخ القول الجميل مع شرحه شفاء العليل ص ۱۴ / مطبوعه رحيميه ديوبند،

[2] استاجر ليكتب له تعويذاً لاجل السحر جازالخ درمختارعلى الشامى زكريا ص ۱۲۷ / ج ۹ / كتاب الاجارة، مسائل شتى،

بغیر اجازت شیخ بیعت کرنا

سوال:- اگر کوئی ایسا شخص جو کسی شیخ طریقت سے مجاز نہیں تو اس کیلئے یہ بات جائز ہے یا کہ نہیں کہ کسی کو اس طرح پر بیعت کر دے جس طرح پر کہ مشائخ طریقت بیعت کرتے ہیں اور اسکو اس طرح پر ذکر وغیرہ بتائے بعینہٖ جس طرح پر کہ مشائخ اپنے مریدین کو بتاتے ہیں یا صرف نماز یا روزہ چوری وزنا وغیرہ کے کرنے اور نہ کرنے کی بیعت لیں۔

بعض حضرات کہتے ہیں کہ یہ جائز ہے کسی کو بیعت کرنے کیلئے اس بیعت کرنے والے کا کسی شیخ طریقت سے مجاز ہونا ضروری نہیں لیکن اسکے اندر اشکال پیدا ہوتا ہے کہ اگر ایسا جائز ہوتو پھر اس زمانہ میں جیسا کہ بہت سارے غلط قسم کے پیر بغیر کسی نسبت شیخ کے قائم ہونے کے عوام کو بیعت کرتے رہتے ہیں ان کو تو یہ ایک سہارا ہوگا کہ علماء نے اسکو جائز کہا ہے۔ دیگر اور بھی مفاسد اس سے پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ نیز کتب تصوف سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ راہ تصوف میں کام کرنا ہو تو بیعت کا ہونا ضروری ہے۔ ورنہ شیطان اغوا کر کے کہیں سے کہیں لے جائیگا۔ جیسا کہ تصوف کی کتاب ترجیح الجواہر المکیہ میں ہے۔

جس سے کسی کے ہاتھ پر بیعت ہونا ضروری معلوم ہوتا ہے اور ایک ایسا شخص جو اگر چہ عالم ہی ہو اور سنت کا متبع بھی ہو مگر راہ سلوک کے اندر کسی شیخ طریقت کے تحت رہ کر محنت ومشقت اٹھا کر اس کی کیفیت وحقائق سے مطلع نہیں ہوا ہو اور اس راہ کی جملہ گھاٹیوں سے واقف نہیں ہوا ہو اس کے لئے یہ جائز ہوسکتا ہے یا نہیں کہ کسی کو بیعت کر لے اور اس راہ کی تصلیح دے بندہ کو یہ اشکال ہے۔ براہ کرم مسئلہ کی حقیقت سے بندہ کو مطلع فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔ نیز حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشادات شیخ الاسلام میں اور مولانا تھانویؒ نے اپنے رسائل تعلیم الدین میں غیر اجازت یافتہ لوگوں

کوکسی کو بیعت کرنے سے سختی سے منع فرمایا ہے۔

الجواب حامداًومصلیاً

مسلمانوں کے لئے عقائد حقہ، اخلاق فاضلہ اعمال صالحہ کی تحصیل ضروری ہے اور صرف درجہ علم تک اسکا جاننا یا سمجھنا کافی نہیں بلکہ ان سے متصف وآراستہ ہونا اور اس میں ملکۂ قویہ اور کیفیت کا حصول نہایت قابل اہتمام ہے۔ اس دور میں استعدادیں اتنی ضعیف ہیں کہ بغیر شیخ کامل محقق سے رابطہ قویہ قائم کئے اصلاح نہیں ہوتی۔ اخلاق رذیلہ کی اصلاح نہیں ہوتی اور اس کو احسان اور استحضار نہیں اس کی صحبت اور بیعت سے دوسروں کو یہ چیز کیسے میسر آئیگی۔ ایسے شخص کا شیخ بن کر دوسروں کو بیعت کرنا اپنے کو منافع تربیت واصلاح کے ثمرات سے خود محروم رہنا اور طالبین کے لئے وصول الی الحق سے سدراہ بننا ہے۔ شیخ کامل کی علامت التکشف[1] وغیرہ میں مذکور ہے۔ تربیت کے طرق ضیاء القلوب[2]، تربیۃ السالک[3] وغیرہ میں مبسوط ہیں۔[4] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۶/۷/۸۵ھ

دوسرے پیر سے خلافت قبول کرنا

سوال: -اگر کسی ایک سلسلہ میں خلافت مجاز عطا ہوئی تو پھر دوسرے سلسلے کے

---

[1] التکشف ص ۱۵۳/ ادارہ تالیفات اولیاء دیوبندعلامات شیخ کامل۔

[2] ضیاءالقلوب، مصنفہ حضرت حاجی امداداللہ صاحبؒ۔

[3] تربیۃ السالک، مصنفہ حضرت تھانویؒ۔

[4] فقیہہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہی قدس سرہٗ کی تربیت الطالبین بھی اس موضوع پر انتہائی مفید ہے۔

پیر کی طرف سے بھی خلافت عطا ہوتو کیا خلافت لے سکتے ہیں؟اس کی کیا ضرورت ہے ؟ کیا ایک سلسلہ سے خلافت کافی نہیں ہوتی ؟

الجواب حامداًومصلیاً

اصل مقصود تو خلافت نہیں ہے اوراس کیلئے جدوجہد بھی نہیں چاہئے کہ اسمیں مشیخیت کی طلب ہے جو کہ راہِ سلوک کے خلاف ہے تاہم کوئی بزرگ اگر اجازت وخلافت دیں خواہ دوسرے سلسلے کے کیوں نہ ہوں تو انکے اخلاص وشفقت کے پیش نظر قبول کر لینا چاہئے مگر ان سے نہ طلب کی جائے نہ دل میں اس کی خواہش ہونی چاہئے ۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

اپنے مرشد کی طرف سے اجازت دینا

سوال:- اگر کوئی مرشد صاحب اپنے وقت آخر کسی خلیفہ کو ہدایت کرے کہ میرے فلاں مرید کا سلوک مکمل ہونے کے بعد ان کو میری طرف سے خلافت دیدینا۔یعنی وہ مرشد صاحب جو بعد کو وصال کر گئے ان کی طرف سے خلافت ہوسکتی ہے؟ جو بزرگ وصال کر گئے ان کا خلیفہ کہلائے گا یا جس نے خلافت دی ان کا خلیفہ ہوگا؟ ہمارے سلف کا کیا طریقہ رہا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

(۳)اس کی بھی نظیریں موجود ہیں کہ ایک طالب کی اصلاح کی مگر استحکام کا انتظار رہا کہ مرشد کا وقت آ گیا تو اپنے خلیفہ سے کہہ دیا کہ استحکام ہونے پر میرے بعد تم فلاں شخص کو اجازت وخلافت دیدینا وہ اجازت بھی میری طرف سے ہوگی ۔اس صورت

میں ایسے شخص کو اصل مرشد کا خلیفہ کہا جائے گا مگر بالواسطہ۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ایضاً

سوال:- اگر کسی مرشد نے اپنے کسی خلیفہ کو یہ ہدایت نہیں کی کہ میرے فلاں مرید کو میری خلافت دینا تو کیا مرشد کے انتقال کے بعد بغیر ہدایت وحکم مرحوم کے مرید کو ان کا خلیفہ بنایا جا سکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مرشد جب کسی کی تربیت کے بعد اس کو خلیفہ بناتے ہیں تو خلافت دینے کیلئے بھی بناتے ہیں مرید کرنے کیلئے بھی بناتے ہیں۔ اب یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ میرے لوگوں میں سے جس کو اہل سمجھو میری طرف سے خلافت دیدینا۔ اس لئے وہ بھی مرشد ہی کا خلیفہ شمار ہوتا ہے مگر بالواسطہ۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ایضاً

سوال:- کوئی خلیفہ اپنے مرید کو یا کسی دوسرے پیر بھائی کے مرید کو (ایک ہی سلسلہ کے) اپنے مرشد کی طرف سے خلافت دے سکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس کی بھی نظیریں ہیں[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] مطلب یہ ہے کہ یہ بھی درست ہے۔

حاجی صاحب کے پیر اور خلفاء

سوال:- حضرت حاجی امداداللہ صاحب مہاجر مکیؒ کے پیرومرشد کا کیا نام تھا؟ حاجی صاحب عرس، فاتحہ، ایصال ثواب، میلادوقیام کے متعلق کیا عقیدہ رکھتے تھے؟ ان کے کتنے خلفاء تھے؟ ان میں کون کون اکابرومشاہیر خلیفہ ہوئے ہیں، ان کے کیا عقائد تھے؟

الجواب حامداًومصلیاً

حضرت حاجی امداداللہ صاحب مہاجر مکیؒ کے پیرومرشد کا نام حضرت نور محمد جھنجھانوی نوراللہ مرقدہٗ ہے[1]، فیصلہ ہفت مسئلہ اور اسکے ضمیمہ میں لکھا ہے[2]، کہ یہ افعال فی نفسہٖ مباح ہیں اور قیود زائد ہیں، یعنی قابل ترک ہیں، حضرت حاجی امداداللہ صاحب کے بہت سے خلیفہ تھے، ضیاءالقلوب میں حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہیؒ اور حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کے متعلق بہت اونچے کلمات فرمائے ہیں، اور اپنے متعلقین کو نصیحت ووصیت فرمائی ہے کہ ان دونوں کو میری جگہ سمجھیں، اگر یہ مجھ سے بیعت نہ ہوتے تو میں ان سے ہوتا، مگر معاملہ برعکس ہوگیا کہ وہ پہلے بیعت ہوگئے، انکے فتویٰ اور حکم سے باہر نہ جائیں[3]۔

---

[1] ضیاء القلوب ۱۰۲/مع تصفیه.

[2] هفت مسئله پهلامسئله مولودشریف ص ۳/دوسرا مسئله فاتحه مروجه ص ۶/ تیسرا مسئله عروس ص ۸/ مطبوعه کانپور،

[3] مولوی رشید احمد سلمہٗ ومولوی محمد قاسم صاحب سلمہٗ را کہ جامع جمیع کمالات علوم ظاہری وباطنی اند بجائے من فقیر راقم اوراق بلکہ بمدارج فوق از من شمارند اگرچہ بظاہر معاملہ برعکس شد کہ اوشاں بجائے من ومن بمقام اوشان شدم (ضیاءالقلوب ص ۱۰۱/مترجم) وصیت ونصیحت آمیز کلمے، طبع رحیمیہ دیوبند۔

ترجمہ:- مولوی رشید احمد صاحب سلمہ اور مولوی محمد قاسم صاحب سلمہٗ کو جو تمام کمالات ظاہری اور باطنی کے جامع ہیں، میری جگہ بلکہ مجھ سے بلند مرتبہ سمجھیں اگرچہ ظاہر میں معاملہ برعکس ہے کہ میں ان کی جگہ پر اور وہ میری جگہ پر ہیں۔

حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کے متعلق ایک جگہ لکھا ہے کہ میرے سلسلے کے فخر ہیں[۱]، حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے متعلق بھی بہت تعریف واعتماد کے الفاظ مذکور ہیں[۲]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۱۰/۱۴۰۰ھ

کیا خلافت دینے کے لئے مرید ہونا ضروری ہے؟

سوال:- خلافت دینے کیلئے مرید کرنا ضروری ہے؟ یا خلافت دینے والے کا ہی مرید ہونا ضروری ہے؟ یا اپنے کسی پیر بھائی کے مرید کو بھی خلافت دی جاسکتی ہے (ایک ہی سلسلہ کے) کسی دوسرے سلسلہ کے بھی مرید کو بغیر مرید کئے خلافت دے سکتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر تزکیۂ باطن کرلیا اور احسان وحضور کی کیفیت حاصل ہوگئی تو اس کو بھی اجازت دے سکتے ہیں مرید ہونا رسمی طور پر لازم نہیں البتہ مرید ہونے سے نفع زیادہ ہوتا ہے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

املاہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۷/۱۴۰۶ھ

---

۱ **تذکرۃ الخلیل ص ۳۵۳/ مطبوعہ اشاعت العلوم سہارنپور، بعنوان کمالات وکرامات.**

۲ حضرت حاجی صاحبؒ نے حضرت والا سے بار بار فرمایا کہ بس تم پورے پورے میرے طریق پر ہو اور جب کوئی تحریر یا تقریر دیکھنے یا سننے کا اتفاق ہوتا تو فرماتے جزاکم اللہ تم نے بس میرے سینہ کی شرح کردی (اشرف السوانح، باب سیزدہم، شرف بیعت واستفاضۂ باطنی، مکتبہ تالیفات اشرفیہ تھانہ بھون) حضرت حاجی صاحبؒ، ان مسائل کو دیکھ کر بہت مسرور ہوئے اور لکھوا بھیجا کہ انشاء اللہ تم سے مسلمانوں کو بہت نفع پہنچے گا۔ (اشرف السوانح ص ۱۹۱/ج ۱)

شیخ کا نافرمان کیا سجادہ نشین بننے کا مستحق ہے؟

سوال:- خلفاء اورورثاء میں ہروہ شخص جواپنے پیرومرشد کا نافرمان مزید برآں وصیت کے خلاف دستِ تصرف دراز کرکے اورحق تلفی کرکے خودساختہ ہر چیز کا مالک ومنتظم کاربھی بن بیٹھا وہ صحیح معنوں میں سجادہ نشین کہلانے کا مستحق ہے کہ نہیں اوراس سے بیعت درست ہے کہ نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

خلافت اوربیعت کرنے کا مستحق وہ ہے جس کے اخلاق رذیلہ کی اصلاح ہوگئی ہو اوراخلاقِ فاضلہ اوراعمالِ صالحہ میں رسوخ رکھتا ہو۔متبع سنت اوراحکام شرع کا پابند ہو۔ اوراس کے شیخ محقق نے اس پراعتماد کیا ہوکہ یہ صاحبِ نسبت ہے[1] اس کے ساتھ تعلقِ اصلاح کرنے سے اخلاق واعمال کی اصلاح ہوکر کیفیت احسان حاصل ہوتی ہو۔حبِّ مال وحب جاہ سے خالی ہو،ورنہ جیسا کہ پیرہوگا ویسے اثرات مرید میں پیدا ہوں گے۔فاللّٰہ خیر حافظا.

---

[1] مرید شدن از آں کس درست است کہ دران پنج شرط متحقق باشد شرط الول علم کتاب وسنت داشتہ باشد، شرط دوم:- آنکہ موصوف بعد الت وتقوی باشد واجتناب از کبائر وعدم اصرار برصغائر نماید، وشرط سوم:- آنکہ بے رغبت از دنیا وراغب در آخرت باشد، شرط چھارم:- آنکہ امر معروف ونھی از منکر کردہ باشد وشرط پنجم آنکہ از مشائخ ایں امر گرفتہ باشد وصحبت معتد بھا ایشاں نمودہ باشد، فتاویٰ عزیزی ص ۱۰۴/ ج ۲/ مسائل متفرقہ، مطبوعہ رحیمیہ دیوبند،

تنبیہ:- اس طرح مبہم سوالات کر کے جوابات کو کسی خاص شخص پر منطبق کرنا بسا اوقات غلط ہے اور موجب فتنہ بھی ہوتا ہے، جس کی ذمہ داری سائل پر ہوتی ہے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱؍۳؍۹۱ھ

مرید ہونے کیلئے سند کی ضرورت

سوال:- زید پابند صلوٰۃ وصوم بھی ہے۔ تقریباً چالیس بیالیس سال سے علانیہ طور پر سلسلۂ بیعت قادری مسلک میں جاری کئے ہوئے ہے۔ زید جن بزرگ سے خود کو بیعت بتاتا ہے وہ زید کے پیر مرشد وشیخ طریقت سلسلۂ عالیہ قادریہ چشتیہ نقشبندیہ سہروردیہ میں خلافت حاصل کئے ہوئے تھے۔ زید کا یہ قول مصدقہ ہے کہ وہ شیخ طریقت کی صحبت میں بچپن سے رہا۔ تعلیم وتربیت بھی شیخ طریقت کے پاس پائی۔ شیخ طریقت کے آستانہ وخانقاہ کی طرح آستانہ وخانقاہ قائم کی، مسجد تعمیر کرائی، مدرسہ قائم کیا۔ مگر زید کے پاس شیخ طریقت مذکور سے حاصل کردہ کوئی سند نہیں۔ بقول زید وہ ضائع ہوگئی ہے۔ لہٰذا کیا زید کو شیخ طریقت کا مرید تسلیم کیا جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جب زید کہتا ہے کہ میں فلاں بزرگ سے مرید ہوں تو بلا وجہ اسکی تکذیب کیوں کی جائے اور یہ قول کوئی شرعی حکم نہیں جس کا تسلیم کرنا واجب ہو، ایک شخص اپنے ایک حال کی خبر دیتا ہے، آثار سے وہ صادق معلوم ہوتا ہے۔ تو سچ مان لیا جائے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

خلافت، وصیت، خائن، فاسق، فاجر کسے کہتے ہیں؟

سوال:- شرع شریف میں خلافت اور وصیت کی کیا حقیقت ہے اور خائن اور فاسق و فاجر کسے کہتے ہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

خلافت کسی کو اپنا جانشین بنانا[1] مثلاً کوئی صاحب نسبت بزرگ اپنے کسی مرید کی تربیت واصلاح کر کے اسکو اپنے قائم مقام بنادیں کہ ان سے بیعت ہوکر اپنی اصلاح کرایا کرو اور طریقۂ تربیت سکھا کر فرمادیں کہ بجائے میرے تم اصلاح کیا کرو۔ وصیت کسی مال میں کسی تصرف کیلئے ہدایت دینا کہ میرے انتقال کے بعد یہ تصرف کیا جائے[2] مثلاً میرے ذمہ نماز، روزہ، حج باقی ہے فدیہ دیا جائے یا حج بدل کرایا جائے ''خائن'' جو شخص امانت کی حفاظت نہ کرے اس میں بے جا تصرف کرے[3] ''فاسق'' جو کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرے[4]۔

---

[1] الخلافة الامارة والنيابة عن الغير (قواعد الفقه، الرسالة الرابعة التعريفات الفقهيه ص ۲۸۰/ اشرفی بکڈپو دیوبند.

[2] الوصية اصطلاحا: الامر بالتصرف بعد الموت اوالتبرع بالمال بعده (معجم المصطلحات والالفاظ الفقهيه ص ۴۸۳/ ج۳/ طبع دار الفضيلة القاهره)

[3] الخون:- ان يوتمن الانسان فلاينصح خانه خوناً وخيانةً وخانةً ومخانة واختانه فهو خائن (القاموس المحيط ص ۱۳۰/ ج۲/ طبع دار عالم الكتب سعوديه)

[4] الفسوق شرعاً الخروج عن طاعة الله بارتكاب كبيرة قصداً والاصرار على صغيرة بلاتاويل (قواعد الفقه، الرسالة الرابعة التعريفات الفقهيه ص ۲ ۱ ۴/ اشرفی بکڈپو دیوبند.

''فاجر'' کا درجہ اس سے بڑھ کر ہے۔ جو کھلم کھلا بے دھڑک بڑے بڑے گناہ کرتا ہو[۱]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

تمباکو کے تاجر کو اجازت بیعت

سوال:- زید بکر کے یہاں پیری مریدی ہوئی ہے۔ زید بوجہ ضعیفی اپنے اہل تعلق میں سے دو صاحبان کو دستار بندی کر کے اجازت دینا چاہتے ہیں۔ ہر دو صاحبان اللہ اللہ کرنے والے ہیں اور تمباکو نوشیدنی اور خوردنی کی تجارت کرنے والے ہیں۔ کیا ان صاحبان کو اجازت دے سکتے ہیں اور چوڑی کی تجارت بھی کرتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر ان کو اللہ پاک نے اخلاق فاضلہ اعمال صالحہ نسبت احسانیہ سے نوازا ہے اور استحکام پیدا ہو گیا ہے تو ان کو مجاز بنانا درست ہے۔ تمباکو خوردنی ونوشیدنی کی تجارت حرام نہیں ہے، ناپسند ہے بدبو کی وجہ سے[۲] یہ ایسی چیز نہیں کہ اس کی وجہ سے ایک اہل کو محروم کیا جاوے چوڑیوں کی تجارت بھی فی نفسہٖ جائز ہے۔ مگر اہل خانہ کو پردہ لازم ہے ان کو تاکید کی جائے کہ وہ پردہ میں رہ کر کام کریں بے پردگی سے خوش رہنا جائز نہیں جو شخص صاحب نسبت ہوگا وہ کبھی ناجائز چیز سے خوش نہیں رہ سکتا ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۵/۶/۲۵ھ

---

۱ فاجر: هو المنبعث فی المعاصی والمحارم (لسان العرب ص ۴۶/۵، بیروت)

۲ فیفهم منه حکم النبات الذی شاع فی زماننا المسمی بالتتن فتنبه وقد کرهه شیخنا العمادی فی هدیته الحاقاله بالثوم والبصل. الدر المختار علی الشامی نعمانیه ص ۲۹۶/۵ / قبیل کتاب الصید، شامی کراچی ص ۴۶۰/۶ / کتاب الاشربة،

﴿منکرات تصوف﴾

پیر کا نام بطور وظیفہ پڑھنا اور مرید سے نذرانہ لینا

سوال:- پیر صاحب کا نام بطور وظیفہ لینا کیسا ہے؟ نیز پیر صاحب کا مریدین سے نذرانہ لینا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

وظیفہ کے طور پر پیر صاحب کا نام لینا جائز نہیں[1] مرید اگر خوشی سے ہدیہ پیش کرے اور وہ حلال مال کا ہوتو اس کا دل خوش کرنے کیلئے قبول کرنا درست ہے اسکی مرضی کے خلاف بطور ٹیکس کے اس سے نذرانہ وصول کرنا جائز نہیں حرام ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

[1] ان الناس قد اکثروا من دعاء غیر اللّٰہ تعالیٰ من الاولیاء الاحیاء منهم والاموات وغیرهم (الی قوله) وقدعده اناس من العلماء شرکاً (روح المعانی ص۱۲۸/۶، سورۂ مائدہ آیت ۳۵/ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المصطفائیہ) **(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر صفحہ)**

پیراپنا نذرانہ لیتا ہے اور مریدین کی اصلاح نہیں کرتا

سوال:- ریاست کشمیر میں ہر ایک خاندان کے پیر صاحب صدیوں سے مقرر ہیں۔ بعضے بعد عرصہ ایک سال بعض سال میں چند دفعہ مرید کے گھر میں آ کر خورد ونوش کرتے ہیں اور کچھ شب گذار کر اس مرید سے ہدیہ حاصل کر کے واپس جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں مرید پیر صاحب سے اسلام کی کوئی بات پوچھتے ہی نہیں۔ سال بھر عمر بھر مریدین بے نماز کسب حرام خور ہو کر رہتے ہیں۔ اور یہ پیر اپنا مقرر کردہ ہدیہ لیتے رہتے ہیں۔ اس کمائی کا کیا نام ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

پیر کسی بزرگ متبع سنت صاحب سنت کو بنایا جاتا ہے۔ اور پیر بنانے کا مقصد یہ ہے کہ مرید کے نفس کی اصلاح ہو، حرام کاموں سے توبہ کرے، شریعت کا ہر حکم مانے، فرائض وواجبات کا اہتمام کرے، اپنی پوری زندگی کو سنت کے مطابق بنائے۔[۱] پیر کے ذمہ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [۲] ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام ومایوخذ من الدراھم وشمع والزیت ونحوھا الی ضرائح الاولیاء الکرام تقرباً الیھم فھو بالاجماع باطل وحرام (الدرالمختار مع الشامی ص ۲/۴۳۹، البحرالرائق ص ۲/۲۹۸، طحطاوی ص ۱/۵۷۱ مصری) نیز حدیث شریف میں ہے لایحل مالُ امْرِءٍ الا بطیب نفْس منه .مشکوة شریف ص ۲۵۵، باب الغصب والعاریه، طبع یاسر ندیم.

ترجمہ:- کسی کا مال اس کے دل کی خوشی کے بغیر حلال نہیں۔

(حاشیہ صفحہ ھذا) [۱] فالتصوف عبارة عن عمارة الظاھر والباطن اما عمارة الظاھر فبالاعمال الصالحة واما عمارة الباطن فبذکر اللّٰہ وترک الرکون الی ماسواہ وکان یتیسر ذالک للسلف بمجرد الصحبة (اعلاء السنن ص ۱۸/۴۳۸، کتاب الادب والتصوف، مطبوعه کراچی)

مرید کی اصلاح وتربیت واجب ہے۔ اگر مرید حرام کاموں میں مبتلا ہے اور پیر سب کچھ جانتا ہے مگر مرید کی اصلاح نہیں کرتا ہے اور اس کو حرام کاموں سے نہیں روکتا ہے اور مرید حرام کاموں سے نذرانہ دیتا ہے۔ اور پیر جان بوجھ کر اس کو قبول کرتا ہے تو وہ پیر حرام خور ہے۔ اپنا فریضہ نہیں ادا کرتا ہے۔ اس طرح مرید کی ہرگز اصلاح نہ ہوگی[1] حرام روپیہ پیر کو دینے سے مرید کو ثواب نہیں ہوگا[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررۂ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مریدوں سے ہدیہ لینا

سوال: — مرید سے روپیہ پیسہ وغیرہ لینا پیر کے واسطے درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر مرید بطیب خاطر دیتے ہیں جائز ہے اور اگر جبراً دیتے ہیں تو ناجائز ہے **اذلا یجوز لاحدمن المسلمین اخذ مال احد بغیر سبب شرعی عالمگیری** ص ۸۷۷ ر ج ۲ ر[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررۂ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۵۵/۲/۱۹ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۲ ر صفر ۵۵ھ

---

[1] دیکھئے التکشف ص ۱۵۳ ر علامات شیخ کامل، ادارہ تالیفات اولیاء دیوبند،

[2] شامی زکریا ص ۲۱۹/۳/ باب زکاۃ الغنم، مطلب فی التصدق من المال الحرام،

[3] عالمگیری کوئٹہ ص ۱۶۷/۲، کتاب الحدود فصل فی التعزیر.

ترجمہ: - کسی مسلمان کے لئے کسی کا مال بغیر سبب شرعی کے لینا جائز نہیں۔ البحر الرائق ص ۴۱/ ج۵، فصل فی التعزیر، مطبوعہ الماجدیہ کوئٹہ،

پیر صاحب کا دعوائے الوہیت

سوال:- کوئی پیر کہے کہ مرید اگر مجھے خدا سمجھ کر مان رہا ہے تو میں اس کے نزدیک خدا ہوں۔ تو ایسا شخص جو پیر کو خدا کہے گنہگار ہوگا یا نہیں؟ اور اس پر راضی ہونے والا کس گناہ کا مرتکب ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ شرک ہے۔ نہ مرید کا پیر کو خدا سمجھنا درست ہے، نہ پیر کا مرید کو اس کی تعلیم دینا یا اس سے راضی ہونا درست ہے۔ ایسی حالت میں دونوں مشرک ہوں گے۔[1] ایسے پیر سے بے تعلق ہونا لازم ہوگا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ایک پیر صاحب کے حالاتِ تصوف

سوال:- ایک عالم نے پارسال گاؤں میں آ کر تصوف کا بہت بڑا مدرسہ کھولا ہے اس میں مریدوں کا نام لکھ کر داخل کرتے ہیں اور روزانہ مریدوں کا نام پکارا جاتا ہے اور حاضری اور غیر حاضری کا نشان لگایا جاتا ہے سال میں دو مرتبہ ایک مرتبہ

[1] کما یستفاد ولو قال من خدایم علی وجه المزاح یعنی خود آیم فقد کفر الخ، عالمگیری کوئٹه ص ۲/۲۶۲ ، الباب التاسع فی احکام المرتدین یکفر او جعل له شریکا الخ، هندیه کوئٹه ص ۲/۲۵۸ ، الباب التاسع فی احکام المرتدین، رجل قال مر ابر آسمان خدا است وبرزمیں تو یکون کفراً (فتاوی قاضی خان علی الهندیة کوئٹه ص ۳/۵۷۸، کتاب السیر، باب مایکون کفرا من المسلم ومالایکون، مطلب ومن الفاظ الکفر بالفارسیة،

سات دن اوردوسری مرتبہ پانچ دن مدرسہ کھولا جاتا ہے۔ مجموعہ بارہ دن سال میں اپنے مریدوں کوتصوف کی تعلیم دیتے ہیں اورایصال ثواب کی مجلس کرتے ہیں اوروعظ کرتے کراتے ہیں، اورعلم تصوف کو بلاضرورت فرضِ عین بتاتے ہیں۔ علم شریعت بدون معرفت مکمل نہیں ہوتا ہے اورمریدوں سے حسبِ مقدوررو پیہ، پیسہ، چاول، گھانس، بکری، مرغی وغیرہ لے کرمریدوں اوردوردراز کے وعظ سننے والوں کوکھلاتے ہیں بچے ہوئے روپیہ میں سے کچھ غریبوں کودیتے ہیں اورکچھ آمدورفت کی بابت پیرصاحب لے لیتے ہیں،عوام کوشبہ ہوتا ہے کہ پیرصاحب نے بہت اچھی تجارت بنائی ہے۔ ہیئت کذائی کے ساتھ تصوف کی تعلیم دیناشرعاً جائز ہے یانہیں بینوا توجروا.

الجواب حامداًومصلیاً

آپ نے روپیہ کمانے اورتجارت کرنے کا طریقہ توسب لکھ دیا۔لیکن یہ نہیں لکھا کہ وہ تصوف کی کیاتعلیم دیتے ہیں تاکہ اسکے جواز وعدم جواز پرغورکیا جاتا اورمعلوم ہوتا کہ ایساتصوف فرض عین ہے یانہیں اوربغیرایسی معرفت کے علم شریعت مکمل ہے یاغیرمکمل۔ جو روپیہ پیسہ مریدوں سے لیتے ہیں وہ اگرتوبہ کرانے کا معاوضہ ہے تب توحرام ہے[1] اگرمرید

[1] حدیث نوزدهم.عن الاحنف بن قیس فی حدیث طویل قال قلت لابی ذرماتقول فی هـذه الـعطاء قال خذه فان فیه الیوم معونة فاذا کان ثمنا لدینک فدعه، اخرجه الشیـخـان (التـکشف ص۷ ۱ ۵، عـادة قبـول هـدایا از اهل اموال، مطبوعه ادارة تـالیـفـات اولیـاء دیوبند) ولاتصح الاجارة لاجل الطاعات درمختار، علی الشامی کراچی ص۵۵/۶، کتاب الاجارة، مطلب فی الاستیجار علی الطاعات،

ترجمہ :-حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ سے حدیث طویل میں ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوذررضی اللہ عنہ سے عرض کیا،آپ اس عطیہ کے بارے میں کیافرماتے ہیں۔فرمایالےلو اسلئے کہ اسمیں آج معونت (مدد) ہےپس جب یہ تیرے دین کاثمن بن جائے پھراسکوچھوڑ دو۔

اپنی خوشی سے بطور ہدیہ پیش کرتے ہیں تو اس میں گنجائش ہے۔ وعظ سننا، سنانا جائز بلکہ ثواب ہے بشرطیکہ اس میں خلاف شرع کوئی شئ نہ ہو۔ ایصالِ ثواب بھی اچھی بات ہے لیکن اسمیں اگر تاریخ وغیرہ کا تعین مثل عُرس کے ہو اور کسی ہیئت خاصہ غیر ثابتہ کا التزام ہو۔ جیسے کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ وغیرہ پڑھا یا مزار پر چڑھاوا چڑھایا جاتا ہو غیر اللہ کی نذر مانی جاتی ہو یا وہ مجلس غنا مزامیر، رقص وسرود وغیرہ منکرات پر مشتمل ہو یا یہ مجلس ریا اور فخر کیلئے کی جاتی ہو پھر شرعاً ناجائز ہے اور ممنوع ہے[1] اسکا ترک کرنا واجب ہے اسمیں شرکت گناہ ہے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۱/۵/۶۰ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفر لہٗ　　صحیح عبد اللطیف ۲۱/۵/۶۰ھ

پیر کا بخشش کروانا

سوال:- کیا پیر اپنے مرید کی بخشش کرا سکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اللہ کی اجازت سے کرا سکتا ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفر لہٗ دار العلوم دیوبند

---

[1] واقبح منه النذر بقراءة المولد فی المنابر مع اشتماله علی الغناء واللعب وایهاب ثواب ذلک الی حضرة المصطفیٰ صلی اللّٰه علیه وسلم (الشامی نعمانیه ص ۱۲۸/ ج ۲/) قبیل باب الاعتکاف،

[2] مَنْ ذَالَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ الأیة (سورۂ بقره آیت ۲۵۵)

ترجمہ:- ایسا کون شخص ہے جو اسکے پاس سفارش کر سکے بدون اسکی اجازت کے (بیان القرآن)

ایک پیر کے مخلوط حالات

سوال:- علاقۂ کشمیر ضلع مظفرآباد میں ایک شخص بدعویٰ پیری آیا ہوا ہے اپنا سلسلہ نقشبندی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ علمی قابلیت میں عربی میں خلاصہ کیدانی بھی نہیں پڑھا ہے البتہ اردو میں تحریر وتقریر جانتا ہے وعظ ونصیحت کرتا ہے جو کہ مطابق شرع ہوتی ہے لباس عالمانہ پہنتا ہے صرف شملہ چھوڑتا ہے۔ داڑھی مطابق شرع ہے۔ ڈھول وغیرہ سے اعراض کرتا ہے اسی طرح منکرات سے بچنے کے لئے خوب وعظ کہتا ہے۔ بایں ہمہ اوصاف جدھر جاتا ہے ایک مرید کے ہاں قیام کرتا ہے۔ مسجد محلّہ میں باجماعت نماز کمتر پڑھتا ہے اگر چہ وہ دس قدم پر ہی کیوں نہو بلکہ اپنے جائے قیام پر مریدوں کے ساتھ باذان واقامت ادا کرتا ہے لوگوں کو بلا بلا کر مرید کرتا ہے کوئی شخص مرید نہو تو خود نرم زبانی سے قابو میں لاتا ہے ورنہ کسی معتبر مرید کے ذریعہ اس کو زیر کرتا ہے جب ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں کو جاتا ہے تو خود گھوڑے پر سوار ہوتا ہے اور دوسرے مریدوں کو ہدایت کرتا ہے کہ وہ آگے پیچھے ذکر جہریہ کرتے چلیں۔ مٹی پر بیٹھنا پسند نہیں کرتا عموماً کرسی یا چوکی پر بیٹھتا ہے بعض اوقات خود کسی کرسی پر بیٹھ کر ذکر کراتا ہے جس مرید کے مکان میں اقامت اختیار کرتا ہے اس کے گھر کی مستورات میں بے پردہ بیٹھتا ہے۔ ہندوؤں کے ساتھ بہت تعلق رکھتا ہے ہمیشہ ان کے ساتھ مجلس کرتا ہے ان کے پاس جاکر ریڈیو۔ گراموفون۔ باجے سے بھی کبھی کبھی شغل کرتا ہے اس کے یہاں مراتب کا خاص خیال ہے یعنی غریبوں کو اتنی عزت نہیں جتنی امیروں کی کرتا ہے۔ مریدوں سے نقد جنس وصول کرتا ہے لیکن اللہ کی راہ میں کچھ نہیں خرچ کرتا۔ غذا عمدہ پرتکلف کھاتا ہے معمولی خوراک کھاتا ہی نہیں اس کا اثر یہ ہے کہ مرید کچھ مدت تک ذکر وشریعت کے پابند رہتے ہیں۔ بے نماز، فاسق، فاجر، اور ریش

تراشوں تک کو مرید کر لیتا ہے۔ مریدوں کو مجمع عام میں لے جا کر کہتا ہے کہ منہ کو بند کر کے، ''اللہ'' دل میں اور ''ہو'' کو دم کے ساتھ ناک سے نکالیں مرید ایسا کرتے ہیں اور دو تین منٹ میں بدحواس ہو کر اچھلنے کودنے لگتے ہیں۔ یہاں تک کہ بے خود ہو جاتے ہیں۔ بدحواسی میں اللہ اور 'ہو' کا تلفظ صحیح ادا نہیں ہوتا اسی طرح شور و شر کر کے گر جاتے ہیں۔ اگر نماز پڑھنا ہوتا ہے تو بلا تازہ وضو کئے نماز ادا کرتے ہیں۔ اسی حالت میں جب پیر کوئی شعر پڑھتا ہے تو تمام مجلس رقص میں آ جاتی ہے۔ پیر اسے ذکر قلبی مطابق سلسلۂ نقشبندیہ کہتا ہے جن مریدوں پر اثر نہیں ہوتا پیر انہیں سنگدل کہتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ ایسے شخص کو پیر بنانا جائز ہے یا نہیں اگر نہیں تو مریدوں کو بیعت توڑ دینی چاہیئے۔ نیز اس ذکر کو مطابق سلسلۂ نقشبندیہ کہنا درست ہے یا نہیں جن مریدوں پر اثر نہیں ہوتا اس کی وجہ کیا ہے اور بلا تجدید وضو نماز ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

گراموفون وغیرہ سننا[1] اور رقص کرنا[2] بلا عذر شرعی جماعت مسجد ترک کرنا[3] دنیا داری

---

[1] تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو: حکم سماع گراموفون (امداد الفتاوی ص ۲۴۶ ج ۴، مطبوعہ زکریا دیوبند)

[2] قوله ومن يستحل (الرقص قالوا بكفره) المراد به التمايل والخفض والرفع بحركات موزونة كمايفعله بعض من ينتسب الى التصوف وقد نقل فى البزازية عن القرطبى اجماع الائمة على حرمة هذا الغناء وضرب القضيب والرقص قال ورأيت فتوى شيخ الاسلام جلال الملة والدين الكرمانى ان مستحل هذا الرقص كافرالخ (الشامى نعمانيه ص۳/۳۰۷، مطلب فى مستحل الرقص، باب المرتد.

[3] عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَمِعَ الْمُنَادِیْ فَلَمْ یَمْنَعْهُ مِنْ اِتِّبَاعِهٖ عُذْرٌلَمْ تُقْبَلْ مِنْهُ الصَّلٰوةُ الَّتِیْ صَلّٰی هَا قِیْلَ وَمَا الْعُذْرُقَالَ خَوْفٌ اَوْمَرَضٌ اخرجه ابوداؤد ص ۸۱، كتاب الصلوة، باب التشديد فى ترك الجماعة، سعد بكڈپو ديوبند، (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

08-Munkirat Tasaowuf

کی وجہ سے تواضع کرنا[۱] امور خلاف شرع اورنا جائز ہیں۔ حدیث وفقہ سے ممانعت ثابت ہے، وعظ ونصیحت اورامر المعروف ونہی عن المنکر ،تلقین ذکرخواہ اسم ذات کا ذکر ہوخواہ نفی اثبات کا شرعاً درست ومستحسن ہے[۲] خلاف شرع میں کسی پیر کی اطاعت جائز

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) (ف) آج کل بعض دریشوں کا جماعت کی نماز کا مطلق اہتمام نہیں ہے یہ حدیث ان کی اصلاح کرتی ہے الخ ،التکشف عن مهمات التصوف ص ۵۷۷، اصلاح اهتمام جماعت، مطبوعه اداره تالیفات اولیاء دیوبند،

ترجمه :-حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا جس شخص نے منادی (موذن کی اذان) کوسنااوراس کواس کے اتباع سے کوئی عذر بھی مانع نہیں تھا (پھر بھی اس نے نماز باجماعت ادانہیں کی) تواس کی نماز جواس نے پڑھی مقبول نہیں عرض کیا گیاعذر سے کیامراد ہے۔ارشادفرمایا۔خوف یامرض۔

(حاشیہ صفحہ ھذا) ۱ ملاحظه هو. مَنْ تَوَاضَعَ لِغَنِيٍّ لِاَجَلِ غِنَاهُ ذَهَبَ ثُلُثَادِيْنِهٖ البيهقى فى الشعب من حديث الحسن بن بشر (المقاصدالحسنه ص ۴۰۸/ مطبوعه عباس احمد الباز مكه مكرمه، كشف الخفاء ص ۲/۲۴۱، مطبوعه داراحياء التراث العربى بيروت)

ترجمه :-جوشخص کسی مالدار کے سامنے اس کی مالداری کی وجہ سے تواضع کرتا ہے اس کا دوتہائی دین جاتا رہتا ہے۔

۲ عن تميم الدارى اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ الدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ قُلْنَا لِمَنْ قَالَ لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهٖ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَتِهِمْ وَاَمْرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهْيُهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ الخ (مسلم شريف مع النوى ص ۵۴/ ج ۱/كتاب الايمان باب بيان الدين النصيحة، مكتبه بلال ديوبند)

ترجمه :-حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت نبی اکرم ﷺ نے ارشادفرمایا کہ دین خیرخواہی کا نام ہے،ہم نے عرض کیا کس کے لئے ارشادفرمایا اللہ کے لئے ،اس کی کتاب کے لئے ، اس کے رسول کے لئے ، ائمہ مسلمین کے لئے اورعام لوگوں کے لئے اوران کوبھلی باتوں کاحکم کرتااوران کوبری باتوں سے روکنا۔

نہیں[۱] شیخ کامل کی علامات ''التکشف عن مهمات التصوف''[۲] میں درج ہے اور تصوف کا مطالعہ کیجئے۔ پیر کامل کی بہت بڑی علامت یہ ہے کہ اسکے تعلق کے بعد روز بروز اللہ پاک کی محبت اور اتباع سنت میں ترقی ہو اور گناہوں سے نفرت[۳]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

ایک پیر صاحب کے خلافِ شرع حالات

سوال:- یہاں ایک فقیر آئے ہیں جو نامحرم عورتوں کو لے کر اپنے ساتھ بیٹھتے ہیں اور ان عورتوں سے اپنے ہاتھ پیر دبانے کی خدمت بھی لیتے ہیں، وہ عورتیں فقیر کی قدم بوسی کرتی ہیں۔ فقیر کہتے ہیں کہ اس کے بغیر مریدین فیضیاب نہیں ہوتے۔ فقیر اور ان کے اصحاب محلّہ کی مسجد میں جماعت کے اندر شریک نہیں ہوتے۔ حالانکہ مسجد اور مکان کے درمیان دو تین منٹ کی مسافت ہے۔ وہ لوگ کہتے ہیں کہ تمام مسجد ناپاک ہے۔ کراسین تیل سے بتی جلتی ہے۔ فقراء اور انکے اصحاب نہایت سخت آواز سے ذکر کرتے ہیں اور یا شیخ

---

[۱] عن النواس بن سمعان قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاطَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ رواه فی شرح السنة (مشکوٰۃ شریف ص ۳۲۱/ کتاب الامارۃ مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند)

ترجمہ:- حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت نہیں۔

[۲] التکشف عن مہمات التصوف ص ۱۵۴/ علامات شیخ کامل، مطبوعہ تالیفات اولیاء دیوبند،

[۳] حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ شیخ کامل کی علامات میں سے ایک یہ ہے کہ اس کی صحبت میں چند بار بیٹھنے سے دنیا کی محبت میں کمی اور حق تعالیٰ کی محبت میں ترقی محسوس ہوتی ہو۔ تربیت السالک ص ۱۰/ ج ۱/ مطبوعہ کراچی،

عبدالقادر کہہ کر پکارتے ہیں اور اثناء ذکر خوب زوروشور سے زانو پر ہاتھ مارتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ طریقہ قادریہ اور چشتیہ کا ہے۔ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

حضرت نبی اکرم ﷺ نے عورت کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر مرید نہیں کیا[۱]۔ کسی نامحرم کے ساتھ تنہائی میں بیٹھنے سے منع فرمایا ہے[۲]۔ جماعت کی نماز سنت مؤکدہ ہے واجب کے درجہ میں ہے۔ بلاعذر شرعی ترکِ جماعت شرعاً بہت مذموم ہے اور اسکی عادت ڈالنا قبیح ہے اور نفاق کی علامت ہے اس سے آدمی مردود الشہادۃ ہوجاتا ہے[۳]، ذکر میں چیخ چیخ کر بڑے پیر کو پکارنا، تالی بجانا غلط طریقہ ہے، حضرت شیخ شہاب الدینؒ نے عوارف المعارف[۴] میں اس

---

۱ فی حدیث عائشہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھا. وَاللّٰہِ مَامَسَّتْ یَدُهٗ یَدَامْرَأَۃٍ قَطُّ فِی الْمُبَایَعَۃِ. متفق علیہ (مشکوٰۃ شریف ص ۳۵۴/باب الصلح شرح مسلم للنووی ص ۱۳۱/ج۲/ کتاب الامارۃ باب کیف بیعۃ النساء مطبوعہ بلال دیوبند، التکشف ص۱۰۷/ج۵/ احکام القرآن للکاندھلوی ص ۵۹/ج۵/)

ترجمہ:- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث پاک میں ہے! قسم بخدا! آنحضرت ﷺ کے دست مبارک نے بیعت کرتے ہوئے کبھی کسی عورت کے ہاتھ کو مس نہیں فرمایا۔

۲ عَنْ عُمَرَ بْنِ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لَا یَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَۃٍ اِلَّا کَانَ ثَالِثُھَا الشَّیْطَانُ رواہ الترمذی (مشکوٰۃ شریف ص ۲۶۹/باب النظر الی المخطوبۃ، کتاب النکاح، طبع یاسر ندیم دیوبند)

ترجمہ:- حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کا ارشاد عالی نقل فرمایا کبھی کوئی مرد کسی عورت کیساتھ تنہائی نہیں کرتا مگر شیطان ان میں تیسرا ہوتا۔

۳ والجماعۃ سنۃ موکدۃ للرجال (الدرالمختار علی الشامی نعمانیہ ص ۱/۳۷۱، قال فی شرح المنیۃ والاحکام تدل علی الوجوب من ان تارکھا بلاعذر یعزروترد شھادتہ (الشامی نعمانیہ ص ۱/۳۷۱، باب الامامۃ)

۴ عوارف المعارف مترجم ص ۲۱۱/حصہ اول بائیسواں باب الخ مطبوعہ لکھنؤ.

پر کلام کیا ہے۔ جو پیر متبع سنت نہ ہو وہ خود پیر کا محتاج ہے، وہ اس لائق نہیں کہ کوئی اس سے مرید ہو۔ کوئی طالبِ حق اپنے آپ کو خراب نہ کرے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۸۹/۲/۵ھ

اپنے پیر پر جھوٹا مقدمہ چلانا

سوال:- ایک مرید کا تعلق اپنے پیر سے کیسا ہونا چاہیے۔ ایک شخص اپنے بڑے بھائی سے مرید ہے اور ان کے خلاف جھوٹا مقدمہ چلاتا ہے اور پیر کے خلاف حلفیہ جھوٹا الزام لگاتا ہے اور پیر کے خلاف جھوٹی گواہی دیتا ہے لوگوں کے کہنے پر جواب دیتا ہے کہ ہم نے بھائی پر مقدمہ چلایا ہے۔ پیر پر نہیں۔ یہ مرید کا قول کہاں تک درست ہے۔ اس صورت میں مرید فاسق وفاجر ہے یا نہیں؟ اور محبت پیر سے باقی ہے یا نہیں؟ اور مرید کے ہاتھ پر بیعت جائز ہے یا نہیں؟ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

مرید کا تعلق پیر سے ایسا ہونا چاہئے کہ وہ اپنے ذہن میں اعتقاد رکھے کہ اصلاحِ نفس اور تزکیۂ باطن کے لئے مجھے سب سے زیادہ فائدہ میرے پیر سے پہنچے گا[1] اور میں اپنے پیر کی ہدایت پر عمل کرنے سے اپنے مولیٰ جل شانہٗ کی معرفت حاصل کرسکوں گا اور دنیا کی محبت ورغبت کم ہوکر آخرت کی رغبت زیادہ ہوگی اور حضرت رسول مقبول ﷺ کی محبت واطاعت حاصل ہوگی، پیر کی ہدایت پر عمل نہ کرنے سے نفس کی اصلاح نہیں ہوگی فیض نہیں

[1] پیر خودر ادر حق خود از دیگران انفع داند (ارشاد الطالبین ص ۱۷)
ترجمہ:- اپنے پیر کو اپنے حق میں دوسروں سے انفع جانے (ارشاد الملوک ص ۹)

پہنچے گا[۱] جو حالات مرید کے سوال میں لکھے گئے ہیں اس میں کوئی بات ایسی نہیں جس کا حکم مخفی ہو۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ یہ باتیں جھوٹا الزام، جھوٹا مقدمہ، جھوٹا حلف نہایت مذموم، قبیح، ممنوع، معصیت، کبیرہ گناہ[۲] فسق ہے۔ پھر مرید کی تاویل کہ بھائی پر مقدمہ چلایا ہے پیر پر نہیں بالکل لغو ہے اس تاویل سے یہ چیزیں جائز نہیں ہو جائیں گی۔

کسی غیر شخص بلکہ غیر مسلم کے ساتھ بھی یہ معاملہ جائز نہیں بلکہ حرام ہے[۳] اگر اس نے پیر کے لحاظ سے نہیں کیا بلکہ بھائی پر جھوٹا مقدمہ قائم کیا ہے تو کیا یہ جائز ہے۔ حدیث پاک میں بڑے بھائی کو باپ کے درجہ میں قرار دیا گیا ہے[۴]۔

تنبیہ : بیعت ہونے سے پہلے پیر کی خوب جانچ کر لی جائے کہ وہ

---

۱ محبت پیر فرض ست کہ او بہ نیابت پیغمبر موصل ست بخدا تعالیٰ و محبت او (ارشاد الطالبین ص ۱۷)

ترجمہ :- پیر کی محبت فرض ہے اسلئے کہ وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت کے ذریعہ خدا تعالیٰ اور اس کی محبت تک پہنچانے والا ہے۔

۲ (برمرید واجب ست کہ) در احتمال امر وانتہا از مناہی او کوشش بلیغ نماید و دائما در طلب رضای او باشد ہمیشہ آگاہ باشد کہ از خود حرکتی سرنزند کہ موجب ناخوشی او شود الخ (ارشاد الطالبین ص ۱۶)

ترجمہ :- مرید پر واجب ہے کہ شیخ کے حکم کے بجالانے اور اس کی منع کی ہوئی چیزوں سے رکنے میں پوری پوری کوشش کرے اور ہمیشہ اس کی خوشنودی کی طلب میں رہے اور ہمیشہ آگاہ رہے کہ کوئی ایسی حرکت نہو جائے جو اس کی ناخوشی کا سبب ہو۔

۳ الغيبة ذكر الانسان فى غيبة بمايكره واصل البهت ان يقال له الباطل فى وجهه وهما حرامان نووى على مسلم ص ۳۲۲/ ج ۲/ كتاب البر والصلة، باب تحريم الغيبة، مطبوعه مكتبه بلال ديوبند.

۴ الاكبر من الاخوة بمنزلة الاب (كنز العمال ص ۴۶۶/ ج ۱۶/ حديث ص ۴۵۴۷۲/ مطبوعه مؤسسة الرسالة بيروت)

بیعت کے قابل ہے بھی یا نہیں اس کی علامات فتاوی عزیزیہ[1] وغیرہ میں درج ہیں۔ بہر حال شخص مذکور کیلئے اپنے بھائی پیر سے فیض کا دروازہ تو بند ہو گیا ہے اور بیعت بھی برائے بیعت رہ گئی حقیقۃً باقی نہیں رہی، واقعات کو صحیح صحیح بیان کرنا سائل کی ذمہ داری ہے سائل کے بیان سے ہی جواب مرتب ہوتا ہے۔ اگر واقعات اس کے خلاف ہوں گے تو جواب بھی کچھ اور ہوگا۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۷/۹/۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۹/۷ھ

بزرگوں کے اس عمل کا اتباع جو کتاب وسنت کے خلاف ہے

سوال:- دینی امور میں صرف بزرگوں کے عمل کو اہمیت دینی چاہئے یا قرآن وسنت کو معیارِ حق تصور کیا جائے کیونکہ مطالعہ میں ہمارے بعض بزرگوں کے عمل ایسے بھی آجاتے ہیں کہ وہ باتیں سراسر طریقۂ سنت سے متصادم نظر آتی ہیں تو ایسے موقعوں پر بزرگوں کے عمل کو حجت مانا جائے یا قرآن وسنت پر عمل کیا جائے کیونکہ باقتضائے بشریت بزرگوں سے لغزشات کے امکان کو رد نہیں کیا جاسکتا ایسی صورت میں عمل کس پر کیا جائے۔ **بینوا توجروا یوم الحساب.**

الجواب حامداً ومصلیاً

اصل سرچشمۂ ہدایت قرآن کریم ہے عوام کیلئے بھی **هُدَی لِّلنَّاسِ**[2] خواص کیلئے

---

[1] مرید شدن از آنکس درست است کہ دران پنج شرط متحقق باشد الخ۔ (فتاوی عزیزی ص ۱۰۴/ ج ۲/ مسائل متفرقہ، مطبوعہ رحیمیہ دیوبند)

[2] سورۂ بقرہ آیت ۱۸۵. **ترجمہ:**-لوگوں کے لئے ہدایت ہے (بیان القرآن)

بھی هُدَی لِّلْمُتَّقِیْنَ[۱] اور ہادی مطلق حق تعالیٰ ہے جس کو چاہے ہدایت دے یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ[۲] قرآن کریم میں بیشتر بنیادی اموراور کلیات ہیں جنکی تبیین وتشریح نبی اکرم ﷺ کے سپرد کی گئی۔ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَانُزِّلَ اِلَیْهِمْ[۳] ہدایت ان کے اختیار میں نہیں دی گئی کہ جس کو چاہیں واصل بنادیں اِنَّکَ لَاتَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ[۴] جو شخص ارشادات نبویؐ کی جس قدر پیروی کرے گا اسی قدر راہ یاب اور مقبول ہوگا۔ علم ومعرفت کی روشنی میں حق وباطل کو الگ الگ سمجھے گا اگر اس سے لغزش ہوگی تو لغزش ہی سمجھے گا اور تدارک کی فکر کریگا لغزش کو امر تعبدی قرار نہیں دیگا اپنی پوری زندگی سنت کے تابع بنائیگا اسکے اقوال واحوال سے بے شمار احادیث کی شرح سامنے آئیگی احادیث متعارضہ میں اگر وہ شرعی دلائل کی بناء پر ایک حدیث کو منسوخ قرار دیکر ناسخ پر عمل کریگا تو اس کے عمل کو سنت کے متصادم کہنا صحیح نہیں ہوگا بلکہ ایسا کہنا بے علمی یا علم ناقص کی بنا پر ہوگا اسی طرح راجح کو اختیار کر کے مرجوح کو ترک کرنا بھی سنت کے متصادم نہیں ہوگا جو شخص اپنے ناقص علم کو معیار بنا کر اس پر تمام اہل حق کو پرکھے گا وہ خود بھی گمراہ اور دوسروں کو بھی گمراہ کردیگا۔ جو بزرگ دیدہ ودانستہ اپنی زندگی کو خلاف سنت بنائے اس کو اپنی بزرگی کی اصلاح لازم ہے ایسا شخص قابل اتباع نہیں[۵] اگر کسی عذر کی وجہ سے اس کا

---

[۱] سورۂ بقرہ آیت ۲، **ترجمہ**:- راہ بتلانے والی ہے خدا سے ڈرنے والوں کو (بیان القرآن)

[۲] سورۂ یونس آیت ۲۵.
ترجمہ:- جس کو خدا ہی چاہیں سیدھا طریق بتلادیتے ہیں۔ (بیان القرآن)

[۳] سورۂ نحل آیت ۴۴/
ترجمہ:- تاکہ جو مضامین لوگوں کے پاس بھیجے گئے ہیں ان کو آپ ان سے ظاہر کردیں (بیان القرآن)

[۴] سورۂ قصص آیت ۵۶/ **ترجمہ**:- آپ جسکو چاہیں ہدایت نہیں کرسکتے۔ (بیان القرآن)

[۵] قل ان کنتم تحبون اللّٰه الآیه هذه الآیة الکریمة حاکمة علی کل من ادعیٰ محبة اللّٰه ولیس هو علی الطریقة المحمدیة فانه کاذب فی دعواه فی نفس الامر حتی یتبع الشرع المحمدی والدین النبوی فی جمیع اقواله وافعاله واحواله الخ تفسیر ابن کثیر ص ۵۳۶/۱، سورة آل عمران آیت ۳۱، مطبوعه تجاریه مکة المکرمة.

کوئی عمل خلاف سنت نظر آئے مثلاً گھٹنوں کے عذر سے بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے یا خلاف سنت طریقہ پر بیٹھتا ہے تو وہ اپنے عمل میں معذور ہوگا اور ترک سنت کے وبال سے محفوظ رہیگا اور دوسروں کو اسکا اتباع درست نہیں ہے ہوگا، نہ اسپر اعتراض درست ہوگا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۵/۴/۱۴۰۱ھ

کلام مشائخ میں خلاف شرع بات ہو تو کیا کیا جائے

سوال:- مولانا رومؒ، محی الدین ابن عربیؒ، حضرت شاہ ولی اللہ اور بہت سے دوسرے اہل حق بزرگوں کے کلام میں ایسے اقوال اور رموز بھی ملتے ہیں جو بظاہر شریعت کے خلاف معلوم ہوتے ہیں۔ ان کے بارے میں کیا رویہ اختیار کرنا چاہئے؟ رد کرے یا سکوت اختیار کرے! اس مسئلہ میں جناب کی رہنمائی کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جبکہ آپ انکو اہل حق بزرگ تسلیم کرتے ہیں تو انکے کلام میں خلاف شریعت اقوال کیسے ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ بزرگی کی اولین شرط اتباع شریعت ہے۔[۱] اصل یہ ہے کہ ہر فن کی اصطلاحات ہوتی ہیں جن کو اہل فن ہی جانتے ہیں جب تک ان صطلاحات کو اہل فن سے حاصل نہ کیا جائے ان کا سمجھنا دشوار ہوتا ہے۔ حدیث، اصول حدیث، فقہ، اصول فقہ، تفسیر، کلام، فرائض، اسماء رجال، معانی، بیان، بدیع، صرف، نحو، طب، منطق، فلسفہ، تاریخ، جغرافیہ، ریاضی وغیرہ وغیرہ جملہ علوم وفنون کا یہی حال ہے کہ اگر انکو بغیر استاد کے محض اپنے

[۱] والولی هو العارف بالله وصفاته حسب مایمکن له المواظب علی الطاعات المجتنب عن السیٰات المعرض عن الانهماک فی اللذات والشهوات والغفلات واللهوات ،شرح فقه اکبر ص ۹۵ / مطبوعه رحیمیه دیوبند.

08-Munkirat Tasaowuf

مطالعہ سے حاصل کیا جائے تو وہ اصل فن نہیں ہوگا بلکہ غلطیوں کا انبار ہوگا شیخ اکبرؒ نے فرمایا ہے[1] کہ ہماری کتابوں کا مطالعہ اس شخص کے لئے جائز نہیں جو ہماری اصطلاحات سے واقف نہ ہو شیخ محی الدین ابن عربیؒ کے اقوال سے جو غلط فہمی پھیلی اور پھیلائی گئی اور ان کے کلام میں ایسی چیزیں داخل کردی گئی ہیں جو خلاف شریعت ہیں ان کو تفصیل کے ساتھ شیخ عبدالوہاب شعرانیؒ نے ''الیواقیت والجواہر'' اور کبریت احمر'' میں بیان کیا ہے۔ نیز مولانا تھانویؒ نے ''التنبیہ الطربی فی تنزیہ ابن العربی'' میں ان چیزوں کو واضح کیا ہے۔ ان کے مطالعہ کے بعد شیخ اکبرؒ کا کلام بالکل بے غبار ہوجاتا ہے، مولانا رومؒ کے کلام میں جو اقوال خلاف شریعت معلوم ہوں ان کو سمجھنے کے لئے مثنوی کی شرح ''کلید مثنوی'' کافی اور شافی ہے حضرت شاہ ولی اللہؒ کا کلام خود اس قدر مبسوط ہے کہ اگر ایک جگہ کچھ خلجان ہو تو دوسری جگہ اس کی تشریح مل جاتی ہے جیسا کہ ان کی کتب ''الخیر الکثیر''، ''البدور البازغۃ''، ''ازالۃ الخفاء''، ''حجۃ اللہ البالغۃ'' اور تفہیمات الہیہ وغیرہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے ان اکابر کے جس کلام کا صحیح محمل سمجھ میں نہ آئے اور الفاظ ظاہرہ سے خلاف شریعت مطلب نکلتا ہو تو نہ اس مطلب پر عمل کیا جائے نہ اس مطلب کو ان حضرات کی طرف منسوب کیا جائے بلکہ ظاہری

---

[1] فقد صرح الامام ابن العربی بحرمة مطالعة کتبهم الالمن تحلی باخلاقهم وعلم معانی کلماتهم الموافقة لاصطلاحاتهم (فتاویٰ حدیثیه ص۲۹۷/مطلب فی حکم مطالعة ابن عربی وابن الفارض طبع دارالمعرفة بیروت)فقد نقل عنه انه قال نحن قوم یحرم النظر فی کتبنا وذلک ان الصوفیة تواطؤا علی الفاظ اصطلحوا علیها وأراد وابها معانی غیر المعانی المتعارفة الخ(الشامی نعمانیه ص۲۹۴ ج۳مطلب فی حال الشیخ الاکبر سیدی محی الدین، باب المرتد) تیقنا ان بعض الیهودافتر اها علی الشیخ قدس اللّٰه سره (درمختار علی ردالمحتار کراچی ص۲۳۸/ج۴/باب المرتد،مطلب فی حال الشیخ الاکبرسیدی محی الدین ابن عربی)

مطلب کو غلط تصور کرتے ہوئے یہ سمجھنا چاہئے کہ اس کا کوئی اور مطلب ہے جس کو ہم نہیں سمجھ سکے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

فقیری جماعت میں داخل کرنے کے لئے تمام جسم پر استرہ پھیرنا

سوال:-اس علاقہ میں قوم فقیر جب کسی شخص کو اپنی فقیری جماعت میں داخل کرتی ہے تو اس فقیری جماعت کا پیر یا بزرگ شخص شریک ہونے والے شخص کے تمام بدن کے بال استرے سے منڈوانے کا حکم دیتا ہے اور اس کے حکم پر تمام بدن کے بال مامور شخص استرے سے بالکل مونڈا دیتا ہے یہاں تک کہ اگر کسی شخص نے پہلے سے چہرے پر سنت یا غیر سنت کے مطابق داڑھی رکھ لی ہے تو اس کو بھی منڈوا دیتا ہے اور جماعت فقیر میں شریک ہو جاتا ہے اور یہ مشہور کر رکھا کہ یہ دستور اور سلسلہ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا تھا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس طرح فقیری جماعت میں شریک ہونا جائز ہے یا نہیں؟ اور خواجہ حسن بصریؒ کا حوالہ دینا کیسا ہے؟ اس کی کیا حقیقت ہے؟

---

[1] وله مصنفات كثيرة منها فصوص الحكم وفتوحات مكية بعض مسائلها مفهوم النص والمعنى وموافق للامر الالهى والشرع النبوى وبعضها خفى عن ادراك اهل الظاهر دون اهل الكشف والباطن ومن لم يطلع على المعنى المرام يجب السكوت عليه فى هذالمقام لقوله تعالىٰ وَلَاتَقْفُ مَالَيْسَ لَکَ بِهٖ عِلْمٌ الآية، شامى نعمانيه ص ۲۹۴/ج۳/ مطلب فى حال الشيخ الاكبر سيدى محى الدين، اليواقيت والجواهر ص۷/ج۱/)

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ طریقہ حرام اور سخت معصیت ہے[۱] حضرت حسن بصریؒ کی طرف اس کو منسوب کرنا صریح بہتان ہے، ان پر افتراء ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳۹۹/۵/۲ھ

ایک شیعہ پیر کے عقائد وخیالات

سوال:- ایک پیر مسمیٰ بہ قاتل معروف ومشہور ہے۔ تفتیش سے معلوم ہوا کہ وہ مذہب روافض سے تعلق رکھتا ہے۔ بناء علیہ وہ اہل سنت والجماعت کے عقائد فقہ کومحواور نسیان کے گھاٹ اتار دینا واجب اور فرض عین سمجھتا ہے۔ شب وروز اسی بیخ کنی میں غوطہ زن ہے اور بھولے بھالے مسلمانوں کو اپنے باطل مذہب کا شکار بناتا اور گمراہ کرتا ہے۔ اس کے بہت لوگ مرید ہیں منجملہ ان کے چندافراد یہاں قصبہ بھوسا ورریاست بھرتپور کے اندر بھی موجود ہیں جن کے ذریعہ اس مبطل کے عقائد باطلہ اور خبیثہ کا ظہور ہوتا ہے۔ مثلاً پہلا عقیدہ تو یہ ہے کہ وہ کسی کو سلام نہیں کرتے۔ دوسرا یہ ہے کہ کسی کے پیچھے نماز پڑھنا اچھا نہیں سمجھتے خواہ امام کتنا ہی بڑا متقی وپرہیز گار کیوں نہو کہتے ہیں کہ یہ معلوم نہیں کہ یہ امام حلالی ہے یا حرامی، زنا کاری کو مباح اور عین ثواب سمجھتے ہیں۔ سوم یہ کہتے ہیں

---

[۱] واما الاخذ منها وهی دون ذالک کما یفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم یبحه احد واخذ کلها فعل یهود الهندومجوس الاعاجم الخ شامی زکریا ص۳۹۸/۳، کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم، مطلب فی الاخذ من اللحیة، مااحدث مما یخالف الکتاب اوالسنة اوالاثر او الاجماع فهوضلالة الخ مرقات ص۱۷۹/۱، کتاب الایمان ،باب الاعتصام، الفصل الاول، مطبوعه بمبئی.

ہماری شریعت اور ہے اورعلماء کی اور۔ دیگر ہمارے پیرکا مرتبہ خداتعالیٰ سے بھی بڑھ کر ہے۔ ہمارے پیر کے سامنے اللہ تعالیٰ ہے ہی کیا چیز بلکہ خداتعالیٰ بڑا ہی لچّا ہے۔ چہارم حقیقی دین درویشوں ہی کے پاس ہے۔علماء کے پاس کچھ نہیں کیونکہ وہ مثل حمار وحشی کے ہیں۔ خداتعالیٰ سے درویش ہی لوگ ڈرتے ہیں علماء نہیں ڈرتے ہیں اور قرآن وحدیث کو درویش ہی لوگ سمجھتے ہیں علماء کچھ نہیں سمجھتے ہیں۔لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ۔

(۱) کیا واقعی پیش امام کی اس قدر تحقیق وتفتیش کرنا ضروری ہے کہ یہ حلالی ہے، یا حرامی۔

(۲) کیا درویشوں اور علماء کی شرع علیحدہ علیحدہ ہیں۔

(۳) اور کیا پیر کا مرتبہ نعوذ باللہ منہ خداتعالیٰ سے بڑھ کر ہے اور کیا خدا تعالیٰ لُچّا ہے۔

(۴) اور کیا خداتعالیٰ سے درویش ہی لوگ ڈرتے ہیں، علماء لوگ نہیں ڈرتے ہیں باوجود کہ پیر کا مرتبہ خداتعالیٰ سے اعلیٰ واعظم ہونے کے، نیز کیا فرمان خداوندی نعوذ باللہ من ذلک۔لغو اور باطل ہے۔ **اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ** الحاصل جن لوگون کے عقائد مذکورہ بالا کے مطابق ہوں تو کیا ان کو مسلمان کہا جاسکتا ہے نیز ان لوگوں کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہئے اور سلام وکلام تعلقات دنیویہ مثلاً اکل وشرب بیع وشراء اور نکاح وغیرہ کرنا کیسا ہے اور جو عورتیں کہ ان کے نکاح کے اندر ہیں ان کا علیحدہ کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بلاوجہ کسی کے متعلق یہ تحقیق وتفتیش کرنا یہ حرامی ہے یا حلالی ہے یہ جائز نہیں اور کسی

پر بلا دلیل شرعی حرامی ہونے کی بدگمانی کرنا یا الزام لگانا حرام ہے[۱] اگر اسلامی حکومت ہو اور دوسرے شرائط بھی پائے جائیں تو الزام لگانے والے پر حد قذف جاری ہوجائے گی۔ **وھو کحد الشرب کمیة وثبوتا. ویحدالحر او العبد قاذف المسلم الحر البالغ العاقل العفیف بصریح الزنا او بقوله زنات فی الجبل اولست لابیک** الخ درمختار ص ۱۶۷ / ج ۴ / علی الشامی۔[۲]

(۲) یہ جاہلوں اور گمراہ کرنے والوں کا خیال اور من گھڑت عقیدہ ہے کہ علماء اور درویشوں کی شریعت علیحدہ علیحدہ ہے شریعت کا حکم سب کیلئے برابر واجب العمل ہے۔

(۳) یہ اسلامی عقیدہ نہیں بلکہ کفریہ عقیدہ ہے۔ ایسا عقیدہ رکھنے والوں کو تجدید ایمان اور تجدید نکاح کرنا اور اس قسم کے خلاف شرع عقائد سے توبہ کرنا لازم ہے۔[۳]

(۴) چھوٹا بڑے سے ڈرا کرتا ہے، اہل علم اپنی حقیقت کو پہچانتے ہیں اور اپنا چھوٹا ہونا اور خدائے برتر کا اکبر من کل شئی ہونا ان کو خوب معلوم ہے اسلئے خداوند تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور جو شخص نعوذ باللہ اپنے آپ کو خدا تعالیٰ سے بڑا جانتا ہے وہ کہاں ڈریگا۔ ایسا عقیدہ

---

۱ **کما قال اللّٰہ تعالیٰ ولاتجسسوا ولایغتب بعضکم بعضا الآیة سورة الحجرات آیت ۱۲ / وفی حدیث ابی هریرة ولاتحسسوا ولاتجسسوا ولاتنافسوا الحدیث مسلم شریف ص ۳۱۶ / ج ۲ / کتا ب البروالصلة الخ باب تحریم الظن الخ مطبوعه سعید دیوبند.**

۲ **الدرالمختار علی الشامی ص ۸۰ / ج ۶ / کتاب الحدود، باب حدالقذف، مطبوعه زکریادیوبند البحرالرائق ص ۳۰ / ج ۵ / باب حدالقذف، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.**

۳ **فیکفر اذوصف اللّٰه تعالیٰ بما لایلیق به اوسخر باسم من اسمائه او بامر من اوامره الخ البحر الرائق کوئٹه ص ۱۲۰ / ۵، باب احکام المرتدین،**

رکھنے والوں کو اولاً نرمی سے سمجھایا جائے کہ انکا یہ عقیدہ اللہ پاک اور اسکے سچے رسول ﷺ کے حکم کے خلاف ہے اور بدترین معصیت ہے اس عقیدہ سے توبہ کر کے تجدید اسلام وتجدید نکاح شرعاً ضروری ہے۔ اگر وہ مان لیں تب تو بہتر ہے ورنہ ان سے ترک تعلق کر دیا جائے[1]، تا کہ ان کا اثر دوسروں پر نہ پڑے اور خود تنگ آ کر توبہ کر لیں۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہار نپور

الجواب صحیح۔ سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہار نپور

صحیح۔ عبد اللطیف مظاہر علوم ۲۶/ رجب ۵۹ھ

فقیر اور ولی کا مجاہدہ کے لئے ترکِ جماعت

سوال:- کسی ذی ہوش تندرست بزرگ فقیر اور ولی کا رمضان المبارک میں مسجد میں با جماعت نماز نہ پڑھنا اور قرآن پاک تراویح نہ سننا بلکہ جنگل میں گوشہ نشینی اختیار کرنا یعنی چلہ کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جماعت کی احادیث میں بہت تاکید آئی ہے۔ بلاعذر شرعی ترکِ جماعت کا عادی شخص فاسق اور مردود الشہادۃ ہے حتیٰ کہ ایسا شخص منافقین کے مشابہ ہے۔ خدائے پاک کی بارگاہ میں موجب قرب صرف حضرت نبی اکرم ﷺ کا اتباع ہے۔ اس کے علاوہ

[1] هو دليل على وجوب هجران من ظهرت معصيته فلايسلم عليه الاان يقلع وتظهر توبته الخ المفهم شرح المسلم ص۹۸/ ج۹/ كتاب الرقاق باب يهجر من ظهرت معصية (مطبوعه بيروت لبنان)

جومجاہدات ہیں وہ موجب قرب نہیں[۱]۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۶/۱/۹۱ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین دارالعلوم دیوبند

اولیاء اپنے مریدین کی مدد کر سکتے ہیں یا نہیں

سوال:- لوگ کہتے ہیں کہ چونکہ اولیاء کرام وصالحین دنیا میں بھی زندہ ہیں اور آخرت میں بھی اس لئے وہ مدد کو آتے ہیں، کہاں تک صحیح ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً
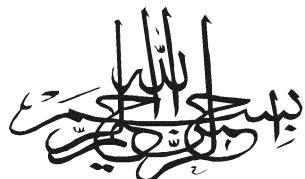
اس پر کوئی شرعی دلیل قائم نہیں۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۷/۵/۱۴۰۰ھ

---

[۱] والجماعة سنة موكدة للرجال (الدرالمختارعلى الشامى نعمانيه ص ۳۷۱/ج ۱/) قال فى شرح المنية والاحكام تدل على الوجوب من ان تاركها بلاعذر يعزروتردشهادته (الشامى نعمانيه ص ۳۷۱/ج ۱/ باب الامامة مطلب شروط الامامة الكبرىٰ) عن معاذبن انسؓ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ الْجَفَاءُ كُلُّ الْجَفَاءِ وَالْكُفْرُ وَالنِّفَاقُ مَنْ سَمِعَ مُنَادِىَ اللّٰهِ يُنَادِىْ اِلَى الصَّلَاةِ فَلَايُجِيْبُهٗ رواه احمد والطبرانى (الترغيب للمنذرى ص ۲۷۳/ج ۱/الترهيب من ترك حضور الجماعة لغيرعذر طبع دارالفكر)

ترجمہ :-حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ نے حضرت رسول پاک ﷺ کا ارشاد پاک نقل کیا ہے۔ پوری پوری جفا اور کفرونفاق ہے کہ کوئی شخص اللہ کے منادی کو سنے کہ نماز کے لئے پکار رہا ہے اور وہ اس کو قبول نہ کرے (نماز کے لئے نہ آئے)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

متفرقات تصوف

اقطاب وابدال کا مسکن معلوم کرنے کا حساب

سوال:- بعض کتب تصوف میں اقطاب وابدال کے مسکن کے بارے میں ایک حساب لگا کے یہ بتایا گیا ہے کہ فلاں قطب فلاں وقت فلاں سمت میں رہتا ہے آیا یہ نظریہ صحیح ہے یا غلط؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ابدال کے متعلق تو کتب حدیث میں کچھ تعیین ملتی ہے[1] باقی سب عالم کا جغرافیہ تو علم میں نہیں۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۱/۵/۹۶ھ

[1] ذکر اهل الشام عند علی بن أبی طالب رضی الله عنه ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ایک شعر کی تحقیق

سوال: — مرید کو اپنے پیر کی شان میں مندرجۂ ذیل شعر کہنا درست ہے یا نہیں؟

خدا ان کا مربی تھا وہ مربی تھے خلائق کے

میرے مولا میرے ہادی تھے بیشک ربانی

الجواب حامداً ومصلیاً

بظاہر تو اس شعر میں کوئی خرابی نہیں جو اعتراض ہو وہ بیان کیا جائے تاکہ اس پر غور کیا جا سکے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ایک شعر میں مسیح وخضر سے کیا مراد ہے

سوال: — ذیل کا شعر جو حضرت معین الدین چشتی کی شان اقدس میں ہے یعنی شعر:

تیرے لحد کی زیارت ہے زندگی دل کی

مسیح وخضر سے اونچا مقام اقبال ہے تیرا

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)............ وهو بالعراق فقالوا العنهم، يا امير المؤمنين قال لاإني سمعت رسول الله ﷺ يقول الأبدال يكونون بالشام وهم أربعون رجلاً كلمامات رجل ابدل الله مكانه رجلا يسقى بهم الغيث وينتصر بهم على الاعداء ويصرف من أهل الشام بهم العذاب

(مسند امام احمدؒ ص ۱۱۲/ج ۱/ مكتبه دار الفكر) ابو داؤد شريف ص ۵۸۹/ كتاب المهدى، عون المعبود ص ۱۷۵/ج ۴/ مكتبه نشر السنة ملتان، المستدرك على الصحيحين ص ۴۷۸/ج ۴/ دار الكتب العلمية.

علامہ ابن عابدینؒ کا ایک رسالہ بھی اس موضوع پر رسائل ابن عابدین میں ہے۔

کہاں تک اس شعر کا منسوب کرنا صحیح ہوسکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

شعراء کے کلام میں بکثرت استعارات وکنایات ہوتے ہیں ہر لفظ حقیقی معنی میں مستعمل نہیں ہوتا یہاں مسیح سے حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام مراد نہیں بلکہ انکا وصف مشتہر مراد ہے یعنی طبیب حاذق جیسے حاتم سے سخی اور رستم سے پہلوان بکثرت مراد لیا جاتا ہے اسی طرح خضر سے راستہ بتانے والا مراد ہے مقصد یہ ہے کہ امراض جسمانی میں مبتلا شخص کو اگر طبیب حاذق مل جائے تو بہت بڑی نعمت ہے جس سے اس کو بڑی مسرت ہوتی ہے اگر راہ گم کردہ مسافر کو رہنما مل جائے تو بہت بڑی نعمت ہے لیکن آپ کی لحد کی زیارت سے آپ کی متقیانہ ومجاہدانہ زندگی یاد آ کر کے دل زندہ ہوتا ہے جس سے انسان کی دنیوی واخروی زندگی درست ہوکر حیاتِ طیبہ نصیب ہوتی ہے لہٰذا یہ نعمت نتائج وفوائد کے اعتبار سے ان دونوں نعمتوں سے بڑھ کر ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

پیرومرید کا مسجد کے قریب بیت الخلاء بنانا

سوال:۔ مسجد کی کچھ اینٹیں برآمدہ مسجد میں لگی ہوئی تھیں مریدین نے برائے شیخ مذکور وہ اینٹیں اٹھا کر اندرون مسجد یعنی صحن کے سامنے بیت الخلاء بنایا۔ اگر انصاف پسند لوگوں نے روک ٹوک کی تو مریدین اور پیر صاحب نے التفات نہ کیا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

شیخ مذکور کے لئے مناسب یہ تھا کہ متولی اور نمازیوں کے مشورہ سے تصرف کرتے

تاکہ کسی کواعتراض کی گنجائش نہ ہوتی۔نمازیوں کی ضرورت کے لئے اگر مسجد کے قریب بیت الخلاء بنایا جائے تو شرعاً گنجائش ہے مگراس کالحاظ چاہئے کہ بدبو مسجد میں نہ آئے[1]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۵/۹/۱۰ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ

دارالعلوم دیوبند

پیراور مرید کوایک امام کی تقلید ضروری ہے

سوال:- پیراور مرید کوایک امام کی تقلید کرنی ضروری ہے یا الگ الگ اماموں کی تقلید کر سکتے ہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

اصلاح باطن اور تزکیہٗ نفس کے لئے بیعت کی جاتی ہے فقہی مسائل میں اگر پیر ومرید کاامام الگ الگ ہوتو بھی مضائقہ نہیں دونوں میں اخلاص ہوگا تو پھر بھی نفع پہنچے گا۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۲/۶/۲ھ

---

[1] مستفاد: (ویکره) اکل نحو ثوم للحديث الصحيح فى النهى عن قربان آكل الثوم والبصل المسجد ويلحق بما نص فى الحديث كل ماله رائحة كريهة ماكولاً اوغيره (شامى ملخصاً ص ۱ ۶۶ /کراچی مکروهات صلوة مطلب فى الغرس فى المسجد)

شہ رگ سے قریب ہونے کے باوجود پیر کے وسیلہ کی کیا ضرورت

سوال:–جب خداوند کریم شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے تو سہارے کی ضرورت کیوں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس لئے کہ نہ اس کا ادراک ہے اور نہ ادراک کا طریقہ معلوم ہے کتنے انسان ایسے ہیں، جو اپنی شہ رگ کو بھی نہیں جانتے تو وہ اور صفات وخواص کو کیا جانیں گے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۷/۵/۱۴۰۰ھ

قبولیت دعاء کے لئے ضعفاء کا وسیلہ

سوال:–خود رسول اکرم ﷺ نے کفار پر فتح پانے کے لئے دعاء کے وقت خدا کے آگے فقراء صحابہ کا واسطہ پیش کیا تھا، کیا یہ بات شرع سے ثابت ہے، مجھے اس بات پر حوالہ چاہئے کہ یہ کس کتاب اور صفحہ پر درج ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

فقراء صحابہ کے لئے غزوۂ بدر میں دعا کی تھی اور یہ بھی بارگاہ خداوندی میں عرض کیا

تھا کہ اے خدا اگر یہ ختم ہو گئے تو تیری عبادت کرنے والا کوئی نہیں رہے گا، یہ بخاری شریف کتاب المغازی میں ہے۔ ج ۲ / ص ۵۱۴[۱] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۸۶/۵/۲۳ھ

علاجِ وسوسہ

سوال:–قریب تین ماہ ہوئے ہیں میرے دل و دماغ میں ایک شبہ پڑ گیا ہے۔ مجھے ہر وقت یہ خیالات پریشان کرتے رہتے ہیں کہ حضور ﷺ نبی تھے یا نہیں؟ قرآن پاک آسمانی کتاب ہے یا نہیں؟ اسلام سچا مذہب ہے یا نہیں؟ ان خیالات کی وجہ سے مجھے بڑی بے چینی رہتی ہے اور کسی کام میں دل نہیں لگتا ہے۔ میں اس سوال کو سلجھانے کی ہر چند کوشش کرتا رہتا ہوں مگر میرے دل و دماغ سے یہ خیال جاتا ہی نہیں ہے۔ اگر قرآن پاک پڑھوں تو یہ خیال آتا ہے کہ یہ سب یوں ہی تو نہیں ہے اور اگر حدیث شریف پڑھوں تو بھی یہی خیال آتا ہے۔ اب بتائیں کہ میں کیا کروں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

آپ رات کو عشاء کے بعد تازہ غسل کر کے دو رکعت نفل نماز توبہ کی نیت سے پڑھیں۔ درود شریف ۵۰۰/ دفعہ، پھر **اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ**

[۱] عن بن عباس قال قال النبی ﷺ یَوْمَ بَدْرٍ اَللّٰهُمَّ اَنْشُدُکَ عَهْدَکَ وَوَعْدَکَ اَللّٰهُمَّ اِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ الخ بخاری شریف، ج ۲ / ص ۵۶۴ / اول کتاب المغازی، مکتبہ اشرفی دیوبند،

اِلَیْـہِ ۵۰۰/دفعہ پڑھ کر خدائے پاک کے سامنے دعاء کریں یااللہ میرے ہر گناہ کو معاف کر اور اپنی ذات پر اور اپنے رسولِ پاک ﷺ پر اور اپنے قرآن پاک پر یقین نصیب فرما جیسا کہ یقین کا حق ہے اور میرے گناہوں کی نحوست سے اس دولت کو ضائع نہ فرما۔ یہ عمل سات روز تک کریں اور چلتے پھرتے درود شریف کثرت سے پڑھا کریں۔ کسی صاحبِ نسبت متبعِ سنت بزرگ سے اپنا اصلاحی تعلق قائم کر لیں۔ خدائے پاک آپ کی مدد فرمائے۔ سورہ حٰم سجدہ روزانہ ایک مرتبہ پڑھ کر دعا مانگنا بھی دفعِ وسوسہ وشبہ کے لئے اکسیر ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۳/۷/۹۲ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۴/۷/۹۲ھ

طہارت ونماز میں وہم کا علاج

سوال:- گذارش یہ ہے کہ احقر کو شک اور وہم کا مرض ہے غسل وغیرہ یا دوسری پاکی میں تسلی نہیں ہوتی انتہاء یہ کہ پانی ڈالتا ہوں، لیکن پھر بھی وہم باقی رہتا ہے وضو ہے یا کسی قسم کی طہارت ہے؟

حتیٰ کہ نماز میں بھی دعا نہیں پڑھتا ہوں اور مکرر پڑھتا ہوں بار بار یہی وسوسہ لگا رہتا ہے، وضو کریں، یا نماز پڑھیں اور اعادہ کرتا رہتا ہوں، لہٰذا آپ کی خدمت میں عریضہ تحریر ہے، تاکہ جناب مجھے کوئی وظیفہ یا تعویذ بتایئے تو میری یہ حالت بدل جائے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

محترمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ ''لاحول ولاقوۃ الا باللہ

العلی العظیم'' کثرت سے پڑھا کریں[۱] اور کچھ مدت کسی بزرگ کی خدمت میں جا کر رہیں حق تعالیٰ آپ کواس پریشانی سے نجات دے۔آمین فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۸۸/۲/۲۲ھ

۱؎ **قوله عليه الصلواة والسلام لاحول ولاقوة الابالله،فان العبد بحوله وقوته ليس له قوة المغالبة مع الشيطان ومجادلته فيجب عليه ان يلتجى الى مولاه ويعتصم بالله من الشيطان الذى اوقعه فى هذا لخاطر الى ماقال فلاعلاج لهالا الا لتجاء بحول الله وقوته والاعتصام بكتاب الله وسنة رسوله الخ، مرقاة ص ۱۱۴/۱۱۵،۱/ج ۱/باب الوسوسة فصل اول،مطبوعه بمبئی.**

بسم اللہ الرحمن الرحیم
سلوک واحسان سے متعلق
ارشادات فقیہ الامتؒ

تصوف شاہی فن ہے

ارشادفرمایا کہ حضرت مولانا عبدالقادر صاحب رائپوریؒ فرمایا کرتے تھے، کہ تصوف شاہی فن ہے، اس کیلئے شاہی مزاج چاہئے مثلاً حضرت (مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ) اور حضرت مولانا (اشرف علی صاحب تھانویؒ جیسا دماغ چاہئے اب یہ ہم گائو ندیوں کے سر آپڑا ہے۔

استغفارنا یحتاج الی استغفار کثیر

ارشادفرمایا کہ حضرت سری سقطیؒ فرمایا کرتے تھے "**استغفارنا یحتاج الی استغفار کثیر**" (ہمارا استغفار بھی کثیر استغفار کا محتاج ہے) اس لئے کہ ہمارا استغفار زبانی ہے قلبی نہیں پس وہ استہزاء کے درجہ میں ہے جیسے کوئی شخص کسی کو جوتا مارے، اور پھر معافی مانگے مگر ندامت ہو نہیں (کہ یہ معافی طلب کرنا نہیں بلکہ استہزاء ہے)

حقیقت خُلق

ارشادفرمایاکہ لوگوں نے "خُلق"، چکنی چپڑی اور ہنس ہنس کر بات کرنیکا نام رکھ لیا ہے، خواہ دلوں میں بغض ہی کیوں نہ ہو، حضرت مولانا رشید احمد صاحب

گنگوہیؒ کا قول ''الکوکب الدری'' میں نقل کیا گیا ہے، کہ خُلق مخلوق کے ساتھ ایسا برتاؤ کرنے کو کہتے ہیں، جس سے خالق بھی راضی ہو، چکنی چپڑی بات کرنے سے جب کہ دلوں میں بغض ہو خالق کہاں راضی ہوتا ہے، اور مخلوق کو بغض قلبی کا علم ہو جائے، تو وہ بھی کہاں راضی ہے۔

شیخ کے ساتھ محبت وعقیدت

ارشاد فرمایا کہ شیخ سے فیض پہنچنے کا مدار (شیخ کے ساتھ) محبتو عقیدت (رکھنے پر) ہے ایک صاحب نے کہا کہ محبت کے لئے تو عقیدت لازم ہے، اس لئے تنہا محبت ہی اصل ٹھہری تو ارشاد فرمایا کہ محبت کے لئے عقیدت لازم نہیں باپ کو بیٹے سے جب کہ اس کے حالات صحیح نہوں محبت ہوتی ہے مگر عقیدت نہیں ہوتی۔

غیبت کی اقسام

ارشاد فرمایا کہ علامہ بن عابدین شامیؒ نے لکھا ہے کہ غیبت کی مختلف اقسام ہیں مثلاً کسی کی تعریف سن کر طنزاً یہ کہے کہ جی ہاں، میں اس کو جانتا ہوں، وہ کیسا ہے، یہ بھی غیبت ہے، کسی کی برائی لکھے یہ بھی غیبت ہے، کسی کا عیب زبان سے بیان کرے یہ بھی غیبت ہے، اور اشارہ سے کسی کا عیب بیان کرے یہ بھی غیبت ہے، نیز یہ بھی لکھا ہے کہ غیبت کی سخت ترین صورت یہ ہے کہ غیبت کرنے پر جب کوئی منع کرے، تو کہے کہ میں غیبت کب کر رہا ہوں، میں تو واقعہ بیان کر رہا ہوں، سچ سچ کہہ رہا ہوں، اس لئے کہ جو بات سچی ہو اور بری لگتی ہو وہی تو غیبت ہے پس وہ اپنے اس جواب سے اس کو جائز قرار دے رہا ہے حالانکہ اس کی ممانعت نص قطعی سے ثابت

ہے، (ارشاد خداوندی ہے) ''وَ لایَغْتَبْ بَعْضُکُمْ بَعْضاً'' (تم میں سے ایک، ایک کی غیبت نہ کرے) گویا اس کا قول نص قطعی کی تردید کو مستلزم ہے (اور نص قطعی کی تردید کا اشد ہونا ظاہر ہے)

کسی کو برا کہنا

ارشادفرمایا کہ کسی کو برا کہنے سے اسکی برائی تو دور ہوتی نہیں البتہ خود برائی میں شریک ہوجاتا ہے (پس ایسا کام کیوں کیا جائے، جس میں نہ اپنا نفع نہ دوسرے کا بلکہ اپنا نقصان ہے)

استغفار کی اہمیت

ارشادفرمایا کہ ابن عمرؓ سے منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایک مجلس میں ستّر ستّر مرتبہ استغفار کرتے تھے (اس سے معلوم ہوتا ہے، کہ استغار کی کیا اہمیت ہے اوراس کے ہم کتنے محتاج ہیں، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باوجود اپنی شان میں:۔

لیغفر لک اللّٰہ ماتقدم من ذنبک وماتأخر تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کی سب اگلی پچھلی خطائیں معاف فرمادے (بیان القرآن)

وارد ہونے کے باوجود معصوم ہونے کے ایک ایک مجلس میں اتنا استغفار کرتے تھے تو ہمیں باوجود سراپا تقصیر ہونے کے کتنا استغفار کرنا چاہئے۔

پریشان کن خیالات کا دفعیہ

ارشادفرمایا کہ پریشان کن خیالت کو دفع کرنے کے درپہ نہو جئے درود شریف کی

کثرت رکھئے انکی وجہ سے کام بند نہ کیجئے جیسے کوئی آدمی بازار جاتا ہے، وہاں طرح طرح کی آواز، ہارن کی، کتوں، کے بھونکنے کی آواز سنتا ہے طرح طرح کی چیزیں دیکھتا ہے لیکن ان کی وجہ سے اپنا کام بند نہیں کرتا، (بند کرنا بڑی بات ہے، اس میں کچھ کمی بھی نہیں آنے دیتا بلکہ اس کو پورا پورا انجام دیتا ہے)

اعمال کے ضائع ہونے کے تین سبب

ارشاد فرمایا کہ حضرت گنگوہیؒ فرماتے تھے کہ انسان کے کئے کرائے کے ضائع ہونے کے تین سبب ہوتے ہیں، اول نا موافق کھانا، دوم ناجنس کی صحبت، سوم ارتکاب معصیت (پس سالک کے لئے ضروری ہے کہ ان تینوں امور سے بالکلیہ اجتناب کرے تاکہ اس خسرانِ عظیم سے محفوظ رہ سکے۔

لطیفۂ غیبی

ارشاد فرمایا کہ حضرت (مولانا رشید احمد صاحب (گنگوہیؒ سے کسی نے شکایت کی کہ رات کو خواب میں تہجد کیلئے کوئی صاحب روز آ نہ جگا دیا کرتے تھے ایک روز میں نے اٹھنے میں سستی کی تو وہ خواب بند ہو گیا اس پر حضرت گنگوہیؒ نے ارشاد فرمایا:۔

''لطیفۂ غیبی مہمانیست نازک مزاج کہ بادنیٰ بے التفاتی رومیگرداند''

یعنی لطیفۂ غیبی ایسا نازک مزاج مہمان ہے جو ذراسی بے توجہی سے منہ موڑ لیتا ہے، (اس لئے سالک کو چاہئے کہ ایسے لطائف کی قدر کرے اس کو فضلِ خدا سمجھ کر اس کا زیادہ سے زیادہ شکر ادا کرے۔

بیماری کی وجہ سے ترک عمل

ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص نیک عمل کرتا تھا، پھر بیماری کی وجہ سے وہ عمل نیک نہیں کر پاتا تو (حق تعالیٰ شانہٗ کی طرف سے) ملائکہ کو حکم ہوتا ہے کہ بیماری کے زمانے میں بھی اس کے اس نیک عمل کو لکھتے رہو، جس کو وہ صحت کے زمانہ میں کرتا تھا، (اور اب بیماری کی وجہ سے نہیں کر رہا ہے) پھر جب وہ ٹھیک ہو جائے تو پھر شروع کر دے، اگر صحت کے بعد نہ کرے گا تو پھر نہ لکھا جائے گا، (احقر جامع و مرتب عرض کرتا ہے، کہ اس میں بڑی تسلی ہے ان حضرات کے لئے جو بیماری یا کسی اور معقول عذر کیوجہ سے اپنا معمول پورا نہ کر سکیں اور اس کے فوت ہونے پر ان کو افسوس ہو)

مصائب بھی نعمت ہیں

ارشاد فرمایا کہ مسلمان جب تک مصائب میں مبتلا نہیں ہوتا حق تعالیٰ شانہٗ کی طرف متوجہ نہیں ہوتا (اس لئے مصائب بھی بندۂ مومن کیلئے اللہ پاک کی بڑی نعمت ہیں)

رمضان شریف میں کسی عمل کی عادت

ارشاد فرمایا کہ رمضان شریف میں جس عمل نیک کا کوئی شخص معمول بنالیتا ہے تو اسکا کرنا رمضان شریف کے بعد سہل ہوتا ہے، رمضان شریف کے بعد اسکی عادت رہتی ہے، اسی طرح اگر کوئی شخص رمضان شریف میں گناہ کرتا ہے تو اسکے اثرات رمضان کے بعد بھی باقی رہتے ہیں، اور اگر عادت بنالیتا ہے، تو رمضان شریف کے بعد بھی اس کی عادت رہتی ہے، اس کا چھوٹنا بہت دشوار ہوتا ہے، (اس لئے اس ماہ مبارک کو طاعات اور اعمال صالحہ

سے مشغول رکھے اور لغویات ومعاصی سے بہت ہی اجتناب کرے کہ ان میں مشغول رہنا بڑی محرومی ہے حق تعالیٰ شانہٗ ہم سب کی حفاظت فرمائیں)

معمول کا ناغہ کر دینا

ارشاد فرمایا کہ کسی معمول کو کبھی کبھی ناغہ کرتے رہنے سے اس پر دوام دشوار ہو جاتا ہے، (اس لئے حتی المقدور سالک کو اپنا معمول ناغہ نہ ہونے دینا چاہئے جس طرح بن سکے اس کو پورا کرنے کی کوشش کرے اس کے ثمرات وبرکات پورے طور پر جب ہی میسر آ سکتے ہیں، جب کہ اس پر دوام اختیار کرے حدیث پاک میں بھی اسی عمل کو احب الاعمال کہا ہے، جس پر مداومت ہو، ارشاد نبوی ہے ''اَحَبُّ الاعْمَال اِلَی اللّٰہ ادومھاوَاِن قل '' رواہ الشیخان حق تعالیٰ شانہٗ کے نزدیک وہ عمل زیادہ محبوب ہے جس پر دوام ہو گو وہ عمل تھوڑا ہی ہو)

توبہ کی تلقین پر توبہ سے انکار

ارشاد فرمایا کہ جو شخص توبہ کی تلقین کرنے پر یہ کہے کہ میں کیوں توبہ کروں میں نے کیا قصور کیا ہے، تو فقہاء نے اس کے لئے بڑا سخت کلمہ لکھا ہے، میں اس کو کہہ نہیں سکتا (میرے خیال میں اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس کا قول میں نے کیا قصور کیا اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ وہ معصوم ہے خطا سے پاک ہے حالانکہ مطابق حدیث نبوی ''کلکم خطاؤن وخیر الخطائین التَّوَّابُوْنَ الْمُسْتَغْفِرُوْن'' ہر شخص بجز انبیاء کرام علیہم السلام کے خطا کار ہے پس اس کا یہ قول مستلزم ہے اس قسم کی حدیث کی تردید کو جو معمولی چیز نہیں بلکہ امر عظیم ہے)

مجلس شیخ میں عامی شخص کا ادب

ارشادفرمایا کہ عامی شخص کو شیخ کی مجلس میں آنکھیں بند کرکے تسبیح پڑھتے رہنا چاہئے ایسا نہ ہو کہ شیخ کے کسی عمل سے بسبب اپنی نادانی کے بدظن ہوجائے اور فیض سے محروم رہے۔

حسن ظن کے لئے دلیل کی حاجت نہیں

ارشادفرمایا کہ حسن ظن (جو کہ مطلوب ہے کہا گیا ہے "ظُنُّوا بِالْمُؤْمِنِیْنَ خَیْرًا" مسلمان کے ساتھ اچھا گمان رکھو) کے لئے کسی دلیل کی حاجت نہیں، سوءظن (جو کہ مذموم ہے اس سے اجتناب کا حکم ہے ارشاد خداوندی ہے "یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوا کَثِیْراً مِنَ الظَّنِ"

اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچا کرو (بیان القرآن)

کی دلیل نہ ہونا اور مسلمان کا اسلام ہی اس کیلئے کافی ہے البتہ سوءظن کیلئے مستقل دلیل کی حاجت نہیں ہے (بغیر دلیل معتد بہ کے کسی کے ساتھ بدگمانی گناہ ہے حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد "ان بعض الظن اثم" بعض گمان گناہ ہوتے ہیں)

مشائخ کا عوام کو خلاف ورزی کرنے پر تنبیہ نہ کرنا

ارشادفرمایا کہ حضرت تھانویؒ فرمایا کرتے تھے کہ مشائخ نے عوام کی عادت خراب کی ہے، کہ خلاف ورزی کرنے پر ان کو تنبیہ نہیں کرتے اور اس کا نام اخلاق رکھا ہے، یہ اخلاق نہیں اہلاک ہے۔

دین کی طلب پیدا کرنا

ارشادفرمایا کہ حضرت مولانا الیاس صاحبؒ (بانی تبلیغی جماعت) فرمایا کرتے تھے کہ اس دور میں سب سے بڑا اجہاد یہ ہے کہ جن لوگوں کے دلوں میں دین کی طلب نہیں ان کے دلوں میں دین کی طلب پیدا کردی جائے۔

دنیا عالم تلبیس ہے

ارشادفرمایا کہ یہ دنیا عالم تلبیس ہے ایک ہی صف میں حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ اور عبداللہ ابن ابی رئیس المنافقین کھڑے ہوتے تھے، اسی طرح دلائل حقہ کے ساتھ دلائل باطلہ ملتبس ہیں۔

طریق کار کی غلطی

ارشادفرمایا کہ مسلمان حکومت کے خلاف ناخوشی کے اظہار کیلئے جلسے کرتے ہیں، ان سے کیا ہوتا ہے، ہم کو چاہئے کہ حکومت والوں کے دلوں میں اپنی اتنی قدر پیدا کردیں جس سے کہ وہ ہماری خفگی وناراضگی کو بالکل برداشت نہ کرسکیں اور یہ ظاہر ہے کہ احکام شرع پر پورے پورے عامل بننے سے ہوگا، خالی زبان سے اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی محبت کا دعویٰ کرنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

نسبت کی تعریف

ارشادفرمایا کہ حضرت رائپوریؒ ثانی سے کسی نے سوال کیا کہ نسبت کس کو کہتے

ہیں؟ تو فرمایا کہ اخلاق فاضلہ اور اعمالِ صالحہ کی توفیق کو نسبت کہتے ہیں (یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جتنے اخلاق ہیں ان میں سے ایک ایک خلق کو اختیار کیا جائے اور جتنے عمل اللہ اور اس کے رسول کو محبوب ہیں انکو کیا جائے اور جتنے عمل ان کو مبغوض وناپسند ہیں ان سے اجتناب کیا جائے بس اسی کا نام نسبت ہے، فرمودۂ حضرت قدس سرہٗ)

صحابہ کرامؓ کو اپنے اوپر نفاق کا اندیشہ

ارشاد فرمایا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک بڑی جماعت اپنے اوپر نفاق کا اندیشہ رکھتی تھی (ابن ابی ملیکہ کا بیان ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے بدر میں شریک ہونے والے تیس صحابہ کرامؓ کو پایا سب کے سب اپنے اوپر نفاق کا اندیشہ رکھتے تھے (جمع الفوائد ص۱۶۲ ج۲) اس کے علاوہ اور بھی اس طرح کی روایات ہیں جب صحابۂ کرامؓ اپنے اوپر نفاق کا اندیشہ رکھتے ہیں تو غیروں کو تو بدرجہ اولیٰ اس کا اندیشہ ہونا چاہئے)

نفع وضرر اللہ کے قبضہ میں ہے

ارشاد فرمایا کہ ایک سال بعض جگہ سے اطلاع ملی کہ یہاں بالکل بارش نہیں جس کی وجہ سے فصل برباد ہو رہی ہے، بعض جگہ سے خبر آئی کہ یہاں بارش بہت ہے زمین میں پانی ٹھہر گیا جس کی وجہ سے فصل بیکار ہوگئی، اسی طرح جب میں پنجاب بھاولپور گیا تو دیکھا شاندار فصل ہے پکی کھڑی ہے نہ بارش کی کمی ہے نہ زیادتی مگر کھیتی کاٹنے والا کوئی نہیں اس لئے کہ سب شدید بخار میں مبتلا ہیں، پھر فرمایا کہ اس دنیا میں جس چیز پر اعتماد ہوتا ہے، حق تعالیٰ شانہٗ اس کو ناکام بنادیتے ہیں، اسی طرح جو چیز نفع دینے والی سمجھی جاتی ہے، اس کو نقصان دہ ثابت کردیتے ہیں، (جیسا کہ کھیتی کاٹنے والوں پر اعتماد تھا، ان کو بیمار کرکے

ناکام بنادیا، بارش نفع کی چیز سمجھی جاتی ہے، اس کونقصان دہ اور کھیتی کوتلف کرنے والا بنادیا)

بیوی سے وطی میں اجر ہے

ارشادفرمایا کہ اگر بیوی سے اس نیت کے ساتھ وطی کی جائے کہ نظر محفوظ رہے نا محرم پر نہ پڑے تو اس میں اجر ہے:۔

"لک فی جماع زوجتک اجر"

تیرے لئے اپنی بیوی سے جماع کرنے میں اجر ہے ۱۲۔ (مجموعہ چہل حدیث ص ۳۱ مطبوعہ یحیوی سہارنپور)

حقیقت تقویٰ

ارشادفرمایا کہ حضرت عمرؓ نے ایک صحابی سے دریافت کیا کہ تقویٰ کسے کہتے ہیں، انہوں نے پوچھا کبھی خاردار وادی کانٹوں والے راستہ پر چلے ہو؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جی ہاں! دریافت کیا کیسے چلے ہو؟ فرمایا دامن سمیٹ کر اور بدن کو بچا کر کہیں ایسا نہ ہو کوئی کانٹا بدن یا کپڑوں میں لگ جائے، فرمایا کہ بس اسی کا نام تقویٰ ہے، پھر فرمایا (حضرت قدس سرہٗ نے) روزہ دار روزہ کی حالت میں مختلف چیزیں کھانے پینے کی دیکھتا ہے، مگر چکھتا نہیں اس اندیشہ سے کہ کہیں حلق سے نیچے اُتر کر روزہ کو فاسد نہ کردے، حالانکہ منھ میں کسی چیز کے رکھنے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا، مگر پھر بھی اس کو فکر ہوتا ہے، اسی طرح جب لڑکی کی منگنی کر دیجاتی ہے تو خود اس کو بھی اور اسکے گھر والوں کو بھی فکر ہو جاتی ہے، ایسا نہ ہو کہ لڑکی سے کوئی ایسا امر سرزد ہو جائے جو لڑکے یا لڑکے والوں کو پسند نہ ہو، اوران کو خبر ہو جانے پر رشتہ منقطع کرنے کی نوبت آئے، بس اسی

طرح کا فکر ہر معاملہ میں ہوجائے ایسا نہ ہو کہ کوئی قول وفعل اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے خلاف صادر ہو یہی ہے تقویٰ۔

پیٹ بھر کر کھانا

ارشاد فرمایا کہ امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں لکھا ہے "**الشبع بدعة حدثت بعدالمأتين**" یعنی پیٹ بھر کھانا ایسی بدعت ہے جو دوسری صدی ہجری کے بعد وجود میں آئی ہے (مگر بدعت سے مراد اصطلاحی بدعت نہیں جس کو حدیث پاک میں ضلالت کہا گیا ہے)

زبان کی حفاظت

ارشادفرمایا کہ زبان حق تعالیٰ شانہٗ کی بہت بڑی نعمت ہے، اس سے مختلف پاکیزہ اعمال (طاعات وعبادات تلاوت ذکر تسبیح استغفار وغیرہ) کئے جاتے ہیں، اس کو انہی میں مشغول رکھنا چاہئے گندی چیزوں میں جھوٹ غیبت چغلخوری بہتان گالی گلوچ وغیرہ میں اس کو مشغول کرنا ایسا ہی ہے جیسے کسی صاف ستھرے کپڑے کو غلاظت میں ڈالدیا جائے۔

زبان ملک نہیں امانت ہے

ارشادفرمایا کہ زبان اپنی ملک نہیں کہ اس سے جو چاہو کام لو بلکہ امانت ہے، اس لئے اس کو انہی کاموں میں مشغول رکھنا چاہئے، جن کے لئے یہ عطا کی گئی ہے، یعنی ذکر تلاوت وغیرہ میں گندے کام یعنی غیبت چغلخوری وغیرہ سے اس کو بچانا چاہئے (ایک موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ سے زبان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ

اس کو لایعنی باتوں سے روکو انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی کیا ہم سے مواخذہ کیا جائیگا، ان باتوں پر جو ہم زبان سے بولتے ہیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے معاذؓ تجھ کو تیری ماں ضائع کرے بہت سے لوگوں کو جہنم میں منہ کے بل زبان کی کٹی ہوئی کھیتیاں ہی ڈالیں گی۔ (مشکوٰۃ شریف ص۱۴ ج۱)

سب سے افضل دعائیں

ایک صاحب نے کچھ مطبوعہ دعائیں (جن کے بڑے بڑے فضائل بھی لکھے تھے، حالانکہ وہ اسی طرح ان کے فضائل احادیث سے ثابت نہ تھے) حضرت کو دکھلائیں اور دریافت کیا کہ ان دعاؤں کا پڑھناً کیسا ہے؟

تو ملاحظہ فرما کر ارشاد فرمایا کہ دعائیں تو صحیح ہیں، اوران کا پڑھنا بھی درست ہے مگر اس نیت سے پڑھنا کہ یہ سب احادیث سے ثابت ہیں درست نہیں نیز فرمایا کہ سب سے افضل دعائیں وہ ہیں جو قرآن پاک میں وارد ہیں ان کے بعد وہ جو حدیث شریف سے ثابت ہیں۔

فرشتے جب چاہیں تلاوت نہیں کر سکتے

ارشاد فرمایا جو ملائکہ وحی لانے پر مقرر تھے وہ وحی اگر پہنچا گئے جب اور جس وقت بھی جی چاہے، وہ تلاوت کرلیں، اس پر وہ قادر نہیں، یہ نعمت عظمیٰ انسان کو حاصل ہے، کہ جب چاہے تلاوت کرلے پس مسلمان کو چاہئے کہ اس نعمت عظمیٰ کی قدر کرے اور جس قدر ہو سکے کلام پاک کی تلاوت میں مشغول رہے کہ بہت ہی اجر وثواب کا کام ہے ایک ایک حرف پر دس دس نیکیاں ملتی ہیں (یہ بھی اس وقت جبکہ بے وضو نماز سے باہر تلاوت کرے

باوضونماز سے باہر تلاوت کرے تو ایک حرف پرپچیس نیکیاں ملتی ہیں، اورنماز میں بیٹھ کر تلاوت کرے تو ایک حرف پر پچاس نیکیاں عطا کی جاتی ہیں، اور نماز میں کھڑے ہوکر تلاوت کرے تو ایک حرف پر سونیکیاں دیجاتی ہیں، قالہ علی احیاء العلوم ص ۲۷۵ رج ۱)

آنے والوں کے قدم نجات کا ذریعہ

ایک صاحب نے حضرت کے پاس لکھا کہ لوگوں کی اپنے پاس آمد ورفت سے وحشت ہوتی ہے، جی تنگ ہوتا ہے اوران پر غصہ آتا ہے تو بندہ (مرتب) کومخاطب بنا کر املا کراتے ہوئے، ارشادفرمایا کہ

حضرت حاجی امداداللہ صاحب نوراللہ مرقدہٗ نے فرمایا کہ آنے والوں کے قدموں کواپنی نجات کا ذریعہ سمجھتا ہوں، جوآتے ہیں وہ خودنہیں آتے، بلکہ بھیجے جاتے ہیں، (من جانب اللہ آتے ہیں ان کی خدمت ظاہر ہے کہ نجات کا ذریعہ ہے)

خدمت کا ثمرہ

ارشادفرمایا ہر کہ خدمت کرداومخدوم شد، جوشخص اپنے بڑوں کی خدمت کرتا ہے حق تعالیٰ شانہٗ اس کومخدوم بنادیتے ہیں اسکے چھوٹے اس کے لئے خادم بنجاتے ہیں۔

ایک شعر کا مطلب

س:-اس شعر کا کیا مطلب ہے؟ شعر یہ ہے:

بے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوید
کہ سالک بے خبر نبود زراہ ورسم منزلہا[1]

[1] مصلے کوشراب میں رنگین کرلواگر پیر مغاں ہے، اسلئے کہ سالک منزل کی راہ ورسم سے بےخبرنہیں ہوتا۔

ج:-تو ارشاد فرمایا کہ جو شخص علم ،عمل ،تقویٰ ،ورع ،اور اخلاق وغیرہ میں کامل ہوگا وہ خلافِ شرع کا حکم نہیں دے گا ،اس لئے اس کی اطاعت کرو گو وہ کسی ایسے کام کا حکم کرے جو بظاہر خلاف شرع معلوم ہو لیکن دعویٰ کرنے کو تو بہت ہیں کہ میں ایسا ہوں ویسا ہوں مگر ہوتے ہیں ایسے خال خال ہی۔

شاہ عبدالعزیز صاحبؒ سے شعر بالا کے متعلق سوال

پھر فرمایا کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے یہاں ایک طالب علم تھا اس نے شاہ صاحب سے اس شعر کا مطلب پوچھا شاہ صاحبؒ نے اس سے ایک رات فرمایا کہ فلاں جگہ فلاں طوائف کے یہاں جاؤ، کچھ رقم بھی وہاں کے خرچ کے لئے دی ، یہ سن کر بڑا حیران آخر شاہ صاحبؒ کیا فرمارہے ہیں ،شاہ صاحب نے پھر کہا اور اصرار کے ساتھ کہا تو مجبوراً وہاں گیا ساتھ میں مصلی بھی لے گیا اور رات بھر وہاں باہر نفلیں پڑھ کر صبح کو واپس آ گیا شاہ صاحب نے دریافت فرمایا کہ کہو رات کیسی گزری ؟ اس نے بتایا،شاہ صاحب نے اگلی شب پھر بھیجا یہ اس رات بھی صبح تک نفلیں پڑھ کر آ گیا ،جب رات آئی تو شاہ صاحب نے پھر بھیجا یہ گیا اور کچھ حصہ رات کا نفلوں میں گزار کر مصلی لپیٹ کر رکھدیا کہ دیکھنا تو چاہئے آخر ماجرا کیا ہے ،شاہ صاحب روزانہ بھیجتے ہیں ،اتنے میں آہ آہ کی آواز اس کے کان میں پڑی ، یہ اندر گیا اور اس طوائف سے آہ آہ کرنے کی وجہ معلوم کی اس نے بتایا کہ اب تک تو میری عصمت محفوظ تھی ،اب مجھے فکر ہے کیونکہ آج تو نے جلدی ہی مصلی اٹھالیا اس نے پوچھا کہ جب تیری عصمت محفوظ ہے تو یہاں تیرا قیام کیسے یہاں تو دوسری طرح کی عورتیں رہتی ہیں ،اس نے جواب دیا کہ میری شادی ایک نوجوان سے ہوئی تھی ، جب بارات مجھے لیکر چلی تو راستہ میں ڈاکوؤں نے بارات کو لوٹ لیا ، اور مجھے بھی یہاں

لاکر فروخت کر گئے، اس طالب علم نے

تحقیق کی اس کا وطن پوچھا اس کے والد کا نام پوچھا شوہر کا نام وغیرہ معلوم کیا، تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ وہ اس کی بیوی ہے اور یہ اس کا شوہر ہے اس نے پوچھا آپ کہاں رہے؟ اس نے بتلایا کہ جب بارات لٹ گئی میں نے بھی شاہ صاحبؒ کے یہاں آ کر طالب علمی اختیار کر لی، اس کے بعد جو کچھ ہونا تھا ہوا، صبح کو شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو شاہ صاحبؒ اس کا چہرہ دیکھ کر سمجھ گئے اور فرمایا کہو بھائی اس شعر کا مطلب سمجھ میں آ گیا، اس نے جواب دیا جی ہاں خوب سمجھ میں آ گیا۔

مدرسین کے لئے جامع نصیحت

ایک صاحب نے تحریراً عرض کیا کہ میں فلاں مدرسہ میں پڑھاتا ہوں، اور فلاں سے بیعت ہوں، آپ کچھ نصائح فرمادیں، اس پر ارشاد فرمایا کہ طلبہ اور کتابوں کا پورا پورا حق ادا کرنے کی کوشش کریں طلبہ کو اپنا محسن سمجھیں کہ انہوں نے آپ کے علوم کی تخم ریزی کیلئے اپنے قلوب کو پیش کیا اور اس طرح آپ کے علوم متعدی ہوئے ورنہ تو محدود ہو کر رہ جاتے، اسلئے صلبی اولاد کی طرح اپنے طلبہ پر شفقت کریں آپکی خامیوں کو آپ کے اساتذۂ کرام نے دور کیا ہے اپنے طلبہ کی خامیوں کو آپ دور کریں جو کتاب پڑھائیں، پورے مطالعہ کے بعد پڑھائیں اگر چہ متعدد بار پڑھا چکے ہوں، حق تعالیٰ شانہٗ ہر مطالعہ میں کچھ نہ کچھ نیا فیض عطا فرماتے ہیں، دل سے دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ علم وعمل میں برکت دے۔

بیعت بغرض خلافت

میرے والد صاحب سناتے تھے کہ حضرت گنگوہیؒ کی خدمت میں کوئی گاؤں کا

آدمی آیا، بیعت ہوااس کے بعد کچھ دیر تک تو خاموش رہا کہ حضرت ہی خود ارشاد فرمائیں گے، مگر جب حضرت نے کچھ نہ فرمایا تو بولا ہجرت جی وہ سجرا پجرا مجھے بھی دیدیا ہوتا، حضرت نے فرمایا تو کیا کرے گا؟ تو جواب دیا کہ میں بھی تھاری طرح مُریدمَراد کرلیا کروں گا۔

حضرت تھانویؒ سے سوال خلافت

حضرت تھانویؒ کی خدمت میں ایک شخص نے دوروپیہ کا ہدیہ پیش کیا اورعرض کیا کہ مجھے بھی خلافت دیدی ہوتی؟ حضرت نے فرمایا خلافت اتنی سستی ہے؟ دوروپیہ میں تو کسبت[۱] بھی نہیں آتی خلافت کیا ملے گی۔

فائدہ:- منشاء ان دونوں واقعوں کے ذکر کا یہ ہے کہ مشائخ کی خدمت میں حاضر ہونا، بیعت ہونا اپنی اصلاح کی نیت سے ہونا چاہئے، خلافت ومجاز بننے کا خیال ہرگز نہ ہونا چاہئے کہ یہ محرومی کا سبب ہے اسکے ہوتے ہوئے فیض نہیں پہنچتا۔

اہل اللہ کوستانے سے بہت ہی ڈرنا چاہئے
(ایک عبرت ناک واقعہ)

کچھ روافض نے ایک بزرگ کا مزاق بنانا چاہا، فرضی طور پر ایک شخص کو مردہ بنایا اور چارپائی پر لٹا کران بزرگ کے پاس گئے کہ ان کی نماز جنازہ پڑھادیں، طے یہ کیا تھا کہ جب وہ نماز پڑھائیں گے تو دوتین تکبیر ہوجانے کے بعدوہ شخص جس کو میت بنایا گیا ہے ان بزرگ کو لپٹ جائے، ان بزرگ نے کہا کہ اسکو غسل تو دلا دوتب نماز پڑھیں گے انہوں کہا کہ غسل تو دے رکھا ہے، فرمایا کہ وہ غسل معتبر نہیں پھر غسل دو، اس پر وہ اس کو وہاں سے

[۱] یعنی نائی کا وہ تھیلا وغیرہ جس میں وہ اپنے اوزار استرہ قینچی وغیرہ رکھتا ہے۔

اٹھا کر لے آئے دیکھا تو وہ مرا پڑا ہے، اسی لئے ان بزرگ نے غسل کیلئے فرمایا تھا کہ زندگی کا غسل معتبر نہیں مرنے کے بعد غسل دینا چاہئے۔

فائدہ:- ان لوگوں نے ان بزرگ کوستانا چاہا، حق تعالیٰ شانہٗ نے اس کا انتقام لے لیا، اہل اللہ کوستانے سے بہت ہی ڈرنا چاہئے، کہ انکی الٹی بھی سیدھی ہوجاتی ہے، حدیث قدسی میں ہے کہ جو شخص میرے ولی سے دشمنی رکھتا ہے، اس کو اذیت دیتا ہے، اس سے میرا اعلان جنگ ہے۔ (کذافی البخاری)

علم کو عمل کی تلاش

ارشادفرمایا، علم عمل کو تلاش کرتا ہے، عمل نہ ہونے پر رخصت ہوجاتا ہے، جیسے کوئی آدمی اونٹ پر سوار مکان کے دروازہ پر اس کے مالک کو آواز دیتا ہے، اس کے جواب نہ دینے پر چلا جاتا ہے، پھر فرمایا علم ایک نور ہے، اور جہالت ظلمت ہے، اسی واسطے جب کوئی چیز سمجھ میں آجاتی ہے، تو کہا جاتا ہے کہ مجھے روشنی مل گئی، اندھیرے سے روشنی میں آ گیا۔

کُتّے کا تقویٰ

ارشادفرمایا کتا ایک ٹانگ اُٹھا کر ایسے طریق سے پیشاب کرتا ہے کہ اس کی ٹانگ اور جسم کا کوئی حصہ ملوث نہ ہو، یہ اس کا تقویٰ ہے، یعنی احتیاط ہے۔

فائدہ:- اس سے مادی ومعنوی گندگیوں سے بچنے کا جو سبق ہمیں ملتا ہے ظاہر ہے۔

آدمی اپنے آپ کو بے قصور نہ سمجھے

کسی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت عامل وغیرہ سے بہت پریشان ہوں سحر

وآسیب ہے یا کچھ اور، دعا وتوجہ فرمائیں۔

ارشاد فرمایا آدمی اپنے آپ کو بے قصور نہ سمجھے خبر نہیں کونسی بات پر کس طرح پکڑ ہو جائے، کبھی ایسا بھی ہوتا ہے، کہ آدمی سمجھتا ہے کہ میں نے کوئی قصور نہیں کیا حالانکہ بے خبری میں وہ اس کو کئے ہوئے ہوتا ہے، اس پر پکڑ ہو جاتی ہے۔

مرید کو شیخ کے ساتھ غائبانہ ربط

عرض:- مرید کو شیخ کے ساتھ غائبانہ ربط کیسے رہتا ہے؟ قلبی طور پر استفادہ جاری رکھنے کے لئے کیا کرنا ہوگا؟

ارشاد:- یہ الفاظ کی باتیں نہیں باقی اتنا سمجھ لو کہ آدمی جب کسی شیخ کو اپنا مقتدا مان لیتا ہے، ان کے اقوال واعمال کا اتباع کرتا ہے، ہر چیز میں اس کی کوشش کرتا ہے، کہ ان کے طریقے کو اختیار کرے تو اس سے آہستہ آہستہ ربط پیدا ہو جاتا ہے، جیسے مولانا الیاس صاحبؒ نے فرمایا تھا، کہ میں نے حضرت مولانا خلیل احمد صاحبؒ کی خدمت میں خط لکھا تھا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ چند روز حضرت کی خدمت میں رہوں، حضرت نے فرمایا کہ تم کو مجھ سے کچھ حاصل کرنے کے لئے یہاں آنیکی ضرورت نہیں دور نزدیک سب برابر ہے، جو فائدہ یہاں آ کر ہو سکتا ہے، وہی فائدہ وہاں بیٹھے بیٹھے ہوگا، اسی طرح مولانا ظفر احمد صاحب تھانویؒ مدرسہ مظاہر علوم کے بالائی کمرے میں تہجد کے وقت ذکر میں مشغول تھے ایک دم ان کی طبیعت میں تقاضہ پیدا ہوا کہ نیچے چلوں، نیچے آ کر دیکھا تو حضرت سہارنپوریؒ کھڑے ہیں، مولانا کو دیکھ کر فرمایا کہ اندر سے چارپائی لا کر یہاں ڈالدو، انہوں نے چارپائی ڈالدی حضرت لیٹ گئے، یہ جا کر پھر ذکر میں مشغول ہو گئے، وہ جو تقاضہ تھا ختم ہو گیا۔

نسبت مع اللہ کی حقیقت

عرض:-نسبت مع اللہ کی حقیقت کیا ہے؟

ارشاد:-اللہ سے ایک خاص قسم کا تعلق پیدا ہو جائے کہ آدمی اس کی نافرمانی نہ کرے، اس کی اطاعت کرتا رہے، ہر کام میں نیت خالص رکھے، اور اس فکر میں رہے کہ وہ مجھ سے راضی ہو جائے ناراض نہ ہو۔ یہاں تک کہ یہ تعلق قوی ہو جائے تو اس کو نسبت مع اللہ کہتے ہیں، حضرت تھانویؒ نے ایسا ہی فرمایا ہے۔

اصلاح بغیر سختی کے ہوسکتی ہے

عرض:-اصلاح بغیر سختی کے ہوسکتی ہے یا نہیں؟

ارشاد:-ہر ایک کی اصلاح بغیر سختی کے ہو جائے ایسا بھی نہیں، اور ہر ایک کی اصلاح سختی سے ہو جائے ایسا بھی نہیں بلکہ کسی کیلئے نرمی اور کسی کے لئے سختی کی ضرورت پیش آتی ہے، طرق الوصولِ الی اللہ بعدد انفاس الخلائق'' اللہ تعالیٰ تک پہونچنے کے راستے اتنے ہیں جتنے مخلوق کے سانس ہیں، صرف ایک دو نہیں، باقی یہ ذوقی چیز ہے، حضرت تھانویؒ کا ذوق یہ ہے کہ بغیر سختی کے اصلاح نہیں ہوتی، چنانچہ اس کے شواہد ان کو ملتے چلے گئے، دوسر وں کا ذوق اس سے مختلف ہے۔

یہ بھی ایک طریقہ ہے اصلاح کا

پھر فرمایا کہ ایک شخص دیوبند آئے مولانا مدنیؒ کے یہاں ان کے مہمان خانہ میں ٹھہر گئے، اب ناشتہ کا وقت ہوتا تو حاضر خدمت دن کا کھانا، رات کا کھانا ہوتا تو حاضر

خدمت، مگر نماز کے وقت غائب کیونکہ وہ نماز نہیں پڑھتے تھے، حضرت مدنیؒ ہی کے ایک رشتہ دار نے جو وہاں پڑھتے تھے، انہیں ڈانٹ دیا کہ آپ عجیب آدمی ہیں، کھانے میں حاضر نماز میں غائب، نماز کیوں نہیں پڑھتے؟ حضرت مدنیؒ کو علم ہوا، تو حضرت مدنیؒ نے ان کو ڈانٹا کہ وہ خدا کا قصور کرتے ہیں، آپ کا قصور نہیں کرتے، آپ ہوتے کون ہیں ڈانٹنے والے، اسی روز سے انہوں نے نماز شروع کردی، یہ طریقہ بھی ہے اصلاح کا۔

ایضاً

پھر فرمایا کہ ایک صاحب حضرت (مدنیؒ) کے پیر دبانے بیٹھے بہت ہی عقیدت مندی کے ساتھ، حضرت کو کچھ نیند کا اثر ہوا، انہوں نے موقع غنیمت سمجھا، جیب میں سے بٹوا نکال لیا، حضرت بالکل سوتے ہوئے بن گئے، گویا ان کو خبر ہی نہیں، یہاں تک کہ وہ اٹھ کر چلے گئے، اسی طرح ایک جگہ تشریف لے گئے، کھانا کھا کر لیٹے شیروانی اتار کر کھونٹی پر ٹانگدی ایک صاحب آئے اور بہت ہی احتیاط سے پیسے نکال کر لے گئے، حضرت کے پاس ان کے علاوہ اور پیسے تھے نہیں، اس لئے قرض لے کر سفر پورا کیا، مگر اس کے بعد وہ اتنے متاثر ہوئے کہ کبھی چوری نہیں کی یہ بھی ایک طریقہ ہے اصلاح کا مگر اس طریقہ میں اپنے نفس پر زیادہ بوجھ پڑتا ہے۔

مولانا گنج مرادآبادیؒ کے یہاں اصلاح میں سختی

فرمایا:- حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآبادیؒ اصلاح میں سختی کرتے تھے، بہت ڈانٹتے تھے، اور ایسی سختی کرتے کہ مولانا تھانویؒ جیسے آدمی گھبرا گئے، مولانا تھانویؒ نے خود لکھا ہے، (یعنی کانپور سے گنج مرادآباد مولانا سے ملنے جانے کا واقعہ)

پھر فرمایا کہ مولانا فضل الرحمٰن صاحبؒ کے یہاں حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحبؒ بھی آئے ہیں، اور وہ تین دعا کر کے آئے، ایک تو یہ کہ کسی سے راستہ پوچھنے کی ضرورت پیش نہ آئے، بغیر راستہ پوچھے وہاں تک پہونچ جاؤں، ایک یہ کہ مجھ سے ناراض نہ ہوں، ایک یہ کہ مجھے دعا دیدیں، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ راستہ پوچھنے کی نوبت نہیں آئی، بغیر راستہ پوچھے وہاں پہنچ گئے، نارض بھی نہیں ہوئے، ان پر اور دعا بھی دیدی پھر فرمایا کہ مفتی عزیز الرحمٰن صاحب دیوبندیؒ بھی ان کے یہاں آئے ہیں، ان کو دور سے آتے دیکھ کر ہی ناراض ہوگئے، کہ یہاں آنیکی ضرورت نہیں، واپس ہوجاؤ، وہ واپس ہوگئے اس کے بعد یکا یک الہام ہوا کہ بڑے اونچے آدمی ہیں، فوراً ایک آدمی بھیجا کہ ایسی ایسی صورت کے آدمی ہیں ان کو بلا کر لاؤ، وہ گیا اور مفتی صاحب کو بلالایا یہ آگئے ان کا اعزاز فرمایا۔

ذکر لا الہ الا اللّٰہ میں ہر دس مرتبہ پر کلمہ پورا کرنیکی حکمت

ایک صاحب کو ذکر جہری تلقین فرمایا کہ دوسو مرتبہ **لا الہ الا اللّٰہ** پڑھ لیا کریں، اس طرح کہ ہر دس مرتبہ پر کلمہ پورا کرلیا کریں، **محمد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم**، اس واسطے کہ **لا الہ الا اللّٰہ** کی تاثیر گرم ہے، اس میں اعتدال پیدا کرنے کی ضرورت ہے وہ **محمد رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم** سے حاصل ہوتا ہے۔

مراقبہ کس لئے ہوتا ہے

عرض:- آپ کو کبھی کسی وقت مولانا احمد رضا خانصاحب کے متعلق مراقبہ میں نظر آیا کہ کس حالت میں ہیں؟

ارشاد:- کیا مراقبہ اسی لئے ہوا کرتے ہیں، کہ دنیا بھر کے لوگوں کے عیوب اور گناہ ٹٹولیں، مراقبہ اس لئے نہیں ہوتا، مراقبہ اپنے گناہوں کے لئے ہوتا ہے، کہ اپنے گناہوں کو دیکھیں، اور غور کریں کہ ان سے توبہ کی کیا صورتیں ہیں، باقی میں ان کی شان میں کچھ کہتا نہیں، میں نے کبھی ان کے متعلق نازیبا لفظ نہیں کہا، ان کے لوگ مجھے برا کہہ لیں مگر میں نہیں کہتا

عرض:- ایک بزرگ فرما رہے تھے، کہ مولانا احمد رضا خانصاحب میں اتنا زیادہ عشق رسول تھا کہ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عشق کے طفیل ان کو معاف کردیں۔

بہ مئے سجادہ رنگین گرت پیر مغاں گوید

مع واقعہ اورنگ زیب عالمگیرؒ

مولانا حامد میاں صاحبؒ نے سوال کیا کہ حضرت! ''بہ مئے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوید'' کا کیا مطلب ہے، تو اس پر فرمایا کہ قصہ مشہور ہے، اورنگ زیب عالمگیر کی حکومت میں کسی ہندو لڑکی پر نظر پڑ گئی کسی پولیس افسر کی، پولیس افسر مسلمان تھا اسے پسند آ گئی یہ اندر بیٹھ گئی، اس پولیس افسر نے کیا کیا، جب اس کی شادی کا وقت آیا، اس کا ڈولا تیار ہوا، اس پولیس افسر نے مطالبہ کیا کہ پہلی رات ڈولا میرے یہاں رہے گا، لڑکی اس کے لئے تیار نہیں، حتی کہ کوشش کر کے لڑکی نے براہِ راست اورنگ زیب عالمگیر سے عرض کیا، انہوں نے کچھ سوچا، سوچنے کے بعد کہا کہ تمہیں اس کی بات مان لینی چاہئے، لڑکی نے کہا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے، تو کہا کہ بیٹی اس کا کہنا مان لو، تو اس نے اور تعجب سے کہا کہ آپ مجھے بیٹی بھی کہہ رہے ہیں، اور ایسی بات کے لئے کہہ رہے ہیں، آپ بتائے کہ اگر واقعی

آپ کی بیٹی ہو اور ایسا معاملہ ہو تو کیا آپ برداشت کریں گے، تو اورنگ زیب نے کہا کہ ہمارا حکم تو ماننا ہی پڑے گا، اب وہ لڑکی آگے کیا بولے، کچھ نہیں کہا، چنانچہ طے ہو گیا، اس پولیس افسر کے یہاں جانا، وہ پولیس افسر (ڈولا اس کے گھر جانے سے پہلے) نذرانۂ عقیدت لیکر آیا، ماتحتوں کو خیرات تقسیم کی اور بادشاہِ وقت کے سامنے نذرانۂ عقیدت لے کر گیا، خوشی و مسرت کے ساتھ ساتھ، چونکہ سب حال معلوم ہو گیا تھا کہ اورنگ زیب نے یہ کہا، لڑکی نے یہ کہا، جب افسر نذرانہ لیکر آیا، تو پوچھا یہ نذرانہ کیسا ہے؟ کیا بات ہے، کہا وہی تو اورنگ زیب عالمگیرؒ نے زور سے ایک تھپڑ مارا جس سے اس کا سر پھٹ گیا، اور بڑی عبرت ناک سزا دی اور کہا کہ ڈولا دولہا کے ہی گھر جائے گا، لڑکی سے کہہ رہے ہیں کہ کہنا ماننا پڑے گا، بات کیا ہے پورے طور پر دیکھنا تھا، کہ شکایت غلط تو نہیں، تاکہ آئندہ کسی کی جرأت نہ ہو، دیکھنے والوں کو تو معلوم ہو کہ بڑی سخت بات کہہ رہے ہیں، اورنگ زیب عالمگیرؒ باقاعدہ صاحبِ طریقت اور صاحبِ نسبت شخص ہیں اور وہ ایسی بات کہہ رہے ہیں کچھ بات ضرور ہے، باقی جس طرح کھرے کھوٹے روپئے چلتے ہیں، اس لائن میں بھی کھرے کھوٹے چلتے ہیں، کھوٹے کھرے بنکر اس پر اشکال کرتے ہیں، یہ نہایت خطرناک چیز ہے، اس واسطے جو شخص اپنے لئے پیرمغاں بنائے، اس کے متعلق خوب تحقیق کر لے کہ واقعی یہ ظاہر و باطن کا ماہر ہے یا نہیں، اگر ہے تو پھر اب آگے کچھ اور پوچھنا ہی نہیں، جس کے پاس علم ظاہر بھی ہے، اور علم باطن بھی ہے، تزکیۂ نفس کئے ہوئے ہے، تصور بھی نہیں کر سکتا شراب کا جو آپ پیرمغاں کی طرف منسوب کر رہے ہیں۔

یہ صورت تو شراب پینے والے کی نہیں

ایک زمانہ میں شیخ الحدیث صاحبؒ دلی جایا کرتے تھے، اکیلے جایا کرتے تھے،

کسی اسٹیشن پر پیاس شدید لگ رہی تھی، سامنے دیکھا تو بوتلیں ہیں، دوکان ہے، اس سے خریدنے کے لئے پہونچ گئے، اس نے ایک نظر ڈالی اور کہا کہ آپ کے پینے کی نہیں یہ سمجھے کہ یوں دیکھا ہوگا کہ طالب علم آدمی ہے، اسکے پاس پیسے نہیں ہونگے، تو کہا کہ پیسے جتنے کہو گے اتنے دیدوں گا، بوتل دیدو، اس نے کہا، نہیں دیتا، شیخ نے فرمایا کہ بات تو بتادو، تو اس نے ڈانٹ کے کہا کہ نہیں بیچتا میں آپ کے ہاتھ، آپ یہاں سے جایئے، حضرت شیخ چلے آئے، بات کیا ہے، دراصل وہ شراب کی بوتلیں تھیں، اللہ نے بچایا، یہ تو بے خبری میں پہونچ گئے تھے، اس نے دیکھ کر سمجھ لیا، کہ یہ مغالطہ میں آگئے ہیں، یہ صورت تو شراب پینے والے کی ہے نہیں، (پھر مولانا حامد میاں صاحبؒ سے مخاطب ہوکر فرمایا) حضرت مولانا وصی اللہ صاحب نے حکیم افہام اللہ صاحبؒ سے کتنے عرصہ پہلے کہدیا تھا، کہ یہ تمہارے پاس آئینگے، ذرا ان کا خیال رکھنا، آپ انکے یہاں گئے، اور حکیم افہام اللہ صاحبؒ نے آپ کا خیال رکھا، بس جو علم ظاہر اور علم باطن میں کامل ہے تو وہ غلط بات کہے گا ہی نہیں لوگ اپنی کم علمی کیوجہ سے اس کی بات کو غلط کہہ رہے ہیں، لیکن درحقیقت وہ غلط بات نہیں کہے گا۔

لمّۃ الشیطان اور لمّۃ الملک میں فرق اور شیخ جیلانیؒ کا واقعہ

کسی صاحب کے استفسار پر ارشاد فرمایا کہ لمّۃ الشیطان (شیطانی اثر) اور لمّۃ الملک (فرشتہ کا اثر) میں فرق علم سے ہوگا؟ اس کے بعد فرمایا کہ پیرانِ پیر سید عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مکشوف ہوا تو کشف کی حالت میں ایسا لگا کہ میں اللہ تعالیٰ

کے بہت قریب ہوگیا ہوں، اسی حالت میں سخت پیاس محسوس ہوئی، فوراً ایک سونے کا پیالہ دکھائی دیا جو میرے جانب بڑھا، تامّل ہوا کہ پیئوں یا نہ پیئوں، کیونکہ سونے کا برتن استعمال کرنا ناجائز ہے، اس کے بعد خیال ہوا کہ اللہ ہی نے حرام کیا ہے اور وہی دے رہے ہیں، پھر خیال ہوا کہ نہیں پیئوں گا کیونکہ شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں نسخ نہیں، یہ یقین کر لینے کے بعد لاحول پڑھا، پڑھتے ہی شیطان بھاگ گیا، لیکن ایک ٹانگ مار گیا کہ تو اپنے علم کے ذریعہ بچ گیا ورنہ اتنوں کو میں نے اس مقام پر لا کر جہنم میں ڈالا ہے، میں نے کہا علم کے ذریعہ نہیں بلکہ فضل خداوندی سے بچا ہوں، اس پر مولانا محمد شاہ گنگوہیؒ نے عرض کیا معلوم ہوا کہ اصل چیز فضلِ خداوندی ہے اور علم ذریعۂ احساس ہے، حضرت نے ارشاد فرمایا جی ہاں۔

علماء کی غیبت تباہی ہے

ارشاد فرمایا کہ علامہ عبدالوہاب شعرانیؒ نے الیواقیت والجواہر سے نقل کیا ہے کہ **لحوم العلماء مسمومة** اسکا مطلب یہ ہے کہ علماء کا گوشت زہریلا ہوتا ہے ارشاد ہے، آیت کریمہ:

لایغتب بَعْضُکُمْ بَعْضاًایحب احدکم ان یاکل لحم اخیه میتاًفکرھتموہ‘..

اور کوئی کسی کی غیبت بھی نہ کیا کرے، کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے، کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے اس تو تم ناگوار سمجھتے ہو (بیان القرآن)

مراد یہ ہے کہ ان کی غیبت دین ودنیا دونوں کی تباہی، بربادی ہے، اس سے احترازلازم ہے، بس حق تعالیٰ حفاظت فرمائے۔

بدنظری کا علاج

ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت نامحرموں پر نظر پڑنے سے نہیں بچا جاتا اس کے لئے دعا فرمادیں، ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے ہر آنکھ پر دو کواڑ لگا رکھے ہیں، جب غلط جگہ نظر پڑے فوراً ان کو بند کرلو، دوسری طرف منہ پھیرلیا کرو، اچانک بلاارادہ نظر پڑگئی تو اس پر کوئی گناہ نہ ہوگا، ہاں اس نظر کو باقی رکھے گا یا بالاختیار نظر ڈالے گا تو گناہ ہوگا، اس لئے کہ معصیت وہ چیز ہے جو اختیار سے ہو۔

طالب علم کا نصب العین

طالب علم کی نیت یہ ہونی چاہئے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے جو ہدایات دیکر بھیجا تھا، ان کی تفصیلات معلوم کریں، تاکہ اپنی زندگی ان کی زندگی کے موافق بنائیں، کیونکہ رنج وخوشی دونوں ہی قسم کے حالات پیش آتے ہیں، طالب علم کو معلوم ہونا چاہئے، کہ ان حالات میں میرا نصب العین کیا ہوگا، وسوسے تو آتے ہی ہیں، ان کا علاج بس یہی ہے، کہ ان کی طرف توجہ نہ کی جائے، تسبیحات جس قدر دل لگا کر ادا کی جائینگی، اسی قدر نفع ہوگا، طالب علم کو یہ نیت کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے قانون کو معلوم کریں کن باتوں سے ناراض ہوتا ہے، اور کن باتوں سے راضی ہوتا ہے، راضی ہونے والی باتوں پر عمل کریں، ناراض ہونے والی باتوں سے پرہیز کریں، سارا دین ایک دم ہی قابو میں نہیں آجاتا اللہ تعالیٰ توفیق دے آپ کو بھی مجھے بھی۔

مصالحت کا طریقہ

ارشاد:- جب دوفریقوں میں باہم منازعت ہو پھر وہ مصالحت کیلئے آمادہ

ہوں تو اس کیلئے ضروری ہے کہ جو خدائے پاک اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منشا کے بھی خلاف ہے اور اس کی سزا بھی سخت ہے، پھر اس پر قلب سے نادم ہوکر مکافات کے لئے آمادہ ہوں خواہ اس کے لئے کتنی بھی قربانی دینی پڑے اگر یہ جذبہ قلب میں ہے تو مصالحت، مصالحت ہے جس کے ذریعہ سے منازعت ختم ہوجاتی ہے، اور اللہ پاک کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں، اگر یہ جذبہ نہیں بلکہ کسی خارجی دباؤ سے مصالحت کی جارہی ہے مثلاً کوئی لالچ ہے، یا ڈر، یا بدنامی، یا بے عزتی کا خوف ہے، تو وہ حقیقی مصالحت نہیں بلکہ مخادعت (دھوکہ دہی) ہے، ہر فریق دوسرے کو دھوکہ دینے کی کوشش کریگا، اور نزاع کی جڑ ختم نہیں ہوگی، بلکہ قلوب میں پختہ ہوجائے گی، جس کا نتیجہ ظاہر ہے۔

غصہ کا علاج

ایک شخص کے استفسار پر ارشاد فرمایا کہ اگر کسی کی خلافِ طبع بات پر غصہ آجائے تو یہ سمجھ کر پینا چاہئے کہ یہ میرے گناہوں کا کفارہ ہے اور یہ شخص دھوبی ہے، جس طرح دھوبی کپڑے سے میل کو صاف کرتا ہے اسی طرح یہ شخص میرے قلب سے گناہوں کو صاف کررہا ہے۔

اکابر کے قول وفعل میں تاویل

عرض:- بزرگانِ دین سے بظاہر خلافِ شرع کوئی بات صادر ہوجاتی ہے تو اس میں تاویل کیجاتی ہے جبکہ عام لوگوں کے ساتھ یہ معاملہ نہیں برتا جاتا اس کی کیا وجہ ہے۔

ارشاد:- چونکہ ان حضرات کی زندگی شریعت کے مطابق ہوتی ہے، اس لئے شاذ ونادر بظاہر کوئی امر خلاف شریعت ان سے سرزد ہوتا ہے، تو اس کو ان کے عام

حالاتِ زندگی کے موافق بنانے کے لئے اور پوری زندگی کی روشنی میں اس کا صحیح محل تلاش کرنے کے لئے تاویل کیجاتی ہے، اوّل تو مسلمان سے نیک گمان رکھنے کے لئے، کسی دلیل کی ضرورت نہیں کیونکہ اس کا اسلام خود اس بات کا مقتضی ہے کہ اس کے ساتھ حسن ظن رکھا جائے مگر جب کہ وہ ارکان اسلام کو مکمل طور پر بجالا رہا ہے، اور غلط کاموں سے بچ رہا ہے، تو یہ حسن ظن اور بڑھ جاتا ہے، پھر جس قدر اس شخص میں احکام شرع پر پختگی آتی جاتی ہے، اسی قدر اس کے ساتھ نیک گمان بڑھتا چلا جاتا ہے، یہاں تک کہ وہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے، کہ اس کا اتباع کیا جاتا ہے، اس کی بات مانی جاتی ہے، ایسی حالت میں اگر کوئی امر بظاہر خلافِ شریعت اس سے صادر ہوتا ہے، تو اسکی زندگی کے یہ سب حالات بتاتے ہیں کہ وہ شخص ایسا نہیں کرسکتا، ایسا نہیں کہہ سکتا، ایسا نہیں ہوسکتا، مثلاً ایک شخص مکمل طور پر اتباع سنت کا خوگر ہے پوری زندگی اس کی سنت کی نورانیت سے منور ہے کوئی گوشہ اس سے خالی نہیں، کوئی کام غلط نہیں کرتا، اگر وہ کہے کہ میں رسول ہوں میں نبی ہوں، تو اس کو کیا کہا جائے گا، یہ تو کہہ نہیں سکتے کہ وہ جو سنت کی پیروی کررہا ہے، وہ غلط کررہا ہے، جو نیک کام کررہا ہے، غلط کررہا ہے، بلکہ اس کے قول کی تاویل کیجائے گی، کہا جائیگا، کہ اس کے قول کا مطلب یہ ہے کہ میں نبی کا خادم ہوں نبی کا پیرو ہوں نبی کا اتباع کرنے والا ہوں۔

کیا عورت بیعت کرسکتی ہے

عرض:- حضرت عورتیں بھی بیعت کرسکتی ہیں؟

ارشاد:- فرمایا کہ تذکرۃ الرشید، ص ۳۴۷ رج ۲ ر میں حضرت گنگوہیؒ کا قول نقل کیا ہے کہ اگر عورتوں کو بیعت کرنیکی اجازت ہوتی تو میری صفیہ مرید کیا کرتی۔

بیعت کیا چیز ہے کس لئے ہوتے ہیں

استفسار کیا گیا کہ مرید کس کو کہتے ہیں؟

ارشاد:- فرمایا کہ مولوی وکیل عبداللہ جان صاحب نے حضرت سہارنپوریؒ سے پوچھا تھا بیعت کیا چیز ہے کس لئے ہوتے ہیں؟ حضرت نے فرمایا کہ مرید توبہ کرتا ہے، اور مراد (شیخ) کو اس پر گواہ بناتا ہے وہ کہتے تھے کہ مراد کا لفظ پیر کے معنی میں اس روز میں نے پہلی بار سنا تھا، اس سے طبیعت میں شبہ پیدا ہوا کہ توبہ تو خدا کے سامنے کی جاتی ہے اور وہ دل کے حالات سے خوب واقف ہے، اس کو گواہ کی کیا ضرورت ہے "**یعلم خائنۃ الاعین وماتخفی الصدور**"

وہ آنکھوں کی چوری کو جانتا ہے اور انکو بھی جو سینوں میں پوشیدہ ہیں۔ (بیان القرآن)

خود ہی دل میں جواب آیا کہ انسان کے اعضاء بھی تو وہاں (آخرت) میں گواہی دیں گے لہٰذا گواہی پر کیا اشکال مولوی صاحب موصوف بڑے زیرک اور وسیع المطالعہ شخص تھے، دل میں کافی شکوک وشبہات لیکر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے، کہ آج بحث کروں گا، مگر بات اتنی ہی ہو پائی تھی، کہ تمام شکوک وشبہات دفع ہوگئے، اس کے بعد حضرت سے بیعت کی درخواست کی حضرت نے فرمایا کہ آپ کو بیعت کی کیا ضرورت ہے انہوں نے جواب دیا کہ میں نے تو کبھی ضرورت سمجھ کر کوئی کام کیا نہیں انگریزی معاشرت رکھتا ہوں وہ بلاضرورت بیعت بھی بلاضرورت ہی ہوجاؤں گا، اس کے بعد بیعت ہوگئے، اور حضرت نے ان کو اسم ذات کا ورد بتادیا جتنا کثرت سے ہوسکے پھر ان کے حالات بہت عجیب ہوگئے تھے اللہ نے بہت کچھ نوازا تھا۔

ذکر جہری کو ذکر سری پر ترجیح

ارشاد فرمایا کہ ایک صاحب نے حضرت تھانویؒ کے پاس لکھا کہ میں ذکر سراً کرتا ہوں، جہراً نہیں کرتا، جس کی دو وجہ ہیں ایک یہ کہ زور سے ذکر کرنے میں سونیوالوں کی نیند خراب ہونے کا اندیشہ رہتا ہے، دوسرے یہ کہ زور سے ذکر کروں گا تو لوگ مجھے بزرگ سمجھیں گے جس سے طبیعت میں اپنی بڑائی پیدا ہوگی، حضرت نے جواب دیا کہ آپ ذکر زور سے ہی کیا کریں، رہا امرِ اول سواس کی تدبیر یہ ہے کہ تنہائی میں کیا کریں جہاں کوئی سویا ہوا نہو مثلاً مسجد میں اور وہاں بھی اتنے زور سے نہیں کہ محلّہ کے لوگ پریشان ہو جائیں گے، رہا امر دوم سو غور کریں کہ جب آپ ذکر میں بیٹھ کر سر دھنیں گے تو لوگ آپ کو بزرگ کیا پاگل سمجھیں گے، اور نفس نے یہ کہہ کر کہ آپ کو بزرگ نہ سمجھیں ایسی تدبیر سمجھائی کہ لوگ آپ کو بزرگ سمجھیں اور وہ اسی طرح ہے کہ جب آپ آنکھ بند کر کے گردن جھکا کر ذکر سری میں بیٹھیں گے تو لوگ سمجھیں گے کہ حضرت ملأ اعلی کی سیر کر رہے ہیں، اور نکتہ کی بات اس میں یہ ہے کہ آدمی سے عمل کی پابندی دشوار ہوتی ہے، جب آپ جہراً ذکر کریں گے تو کچھ لوگوں کو تو معلوم ہو ہی جائے گا کہ آپ ذکر کرتے ہیں، اخیر رات میں اُٹھتے ہیں مثلاً مسجد کے مؤذن کو علم ہو جائیگا، پھر کوئی دن ایسا بھی ہوگا کہ نیند غالب ہوگی، سستی ہوگی، اٹھ نہیں پائیں گے، ذکر نہیں کریں گے، تو مؤذن وغیرہ کو پتہ چل جائے گا کہ آج میاں اٹھے نہیں اور جب ذکر سری کریں گے تو اس کا کسی کو پتہ نہیں ہوگا، کہ اٹھے کہ نہیں اپنی سستی وکمزوری چھپی رہے گی، اپنی کمزوری وسستی پر پردہ پڑا رہے گا۔

ہرجائی مرید

ارشاد فرمایا کہ ایک صاحب نے مجھ سے کہا کہ میں نے تصوف میں ایک کتاب

لکھی ہے، میں نے کہا بہت اچھا اس نے کہا کہ میں پیر تلاش کررہا ہوں، میں نے کہا کہ تصوف میں کتاب پہلے ہی لکھ دی پیراب تلاش کررہے ہو، اس نے کہا کہ مجھے ایسا پیر چاہئے جو دل کی بات بتلادے میں نے کہا کہ ہمارے اکابر کوتو معاف کرو، میرے پاس کئی روز ٹھہرے، کھانے کے لئے میرے ساتھ جاتے تھے، شیخ کے مکان پر، اسی اثناء میں مولانا الیاس صاحبؒ تشریف لائے ان سے دسترخوان پر کہا کہ میں آپ سے مرید ہونا چاہتا ہوں، حضرت شیخؒ نے لقمہ دیا کہ راستہ چلتوں کا دامن پکڑتے ہو، بیعت ہونا ہےتو جاؤ نظام الدین حضرت مولانا الیاس صاحبؒ نے تھوڑی دیر سر جھکایا پھر سر اٹھا کر فرمایا کہ ایک گرو اور چیلے کا قصہ سنا تھا، کوئی شخص کسی گرو کے پاس پہنچا دیکھا کہ ایک شخص تکیہ لگائے بیٹھے ہیں، چاروں طرف خادمین ہیں، معلوم کیا یہ کون ہیں؟ کسی نے جواب دیا کہ یہ گرو ہیں، اس نے پوچھا کہ ان کا کیا کام ہے، بتلایا کہ ان کو جس چیز کی ضرورت ہوتی ہے، اپنے چیلوں کو حکم کرتے ہیں، کبھی غصہ آتا ہے، تو ان پر ناراض ہوتے ہیں، پھر اس نے خادمین کی طرف اشارہ کرکے پوچھا کہ یہ کون ہیں بتلایا کہ یہ چیلے ہیں، پوچھا کہ ان کا کیا کام ہے؟ بتلایا کہ اپنے گرو کی خدمت کرتے ہیں، آٹے کی ضرورت ہوتی ہے آٹا لاتے ہیں، لکڑی لاتے ہیں، غرض یہ کہ ہر ضرورت پوری کرتے ہیں، اس پر اس شخص نے کہا کہ پہلے تو میرا جی چاہتا تھا کہ مجھے چیلہ بنوادو، اب تو مجھے گرو بنوادو، اس واقعہ کو سنا کر حضرت مولانا الیاس صاحبؒ نے فرمایا کہ پہلے چیلے تو گرو ہی بننا چاہتے تھے، اوراب تو خدا بننا چاہیں یعنی یوں چاہتے ہیں کہ مرید ہوکر خدا کی صفات ہمارے اندرآ جائیں، میں نے (حضرت قدس سرہٗ نے اپنے جی میں سوچا کہ وہ پکڑا اندر کا، اس کے بعد) حضرت مولانا الیاس صاحبؒ نے) اس شخص سے فرمایا کہ میاں زکریا نے ٹھیک کہا تم میرے پاس آؤ تم مجھے دیکھو میں تمہیں دیکھوں پھر دیکھنا کیا رائے ہے پھر مولانا الیاس صاحبؒ تو چلے

گئے، دہلی اور حضرت رائپوریؒ تشریف لائے ان کے پاس بیٹھ کر ان مہمان نے حضرت رائپوریؒ سے کہا کہ میں آپ سے بیعت ہونا چاہتا ہوں حضرت شیخؒ نے مجھ سے فرمایا کہ مفتی جی تمہارے مہمان بڑے ہرجائی ہیں میں نے عرض کیا اور کیا کوئی بھلا آدمی میرے پاس مہمان آتا ہے جیسا میں ویسا میرا مہمان، پھر بیعت ہو گئے تھے، حضرت رائپوریؒ سے۔

جوگی کے ذریعہ کلمہ کی اشاعت

ارشاد فرمایا کہ دہلی میں ایک بزرگ تھے انہوں نے ایک مرید کی تربیت کی جب دیکھا کہ پختہ ہو گئے ہیں، تو فرمایا کہ ملتان جاؤ، تبلیغ کے لئے وہ چلے، جوانی کا جوش، گرم خون چلتے چلتے پانی پت پہنچے پیدل کا راستہ تھا وہاں ایک جوگی رہتا تھا، آس پاس سے کوئی مسلمان گزرتا تو اس کے قلب پر ایمان پر حملہ کرتا، بڑا صاحب تصرف تھا، اس کو ان کا علم ہوا، تو اپنے مقام ہی سے تصرف شروع کیا خوب زور لگائے، مگر کامیاب نہ ہوا، تب سامنے آیا اور پوچھا تو کون ہے؟ کہاں جاتا ہے؟ کیا کہتا ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں مسلمان ہوں، ملتان جاتا ہوں، کہتا ہوں، لاالٰـہَ اِلا اللّٰـہ جوگی کے قلب پر ایک ضرب لگائی، جس سے وہ باؤلا ہو گیا، وہاں سے بھاگا اور جو شخص راستہ میں ملتا، اس سے کہتا دیکھو ادھر مت جانا ادھر ایک مسلمان ملتان جاتا ہے جو کہتا ہے، لاالـہ الا اللّٰہ، اس کی مت سننا آیا تھا ان کے راستہ میں رکاوٹ ڈالنے کے لئے ان کا ایمان سلب کرنے کے لئے مگر انہوں نے اس کو ذریعہ بنا لیا کلمہ کی اشاعت کا، اُدھر ان کے شیخ کو اس واقعہ کا ادراک ہوا، اس سے گرانی ہوئی تکدّر ہوا، ادھر سے مرید کو احساس ہوا، کہ پاور ہاؤس سے کرنٹ نہیں آرہا ہے اس لئے بجائے آگے چلنے کے پیچھے لوٹے جب دہلی پہنچے تو ڈانٹ پڑی کہ تم کو راستہ کی تبلیغ کے لئے بھیجا تھا؟ ہرگز نہیں ملتان کی تبلیغ کے لئے بھیجا تھا، پھر ایک چلہ اپنے یہاں مجاہدات کرائے،

اورتاکید کر کے ملتان بھیجا یہ وہاں گئے اور تبلیغ شروع کی، تقریباً اسّی ہزار آدمی ان کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے کتنا بڑا فیض پہنچا، یہ حضرات سمجھتے تھے کہ جو قوت ہمیں ملی ہے وہ دین کی اشاعت کے لئے ملی ہے، اور واقعہ بھی یہی ہے کہ مسلمان کو جو قوت بھی ملی ہے، مادی، جسمانی، مالی، روحانی، سب دین کیلئے ہے

کیا غیر اللہ کا تصور شرک ہے

ارشادفرمایا کہ ایک شخص نے دہلی میں مجھ سے کہا کہ آپ نے فتاویٰ محمودیہ میں تصور شیخ کو جائز قرار دیا ہے حالانکہ تصور تو صرف حق تعالیٰ شانہٗ کا ہونا چاہئے، غیر اللہ کا تصور شرک ہے، میں نے کہا کہ حق تعالیٰ شانہٗ کا تصور تو ہو ہی نہیں سکتا اس لئے کہ تصور اس چیز کا ہوسکتا ہے، جس کے لئے صورت ہو اور حق تعالیٰ اس سے مبرّا ہیں۔ (شرح عقائد ص ۳۸ میں ہے ''ولامصور ای ذی صورۃ وشکل''، سلم العلوم ص۲ میں لایحد ولایتصور'' پھر آپ نے غیر اللہ کے تصور کو شرک کہد یا ہر آدمی کے ذہن میں پچاسوں چیزوں کا تصور ہوتا ہے، کیا وہ سب مشرک ہیں آپ کے ذہن میں بھی کسی نہ کسی شئی کا تصور ہوگا کیا آپ بھی مشرک ہو گئے۔

شیخ کے پاس زیادہ وقت نہ گذارے

ارشاد:- آج کل (شیخ سے فیض حاصل کرنے کی) استعداد اتنی کمزور ہوگئی ہے، کہ اکتساب فیض مشکل ہوگیا ہے، اس لئے شیخ کے پاس زیادہ وقت نہ گذارے بلکہ حسب فرصت تھوڑے وقت کے لئے حاضر ہو اور ضروری بات کر کے واپس ہوجائے، اور شیخ کی ہدایت کے موافق عمل کرتا رہے، اگر زیادہ وقت شیخ کی خدمت میں رہے گا تو دو

مہلک بیماریوں میں سے کسی ایک میں مبتلا ہوگا، یا تو اپنے زعم میں شیخ کی عبادت کو کم سمجھ کر شیخ سے بدظن ہوگا، جو بڑی محرومی کا سبب ہے یا اس کی عبادت واعمال کو زیادہ سمجھ کر اپنے شیخ کو ہی سب کچھ سمجھے گا اور دوسرے مشائخ کو حقیر جانیگا ان کی کچھ وقعت ذہن میں نہ ہوگی، اس کا مہلک ہونا بھی ظاہر ہے۔

اصلاح قلب کے لئے عمل

عرض:- طالب علموں کو اصلاح قلب کیلئے کیا اعمال اختیار کرنے چاہئیں اور غیر طالب علموں کو کیا اختیار کرنے چاہئیں؟

ارشاد:- طالب علم تو اپنے کو تمام قواعد وشرائط سے مستثنیٰ سمجھتے ہیں، ایک مسجد میں تبلیغی جماعت آئی، بنگلہ دیش سے کوئی طالب اسمیں سے کسی کو جاننے والے بھی تھے، وہ جاننے والا انکے پاس آیا اور بیٹھا باتیں کرتا رہا، یہاں تک کہ عصر کی اذان ہوگئی، اب وہ چلنے لگا، میں نے کہا بھئی اذان ہوچکی ہے اب کہاں جارہے ہو؟ اذان سنکر بغیر نماز ادا کئے، اس نے کہا کہ ہم تو طالب ہیں مسجد کے جنوبی حجروں میں بیٹھ کر باتیں کرنے والے ایک طالب علم جب سونے کا وقت آیا اس وقت چلے اور مسجد کی چھت پر کو گذرتے ہوئے دوسری جانب جا کر اترے یعنی مسجد کو راستہ بنایا میں نے ان سے کہا کہ تم مسجد کی چھت پر کیوں آئے کہنے لگے کیا طالب علم کے واسطے بھی منع ہے، تو یہ بیچارے تو جو شرائط ہیں ان کو بھی تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں، آپ کچھ اور آگے بڑھ کر انکے اخلاق وعادات کو پوچھنا چاہتے ہیں۔

عرض:- معلوم کرر ہے ہیں کیا عمل کرنا چاہئے جس سے اصلاحِ قلب ہو؟

ارشاد:- حضرت انسؓ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

اِنْ قَدَرْتَ اَنْ تُصْبِحَ وَتُمْسِيَ وَلَيْسَ فِي قَلْبِكَ غِشٌّ لِاَحَدٍ فَافْعَلْ ثُمَّ قَالَ يَابُنَيَّ وَذٰلِكَ مِنْ سُنَّتِيْ وَمَنْ اَحَبَّ سُنَّتِيْ فَقَدْ اَحَبَّنِيْ وَمَنْ اَحَبَّنِيْ كَانَ مَعِيْ فِي الْجَنَّةِ.
(رواہ الترمذی، مشکوٰۃ شریف ص۲۰/۱)

میرے بیٹے اگرتوایسا کرسکے کہ صبح وشام تیرے دل میں کسی کی طرف سے کدورت نہ ہو تو کرگذر یعنی سب کی طرف سے دل صاف رکھ یہ میری سنت ہے اور جوشخص میری سنت سے محبت کرتا ہے، وہ مجھ سے محبت کرتا ہے اور جو مجھ سے محبت کرتا ہے وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔

اور آج کل تو طالب علموں کے لئے بہت ہلکی سی چیز ہے وہ یہ کہ کھانا پیٹ بھر کر نہ کھایا کریں۔

میاں عبدالرحیم ولایتیؒ کا کشف

ارشادفرمایا کہ میاں عبدالرحیم ولایتیؒ شاہ عبدالرحیم رائپوریؒ کے پہلے شیخ بھی بڑے صاحب کشف تھے رات میں مراقبہ کرکے تمام مریدین ومتوسلین کے حالات معلوم کرلیتے اور جن سے کوئی غلط فعل صادر ہوتا دیکھتے صبح کوانکے پاس خط لکھوادیتے کہ میرا چاند (یہ تکیہ کلام تھا) ایسا ہرگز نہ کرو

توحید مطلب

ارشادفرمایا کہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب نے بیان فرمایا تھا کہ انبالہ کے ایک شخص کسی بزرگ کے مرید تھے جوکسی پہاڑی پر رہتے تھے، اوران مرید کو پنجابی ملا سے پکارا کرتے تھے، مرید سال بھر میں ایک دفعہ پیر سے ملنے جاتے جب بوڑھے ہوگئے تو پہاڑ

پر چڑھنا مشکل ہوگیا، ایک دفعہ جارہے ہیں اور سوچ رہے ہیں کہ انبالہ میں فلاں بزرگ کی قبر ہے کیا اچھا ہو کہ ان سے استفادہ کی اجازت مل جائے، سوچتے سوچتے جیسے ہی وہاں پہونچے تو پیر صاحب نے فرمایا کہ تمہارے یہاں فلاں بزرگ کا مزار ہے، بس وہیں چلے جایا کرو، کہ اب پہاڑ پر چڑھا نہیں جاتا، یہ بڑے خوش ہوئے کہ کچھ عرض معروض کے بغیر ہی اجازت مل گئی، غرض وہاں سے آئے، اور انبالہ ہی میں مدفون بزرگ کے مزار پر حاضر ہونا شروع کردیا انہوں نے ان کا مزاج درست کردیا تہجد کے لئے اٹھے تو صاحب قبر کہتے ہیں، کہ ہمارے بیٹے فلاں جگہ ہیں، ان کے گھوڑوں کے لئے گھاس دانہ نہیں انہیں گھاس دانہ لاکر دو، یہ گئے اور گھاس لاکر دیا ذکر کرنے بیٹھے تو کہا اجی وہاں اصطبل میں لید پڑی ہوئی ہے، اس کو جاکر صاف کرو، اس پر ان مرید نے سوچا کہ اس سے تو وہی اچھا تھا کہ سال بھر میں صرف ایک ہی دفعہ پہاڑ پر چڑھنا پڑتا تھا، اب جو مزار پر حاضر ہوئے، تو صاحب قبر نے ان کو ڈانٹ دیا، کہہ دیا ہمارے پاس آنے کی ضرورت نہیں، جاؤ ان ہی کے پاس جنکے یہاں پہلے پہاڑ پر جایا کرتے تھے، پھر (حضرت قدس سرہٗ نے) فرمایا کہ توحید مطلب حاصل نہ ہونے کا یہی اثر ہوتا ہے، کہ سالک کچھ نہیں کرپاتا محروم رہتا ہے۔

امتحان مرید بوقت بیعت

ارشاد فرمایا کہ ایک عالم شیخ صادق گنگوہیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور درخواست بیعت کی شیخ نے فرمایا پڑھو لاالٰہ الااللّٰہ صادق رسول اللّٰہ ان عالم نے اس طرح پڑھنے سے انکار کردیا، شیخ نے فرمایا کہ جاؤ، پھر کاہے کو آئے ہو، پھر فرمایا کہ کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صادق نہ تھے، یقیناً تھے، اور آپ کو معلوم ہے کہ کبھی خبر مبتدا پر مقدم ہوجاتی ہے، پس صادق رسول اللہ ہیں ایسا ہی کیوں نہ سمجھ لیا انہوں نے عرض کیا کہ اب

پڑھتا ہوں بیعت فرمالیجئے فرمایا کہ اب تو گئی ہوا غرض بیعت نہیں فرمایا:۔ ع

بمے سجادہ رنگین کن گرت پیرمغاں گوید

عبادت حصول جنت کے لئے اور معصیت سے احتراز خوف جہنم ہے

ارشاد:- حضرت رابعہ بصریہ کے حالات میں لکھا ہے کہ بعض مرتبہ جوش میں اٹھتیں کہ محبوب حقیقی (حق تعالیٰ) کچھ ناراض ہے کہ نہ پیام نہ سلام نہ بخار نہ جاڑا، ایک روز پھونس کا ایک مٹھا اور پانی کا ایک لوٹا لیکر اُٹھیں اور کہا اس پھونس سے تو جنت میں آگ لگاؤں گی، اس ذات کی عبادت اس جنت کیلئے کیجائے، اسکی ذات تو بے نیاز ہے عبادت تو اسی کیلئے ہونی چاہئے، اور اس پانی سے دوزخ کو بجھاؤنگی گناہوں سے اس دوزخ کے ڈر سے بچا جائے، ایسا نہیں، بلکہ اس کی ذات ہی ایسی ہے کہ اس سے ڈرتے رہنا چاہئے۔

دفعِ مصائب کیلئے دعا

عرض:- دفع مصائب کے لئے دعا کرنا رضا بالقضاء کے منافی تو نہیں۔

ارشاد:- اس طرح دعا کرنا کہ یا اللہ یہ مصائب بھی تیری رحمت ہیں اور ان کا ہٹ جانا بھی تیری رحمت ہے، ہم اپنے ضعف وکمزوری کی بنا پر مصائب کی رحمت کو برداشت نہیں کرسکتے اس لئے اس رحمت کو اس رحمت (مصائب کے دفعیہ) سے بدلدے، اس طرح دعا کرنا رضا بالقضاء کے منافی نہیں۔

مستورات کو بیعت کرنے کا طریقہ

عرض:- جو مستورات آپ (شیخ) کی خدمت میں حاضر نہوسکیں ان کو بیعت کرنیکی کیا صورت ہے؟

ارشاد:- آپ کو آپ کے شیخ نے بیعت کرتے وقت جو کلمات کہلائے تھے ان مستورات سے کہیں کہ تازہ وضو کرکے مصلی پر دو رکعت نفل پڑھ کر بیٹھیں پھر وہی الفاظ کہہ لیں جو آپ کے شیخ نے کہلائے تھے، بس بیعت ہوگئی، اس کے بعد آہستہ آہستہ تعلیم کرنا شروع کردیں باقی ذکر جہری نہ بتادیں سری بتلائیں۔

دعا میں ابتدا کس سے کرے

عرض:- دعا پہلے اپنے لئے اور متعلقین کے لئے کیجائے پھر امت کے لئے یا پہلے امت کے لئے پھر اپنے لئے۔

ارشاد:- پہلے اپنے لئے دعا کرے پھر اوروں کے لئے[۱]

عرض:- حضرت شیخ الحدیث نوراللہ مرقدہٗ کے ملفوظات میں ہے کہ مراقبۂ دعائیہ میں دس منٹ امت کے لئے دعا کریں، اور قرآن پاک میں ہے رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ اس میں ابتداء اپنی طرف سے کی گئی ہے، ان میں افضل اور مسنون کیا ہے؟

ارشاد:- دس منٹ کا مراقبۂ دعائیہ دراصل علاج ہے، غفلت کا اسلئے ہیکہ قلب کے اندر غفلت پیدا نہ ہو بلکہ استحضار رہے لیکن اصل دعا کی ترتیب یہی ہے کہ پہلے اپنے لئے دعا کرے پھر اوروں کیلئے جیسا کہ رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَالِوَالِدَیَّ سے معلوم ہوتا ہے۔

اسم اعظم

عرض:- اسم اعظم کے ساتھ جو دعا مانگی جائے وہ ضرور قبول کیجاتی ہے، دریافت

---

[۱] انَّ النَّبِیَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم کَانَ اِذَادعَابدأ بِنَفْسِه، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دعا میں ابتداء اپنے نفس سے فرماتے ۱۲ جمع الفوائد ج ۲ ر ص ۲۵۱۔

طلب امر یہ ہے کہ اسم اعظم کیا ہے؟

ارشاد:- جب آدمی کسی مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے اور بے اختیاری کے عالم میں اس کی زبان سے حق تعالیٰ شانہٗ کو پکارنے کے لئے جونام نکلتا ہے وہی اسم اعظم ہے، مثلاً پانی میں ڈوب رہا ہے، آگ چڑھی آرہی ہے اوراس کوگھیر رہی ہے، اس وقت میں حق تعالیٰ شانہٗ کے جس نام سے دعا مانگتا ہے، بے اختیاری کی حالت میں وہی اسم اعظم ہے، باقی عامۃ علماء ومشائخ لفظ ''اللہ'' کواسم اعظم کہتے ہیں، حضرت رائپوریؒ کے وقت میں ایک صاحب مولانا واجد علی صاحب تھے، جن کو کشف قبور بھی ہوتا تھا، اور حضرت رائپوریؒ کشف سے متعلق چیزیں ان کو سنوایا کرتے تھے انہوں نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اسم اعظم لفظ اللہ ہے یہ مجھے میکائیل علیہ السلام نے بتلایا ہے۔

بہت سی خرابیوں کی جڑ

عرض:- کچھ نصیحت فرمادیجئے۔

ارشاد:- شیخ سعدی علیہ الرحمہ کے پیرومرشد شیخ شہاب الدین سہروردیؒ نے ان کو دو نصیحت فرمائی تھیں، ایک یہ کہ اپنے کو اچھا نہ سمجھنا، ایک یہ کہ دوسرے کو حقیر نہ جاننا بہت سی خرابیاں انہیں سے پیدا ہوتی ہیں اس کو انہوں نے دو شعر میں بیان کیا ہے۔

مرا پیر دانائے روشن شہاب
دو اندرز فرمود بروئے آب
یکے آنکہ برخویش خودبیں مباش
دوم آنکہ بر غیر بد بیں مباش[1]

[1] مجھ کو روشن دل عقلمند بزرگ نے دریا کے کنارے دو نصیحتیں فرمائیں، ایک یہ کہ اپنی اچھائی دیکھنے والا مت ہو، دوسرے یہ کہ دوسرے کی برائی دیکھنے والا مت بن ۱۲۔

غیر اللہ سے بیزار ہوجانا

عرض:-نماز سے قبل حضرت ایک فارسی شعر پڑھ رہے تھے جس میں **لا احب الآفلین** آیا ہے، اس کو دوبارہ پڑھ دیں، اور مطلب بھی بیان فرمادیں۔

ارشاد:-مثنوی مولانا جامیؒ کا شعر ہے۔

خلیل آسا درِ ملکِ یقیں زن

نوائے لا احب الآفلین زن

یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح یقین کا دروازہ کھٹکھٹا، **لا احب الآفلین** کی آواز لگا مطلب یہ کہ جس طرح انہوں نے پختہ یقین اختیار فرمایا تھا، اور اپنی قوم مشرک کے زعم کے بموجب کواکب شمس وقمر وغیرہ کو طلوع ہوتے دیکھ کر ان کو الہ کہا لیکن ان کے غروب ہوجانے سے ان کی عدم الوہیئت پر استدلال کیا اور ان سے **لا احب الآفلین** (میں غروب ہونیوالوں کو محبوب نہیں رکھتا) کہہ کر بیزاری ظاہر کی اسی طرح اے مخاطب تو بھی اپنے یقین کو پختہ اور مضبوط بنا اور غیر اللہ سے بیزار ہوجا۔

گشت مقدم ہے یا معمولات

عرض:-ایک طرف مقامی گشت ہے دوسری طرف اسی وقت اپنے معمولات ہیں تو گشت میں شریک ہوں یا معمولات پورے کروں۔

ارشاد:-گشت کے وقت گشت میں شریک ہوں اور معمولات دوسرے وقت میں پورا کریں۔

عرض:-میرے ذمہ مدرسہ میں پڑھانا بھی ہے، اور بھی دیگر کام ہیں، پھر گشت

میں کیسے شرکت کروں؟

ارشاد:- وقت میں فراخی بھی تنگی بھی ہے، جیسے ربڑ کھینچنے سے کھچتی ہے اور اور چھوڑنے سے سکڑ جاتی ہے۔ ؎

وقت میں تنگی اورفراخی دونوں ہیں جیسے ربڑ
کھینچنے سے بڑھتی ہے چھوڑے سے جاتی ہے سکڑ

ذکر میں حلاوت کس طرح حاصل ہو

عرض:- ذکر میں حلاوت پیدا ہو اس کا کیا طریقہ ہے؟

ارشاد:- ذکر کی فضیلت میں جو آیات واحادیث وارد ہوئی ہیں، ان کو پیش نظر رکھے اسکا خیال رہے گا کہ مجھے یہ فضیلتیں حاصل ہورہی ہیں، تو حلاوت حاصل ہوگی۔

اعمال مبتدعین اور اشغالِ صوفیاء میں فرق

عرض:- اعمالِ مبتدعین اور اشغال صوفیا میں کیا فرق ہے، واضح فرمائیں

ارشاد:- تذکرۃ الرشید میں ایک مکاتبت مولانا گنگوہیؒ اور مولانا تھانویؒ کے درمیان ہے اس کو دیکھ لیجئے مختصر یہ کہ مبتدعین اپنے اعمال کو ایمان کا جز سمجھتے ہیں، یعنی ان کو ضروری سمجھتے ہیں، اور صوفیا اپنے اشغال کو بدرجۂ فرض نہیں سمجھتے بمنزلہ مندوبات سمجھتے ہیں بلکہ جہاں ضرورت نہیں سمجھتے وہاں چھوڑ بھی دیتے ہیں بلکہ کبھی کبھی ناجائز بھی کہد یتے ہیں، جیسا کہ آنیوالے واقعہ سے ظاہر ہے۔

ضربیں لگانے کی اجازت نہیں

ارشاد:- حضرت مولانا الیاس صاحبؒ کے والد حضرت گنگوہی کی خدمت میں

حاضر ہوئے، اورعرض کیا کہ مجھے اعمالِ مشائخ سے مناسبت نہیں، حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا احسان حاصل ہے؟ عرض کیا کہ وہ تو الحمدللہ اتباع سنت کی برکت سے حاصل ہے، اس پر ارشادفرمایا کہ پھرآپ کوذکر کی ضربیں لگانے کی اجازت اور گنجائش نہیں یہ تو ایسا ہی ہے جیسے کوئی گلستاں بوستاں پڑھ کر کہے کہ میں آمدنامہ (فارسی کی پہلی کتاب) پڑھنا چاہتا ہوں۔

احسانی کیفیت کی علامت

عرض:- اتباع سنت سے احسانی کیفیت حاصل ہوجانے کی کیا علامت ہے؟

ارشاد:- سنت ایک کھلی کتاب ہے اگرسب اعمال اس کے مطابق ہیں تو سمجھا جائے گا کہ احسان حاصل ہے۔

نماز میں خیالات آئیں تو کیا کرے

عرض:- نماز میں وساوس آتے ہیں اس کا کیا علاج ہے؟

ارشاد:- اس کی مثال ایسی ہے، جیسے آپ اپنے کسی محترم محبوب کے پاس جانا چاہتے ہیں، اس نے آپ کوطلب بھی کیا ہے، اورآپ کے وہاں جانے سے وہ خوش بھی ہے، مگرراستہ میں اس کے کتے پلے ہوئےہیں، جوآپ کو بھونکتے ہیں، اب آپ کے لئے تین صورتیں ہیں، ایک صورت یہ ہے کہ آپ وہاں سے لوٹ جائیں، بھاگ جائیں، اس صورت میں کتے اور زیادہ بھونکیں گے، ان کی آواز سن کر دوسرے کتے بھی بھوکیں گے، اور جب آپ بھاگیں گے احتمال ہے کہ کہیں ٹھوکر لگے کہیں ٹکّر لگے یہ مستقل مصیبت ہے، بہرحال آپ اپنے مخدوم ومحبوب سے بعید ہوتے چلے جائیں گے، دوسری صورت یہ ہے کہ آپ وہیں کھڑے ہوکران کتوں سے لڑنے لگیں، احتمال ہے کہ کتا آپ کوکاٹ لے یا کتے

کو آپ ماردیں، ایک صورت میں آپ کا نقصان ایک صورت میں محبوب کا نقصان اور جتنے وقت آپ محبوب ومخدوم کے پاس رہنا چاہتے ہیں، وہ کتوں سے لڑنےمیں خرچ ہو جائے گا، تیسری صورت یہ ہے کہ آپ کتوں کے بھونکنے پر وہیں کھڑے ہو کر اپنے مخدوم ومحبوب کو آواز دیں کہ میں آپ کی خدمت میں آنا چاہتا ہوں یہ کتے رکاوٹ ڈال رہے ہیں وہ وہیں سے کتوں کو ڈانٹ پلائیگا، کتے خاموش ہو جائیں گے اور آپ کیلئے راستہ صاف ہو جائے گا، یہ صورت سب سے بہتر ہے کوشش کریں کہ اس صورت پر قابو حاصل ہو جائے، یعنی حق تعالیٰ ہی سے مدد طلب کریں دعا کریں۔

فائدہ:- خیالات اور ہیں وساوس اور ہیں، جن سے ایمان میں کھنڈت پیدا ہو، مثلاً آسمان کو کس نے پیدا کیا؟ اللہ نے! زمین کو کس نے پیدا کیا؟ اللہ نے! سورج کو کس نے پیدا کیا؟ اللہ نے! چاند کو کس نے پیدا کیا؟ اللہ نے! اور اللہ کو کس نے پیدا کیا، یہ ہے خطرناک چیز۔

(حدیث[1] میں ہے کہ اگر اس طرح کی نوبت آئے تو اللہ کی پناہ طلب کرے اور اس قسم کے تفکر سے دوسری طرف ذہن منتقل کرلے۔

کسی بزرگ کو ایک ہی وقت متعدد مقامات میں دیکھنا

عرض:- بزرگوں کو بیک وقت متعدد جگہ پر دیکھتے ہیں یہاں بھی موجود وہاں بھی موجود خانۂ کعبہ میں بھی موجود اور دوسری جگہ بھی موجود یہ کس طرح ہے؟

[1] یاتی الشیطان احدکم فیقول من خلق کذامن خلق کذاحتی یقول من خلق ربک فاذا بلغه فلیستعذباللّٰه ولینته ،متفق علیه مشکوٰۃ شریف ج ۱ ص ۱۸)

ارشاد:- آپ نے کسی بزرگ کو دیکھا ہے اس طرح کچھ نہیں ، وجود اشخاصی ہے، مجاہدات کے ذریعہ جسم پر روح کا غلبہ ہو جاتا ہے، جس جسم پر روح کا غلبہ ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے پرتو روح جسم کو روحانی بنا لیتی ہے یہاں بھی موجود وہاں بھی موجود۔

شیخ کو سراپا زبان اور مرید کو سراپا کان ہونا چاہئے

ارشاد:- حضرت مولانا مسیح اللہ صاحبؒ فرماتے تھے، کہ آج کل بعض مشائخ نے جو طریقہ اختیار کر رکھا ہے کہ خاموش ہو کر بیٹھ جاتے ہیں، مجھے یہ طریقہ پسند نہیں طالب تو اس واسطے آتا ہے، کہ اس کے کان میں کچھ پڑے اور یہ خاموش بیٹھ جاتا ہے، شیخ کو سراپا زبان ہونا چاہئے، اور مرید کو سراپا کان۔

تصرفِ باطنی کا مطلب اور حضرت سہارنپوریؒ کا واقعہ

عرض:- مشائخ جو تصرفِ باطنی کرتے ہیں اسکا کیا مطلب ہے؟

ارشاد:- اور جو تصرف ظاہری کرتے ہیں، اس کا کیا مطلب ہے؟

عرض:- دونوں ہی ارشاد فرما دیجئے۔

ارشاد:- میرٹھ میں ایک عالم تھے مولانا مفتی کفایت اللہ صاحبؒ جو دیوبند بھی رہے ہیں اور سہارنپور میں بھی مدرس رہے ہیں، حضرت شیخ الہندؒ سے بیعت تھے، جس زمانہ میں حضرت شیخ الہندؒ مالٹا کی جیل میں تھے اس زمانہ میں ان پر ایک کیفیت طاری ہوئی کہ خودکشی کو جی چاہتا ہے، چاقو اٹھاتے ہیں، کنواں جھانکتے ہیں کہ بس کسی طرح مر جائیں، ذکر وشغل سے بھی طبیعت اُکتا گئی، اپنے شیخ بھی وہاں موجود نہیں، انہوں نے خط لکھا سہارنپور حضرت مولانا خلیل احمد صاحبؒ کو مولانا نے جواب دیا تعجب ہے کہ آپ نے مجھے اس کام کا

اہل کیوں سمجھا، میں کہاں اور یہ کام کہاں، جب بہت پریشان ہوئے تو میرٹھ سے دیوبند آئے دیوبند سے سہارنپور اور سہارنپور سے تھانہ بھون جانے کا ارادہ کیا، مولانا تھانویؒ کے پاس، مگر تھانہ بھون جانے والی گاڑی نہیں ملی، چھوٹ گئی، اسلئے مجبوراً مدرسہ مظاہر علوم آئے، حضرت سہارنپوریؒ نے سینے سے لگایا اپنے پاس بٹھایا، بات چیت کی پھر فرمایا تعجب ہے تم نے ایسا کیوں لکھا بھلا میں اس کا اہل کہاں، انہوں نے ذرا ہمت سے کام لیا اور کہا کہ حضرت اگر کوئی کہے کہ آپ اس کے اہل نہیں، تو اعتراض آپ پر نہیں ہوگا، یہ اعتراض تو حضرت گنگوہیؒ پر ہوگا، کہ انہوں نے نااہل کو خلیفہ کیوں بنایا، آپ کو جس در سے سب کچھ ملا ہے میں نے بھی وہیں پرورش پائی ہے، میں مستحق رحم ہوں میرے حال پر رحم کیجئے، تو فرمایا اچھا اس کے بعد ذکر بتلایا تیرہ تسبیح میں تھوڑے تغیر کے ساتھ اور فرمایا کہ اخیر شب میں تہجد کے وقت یہ ذکر اتنے زور سے کرنا کہ مجھ تک اسکی آواز پہنچے، مدرسہ کے قریب مولانا کا مکان تھا، انہوں نے کہا چھوڑ دیجئے، مجھ سے نہیں ہوگا، یہ ذکر، مولانا سہارنپوریؒ نے فرمایا گھبراؤ نہیں جو کچھ کر رہے ہو کرتے رہو، ہمارے حضرت کے یہاں بھی ایک شخص آئے تھے، ان کا بھی یہی حال تھا تو ہمارے حضرت نے بھی یہی بتایا تھا ان کو غرض اخیر شب میں انہوں نے ذکر کیا پھر صبح نماز کے بعد خود تو حجرہ میں چلے گئے، اور ان کو کہدیا کہ یہاں دروازہ کے قریب بیٹھ جاؤ، آنکھیں بند کرکے، چنانچہ وہ بیٹھ گئے، وہ کہتے تھے میں نہیں جانتا اندر بیٹھے ہوئے کیا کر رہے تھے، بس مجھے اپنا قلب زخمی محسوس ہو رہا تھا، اور اس میں پیپ بھری ہوئی ہے، اور حضرت دبا دبا کر وہ پیپ نکال رہے ہیں، میں کبھی کبھی چونک پڑتا دیکھتا، کہ حضرت تو یہاں نہیں ہیں، وہ تو اندر ہیں اشراق کی نماز پڑھ کر حجرہ سے باہر نکلے اور مسکرا کر فرمایا کیا حال ہے؟ انہوں نے عرض کیا الحمدللہ ٹھیک ہے، فرمایا اچھا آؤ، اپنے ساتھ لے گئے، بخاری شریف کا سبق پڑھانے کے لئے، حضرت مختصر تقریر کے عادی تھے

مگر میں نے الٹے سیدھے سوالات شروع کردیئے، حضرت نے ایک ایک سوال کے کئی کئی جواب دئے، اور بعض جوابوں کے متعلق فرمایا، اس کو کتابوں میں تلاش نہیں کرنا، یہ کتابی نہیں ہے، سبق کے جوانوار وبرکات میں نے دیکھے اور وہاں کھلی آنکھوں سے نظر آئے میں نے اور کہیں نہیں دیکھے، اشراق کے بعد میں نے حضرت سے عرض کیا کہ میں نے تھانہ بھون کا ارادہ کیا تھا؟

توفرمایا کہ ضرور ہوآؤ، باقی واپسی میں ایک روز یہاں کے لئے اور رکھنا کہ ابھی خامی رہ گئی ہے، میری سمجھ میں نہیں آیا کہ کیا خامی رہ گئی ہے، خیر میں تھانہ بھون گیا اور اگلے روز واپس آ گیا، اور بجائے ایک دن کے دودن حضرت کے پاس سہارنپور ٹھہرا، اب محسوس ہوتا تھا کہ قلب میں کوئی چیز بھری جارہی ہے، جس سے طاقت پیدا ہورہی ہے، گویا پہلی حاضری میں قلب کو صاف کیا گندگیوں سے، اور دوسری حاضری میں قوت بھری روشنی بھری اس کے بعد فرمایا، اب اطمینان ہے جاؤ۔

اور وہ جو فرمایا تھا پہلے کہ تعجب ہے مجھے اس کام کا اہل کیوں سمجھ لیا اسکی وجہ یہ تھی کہ جس زمانہ میں یہ سہارنپور میں تھے، حضرت کے معتقد نہ تھے، علمی اعتبار سے تو مانتے تھے، لیکن باطنی اعتبار سے (جس کو تم پوچھ رہے ہو) نہیں مانتے تھے، مگر جب پریشانی ہوئی تو یہی سمجھ میں آیا کہ یہ کام ان سے ہی ہوسکتا ہے، تو یہ کہکر دل میں جو بے اعتقادی تھی اس کو نکالدیا، اب اعتقاد قائم ہوگیا اور نفع بھی ہوگیا۔

تصرف باطنی کا ایک اور واقعہ

اسی طرح ایک ڈاکو تھا بہت دنوں تک وہ ڈاکہ ڈالتا رہا حتی کہ قویٰ اس کے کمزور اور مضمحل ہوگئے، تو ساتھیوں سے کہا اب کیا کرنا چاہئے، انہوں نے بتلایا کہ فلاں کام فلاں

کام کئی قسم کے کام بتلائے مگر ہر ایک میں روپوں کی ضرورت ادھر ان کا مزاج خرچ کرنے کے بجائے جمع کرنے کا تھا، آخر ذہن میں آیا کہ صوفی بن جاوینگے، چنانچہ صوفی بن گئے اب جو شخص آتا اس کو بیعت کرتا، بتایا کہ یہ پڑھو، اسی دوران دو طالب صادق بھی پہنچ گئے ،انہوں نے بھی پڑھنا شروع کر دیا ترقی کر گئے حتی کہ مقامات قرب ووصال سامنے آئے پھر مشائخ کے مقامات معلوم کئے کن کا مقام کیا ہے، آخر میں کوشش کی کہ اپنے شیخ کا مقام معلوم کریں مگر ان کے مقام کا کہیں کچھ پتہ نہ چلا آخر کار اپنے شیخ ہی سے عرض کیا کہ جتنے مشائخ ہیں ان کے مقامات کا تو علم ہو گیا مگر حضرت کے مقام کا پتہ نہیں چلا حالانکہ آپ کے فیض ہی سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں یہ دولت عطا فرمائی ہے اس پر اس ڈاکو کی آنکھوں میں آنسو آ گئے ،اور کہا ارے بھائی تم لوگ تو میرا مقام تلاش کرتے ہوگے باری تعالیٰ کی بارگاہ میں حالانکہ میرا مقام وہاں کہاں، میں تو ڈاکو ہوں، یہ صورت پیش آئی، اس کے بعد رونا شروع کر دیا، اور بہت روئے ،حتی کے مریدین کو خیال آیا اور وہ بھی روئے، پھر تصرف باطنی کے ذریعہ ان کو اعلیٰ مقام پر پہنچا دیا یہ ہے تصرف باطنی۔

عرض:- اللہ تبارک وتعالیٰ جوان کو تصرف کا اختیار عنایت فرماتے ہیں، وہ جب تک اللہ کو منظور ہوتا ہے، تصرف کرتے ہیں، ورنہ نہیں۔

ارشاد:- چاقو کی دھار جب تک اللہ کو منظور ہوگا کاٹے گی ورنہ نہیں۔

تصرف ظاہری کیا ہے

عرض:- اور تصرف ظاہری؟

ارشاد:- رات دن پڑھاتے ہو یہ تصرف ظاہری ہے، مگر ایسی بات نہو جیسا کہ ایک جاہل کو پیر بنا کر بیٹھا دیا مریدین معتقدین اِدھر اُدھر سے آ رہے ہیں بیٹھے بیٹھے

دیر ہوگئی، پیر صاحب بولے موتوں (پیشاب آ رہا ہے) مریدین معتقدین نے کہا حضرت فرما رہے ہیں موتو اقبل ان تموتوا، موت سے پہلے اپنے آپ کو فنا کرلو۔

اس دور میں کرامات کا زیادہ ظہور کیوں نہیں

عرض:- پہلے زمانہ میں مشائخ سے بہت سی کرامات کا ظہور ہوتا تھا، آج کل اتنی کرامات کا ظہور نہیں ہوتا؟

ارشاد:- فرمایا جی ہاں آج کل لوگوں کے ذہن اتنے کمزور ہوگئے کہ ان کے سامنے کرامات کا ظہور ہوتو وہ اہل اللہ کو خدا ماننے لگیں۔

علم باطنی اور علم غیب میں فرق

عرض:- مشہور ہے کہ شیخ کو مریدین کے حالات کا علم رہتا ہے، وہ وہیں سے توجہ کرتے ہیں، اس میں اور علم غیب میں کیا فرق ہے؟

ارشاد:- توجہ اور علم باطنی اور ہے اور علم غیب اور ہے، وہ صرف حق تعالیٰ کو حاصل ہے، قرآن کریم میں ہے **وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ** (اور اللہ کے پاس ہیں خزانے تمام مخفی اشیاء کے ان کو کوئی نہیں جانتا بجز اللہ تعالیٰ کے (بیان القرآن)

وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ.

(اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوں تو میں بہت سے منافع حاصل کرلیا کرتا۔ (بیان القرآن)

قُلْ لَا اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَائِنُ اللّٰهِ وَلَا اَعْلَمُ الْغَيْبَ.

(اور میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے تمام خزانے ہیں اور نہ میں تمام

غیب کی باتیں جانتا ہوں (بیان القرآن)

علم باطنی کا علم غیب سے کیا تعلق وہ تو مجاہدات سے حاصل ہوجاتا ہے، اوروہ علامات قبول بھی نہیں، ہاں قرب خداوندی اللہ کے فضل سے حاصل ہوتا ہےاوروہ علامت قبول بھی ہے۔

عرض:- مجاہدات اس نیت سے تو نہ ہونے چاہیں کہ مریدین کے حالات معلوم ہوں۔

ارشاد:- جی ہاں مگر بعض لوگ تو اس نیت سے بھی کرتے ہیں۔

مشائخ کی پیشین گوئی

عرض:- بعض حضرات یقین کے ساتھ فرمادیتے ہیں کہ ایسا ہوگا، پھر ایسا ہی ہو جاتا ہے۔

ارشاد:- یہ ایسا ہی ہے کہ ڈاکٹر کہدیتے ہیں کہ مریض اتنے دن میں مرجائیگا، پھر وہ مرجاتا ہے۔

عرض:- آثار باطنی محسوس ہوتے ہوں گے۔

ارشاد:- آثار باطنی بھی محسوس ہوتے ہیں، اور یہ بھی ہے کہ جو جس لائن میں کام کرتا ہےاس کو اس لائن کی بصیرت حاصل ہوجاتی ہے۔

ڈاکٹر علاج کرتا ہے، مریض کا اس کو بصیرت حاصل ہوجاتی ہے، حلانکہ وہ مسلمان بھی نہیں ہوتا چہ جائیکہ بزرگ ہو۔

ایک دفعہ میں نے بیان کیا تھا کہ جس وقت میں بنگلہ دیش نہ بنا تھا، بلکہ مشرق پاکستان تھا، مولانا ابوالکلام آزاد نے کتاب تصنیف کی اور اس پر پابندی لگادی کہ میری

زندگی میں اس کو نہ کھولا جائے، اسمیں لکھا تھا کہ مشرقی پاکستان کی عمر زیادہ سے زیادہ پچیس سال ہوگی، چنانچہ ٹھیک پچیس برس پر وہ ختم ہوگیا۔

تصورِ شیخ میں بوئے شرک نہیں

عرض:- مولانا اسماعیل شہیدؒ کو جب ان کے شیخ نے تصور شیخ کی تلقین فرمائی تھی، یہ عرض کیا تھا کہ اس میں بوئے شرک محسوس ہوتی ہے، آپ معصیت کا حکم فرمادیں وہ منظور ہے، سوال یہ ہے کہ جب انہوں نے تصور شیخ میں بوئے شرک پائی تو اپنے شیخ سے اعتقاد کیوں خراب نہیں کیا۔

ارشاد:- یہ مرید کی کم فہمی ہے جس کی وجہ سے اس نے اس میں بوئے شرک محسوس کی ورنہ اس میں بوئے شرک کہاں ہوتی، شیخ نے بجائے بحث ومباحثہ کے مرید کو دوسری چیز کی طرف متوجہ فرمایا کہ راہِ نبوت سے آپ کو سلوک طے کرائیں گے، نہ کہ راہِ ولایت سے یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود بادشاہ کے سامنے دلیل توحید پیش کرتے ہوئے فرمایا **ربی الذی یحی ویمیت**، میرا رب وہ ہے جو جلاتا اور مارتا ہے، بادشاہ نے کہا **انا احی و امیت**، میں بھی جلاتا اور مارتا ہوں، اس طرح کے دو قیدی بلوائے ایک مستحق قتل تھا، رہا کردیا، اور ایک مستحق رہائی تھا قتل کرادیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام سمجھ گئے اس کی کم فہمی کو اسلئے بحث ومباحثہ میں نہ پڑتے ہوئے، اس کو دوسری دلیل کی طرف متوجہ کیا فرمایا، **فان اللّٰہ یأتی بالشمس من المشرق فأت بھا من المغرب**، کہ حق تعالیٰ شانہٗ سورج کو پورب سے نکالتے ہیں تو پچھّم سے نکال کر دکھا ’’**فبھت الذی کفر**‘‘ اس پر وہ مبہوت اور لاجواب ہوگیا۔

پیراوراستاذ سے کیوں کا سوال

عرض:- بزرگان دین کا قول ہے کہ دوشخص محروم رہتے ہیں ایک وہ طالب علم جواستاذ سے سوال نہ کرے،اورایک وہ مرید جو پیر سے سوال کرے،اس کا مطلب کیا ہے؟

ارشاد:- اس میں سوال کا مطلب علت کا سوال ہے، پیر نے کہا فلاں کام اتنا کرو،مرید کہے کیوں کیا بات ہے،اس میں جوشخص یہ سوال کرے وہ ہمیشہ محروم رہتا ہے، پیر سے سوال نہیں کرنا چاہئے ، کہ ایسا کیوں کریں پیر نے جونسخہ تجویز کردیا ہے،اس پرعمل کرو،اورسبق میں جواستاذ نے بتایا ہے اس کی علت کی تحقیق کروکہ ایسا کیوں فرمایا استاذ نے،کیابات ہے کیا نکتہ ہے اس میں۔

مثال پیر نے کہا تیرہ تسبیح پڑھا کروضرب کے ساتھ وہ کہے کیوں؟ ضرب کے ساتھ کیوں پڑھوں،اس قسم کی بحث نہ کرے، جومرید چرا کا سوال کرے،اس کو چراگاہ میں بھیجنا چاہئے ،اسی طرح جوشاگرداستاذ سے پڑھتے ہوئے سوال نہ کرے،اس کوبھی چراگاہ میں بھیجنا چاہئے ، استاذ سے سوال کرنا چاہئے ، ہرچیز کی تفتیش وتحقیق کا اورپیر سے چرا کا سوال نہ کرنا چاہئے ، بلکہ جوکچھ بتادیا اس پرعمل کرے۔

حکیم نے جونسخہ بتادیا اس میں چوں چرانہیں کرنا چاہئے ،اگرکریگا،تو بگڑ جائے گا، یہ ہمارے استاذ مولانا مدنیؒ نے سبق میں بتایا تھا۔

اجازت اوراس کے متعلقات

عرض:-مشائخ جواجازت دیتے ہیں وہ ظن کا درجہ رکھتا ہے یا قطعیت کا

ارشاد:- بالکل ظن کا،اس واسطے کہ ہوسکتا ہے کہ آج کی کیفیت کل کو باقی نہ

رہے جس کیفیت پر اجازت دیجاتی ہے، ضروری نہیں کہ وہ دائم رہے کل کو بدل بھی سکتی ہے ، اجازت کا حال ایسا ہے، کہ دورۂ حدیث پڑھ لیا بخاری شریف کی اجازت مل گئی، اب اگر اس سلسلہ کو پڑھنے پڑھانے کو جاری رکھتا ہے، یہی اس کا مشغلہ ہے تو یہ نسبت باقی رہتی ہے، ورنہ تو جتنا پڑھا ہے، اس کو بھی بھول جاتا ہے۔

عرض:- اگر قرائن سے ثابت ہوجائے کہ حالات بدل گئے اور مشائخ اجازت کو سلب نہ کریں، تو کیا وہ خود بخود سلب ہوجائے گی۔

ارشاد:- مشائخ خود سلب کریں ، حضرت تھانویؒ کے یہاں ہر سال فہرست شائع ہوتی تھی، کہ اس سال اتنے حضرات کو اجازت دی گئی، اور دوسری فہرست بھی شائع ہوتی تھی، کہ ان حضرات کو اجازت دی گئی تھی، اس امید پر کہ وہ سلسلہ باقی رکھیں گے مگر انہوں نے دوسرا مشغلہ اختیار کر لیا، لہٰذا ان کی اجازت سلب کر لی گئی۔

عرض:- شیخ کے انتقال کے بعد کون سلب کرے گا؟

ارشاد:- یہ نکاح نہیں ہے، کہ شوہر کے انتقال کے بعد خود بخود ختم ہوجاتا ہے ،صحابہ کرام کی اتنی بڑی جماعت تھی صحابیت کا شرف ان کو حاصل ہوا، کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ان کی صحابیت ختم ہوگئی، ایسا تو نہیں۔

عرض:- شیخ نے اچھے حالات کی بنا پر اجازت دی مگر عوام کے سامنے اس کے برعکس حالات ہیں تو کیا کریں؟

ارشاد:- ایک صاحب نے حضرت تھانویؒ کو خط لکھا کہ فلاں صاحب کو آپ نے اجازت دی ہے مگر ہم جو کچھ دیکھ رہے ہیں تو ان کا حال ایسا نہیں ہے پس آپ کی اجازت پر اعتماد کیا جائے یا اپنے دیکھنے اور مشاہدہ پر حضرت تھانویؒ نے جواب دیا کہ جو کچھ آپ نے دیکھا اس کے مطابق معاملہ کریں، آپ میری اجازت کے مکلّف نہیں، میرے

یہاں اجازت دینے کے اسباب اور مصالح الگ الگ ہیں۔

عرض:- شیخ نے کسی کو اجازت دی اس کے بعد شیخ کا ہو گیا انتقال اور ان کے مجاز کے حالات اچھے نہیں رہے تو کیا ان کے دوسرے خلفاء اس کی اجازت کو سلب کر سکتے ہیں۔

ارشاد:- ہمارے نزدیک ایک صاحب کا قصہ ہے وہ حضرت تھانویؒ کے خلفاء میں سے تھے فہرست میں ان کا نام تھا لیکن بعض اسباب پیش آئے جن کی وجہ سے چند خلفاء نے مل کر ان کی اجازت سلب کر لی۔

مگر حضرت تھانویؒ کے دیگر خلفاء نے اس تحریر پر دستخط نہیں کئے اور اس طرح اجازت سلب کرنے کا کسی کو حق نہیں۔

عرض:- شیخ کی اولاد میں صلاحیت نہیں ہوتی پھر بھی ان کے خلفاء انکی اولاد کو اجازت دیتے ہیں۔

ارشاد:- آپ کو کیسے معلوم ہے کہ صلاحیت نہیں، آپ کو حق کیا ہے صلاحیت دیکھنے کا، وہ ویسے ہی تھوڑے خلافت دیدیں گے۔

عرض:-کوئی بیعت تو کسی شیخ سے ہے اور اجازت کسی اور شیخ نے دیدی تو کیا اپنے شیخ کو اطلاع دینی ضروری ہے؟

ارشاد:-جی ہاں، اطلاع دینی چاہئے، وہ گیا کیوں دوسرے کے یہاں

اجازت کے لئے بیعت شرط نہیں

عرض:- کیا بیعت کے بغیر اجازت دے سکتے ہیں، بیعت ہونا اجازت کے لئے شرط تو نہیں۔

ارشاد:- مولانا عبدالرحمان صاحب کیمل پوریؒ کی خط وکتابت تھی حضرت تھانویؒ سے اسی سلسلے میں ایک روز اجازت نامہ پہنچ گیا ان کے پاس اس پر وہ تھانہ بھون گئے اور حضرت تھانویؒ سے عرض کیا مجھے کس بات پر خلافت دیدی میں تو بیعت بھی نہیں آپ سے۔

حضرت تھانویؒ نے فرمایا اچھا اگر خلافت کے لئے بیعت ضروری ہے تو آیئے اب بیعت کر لیتا ہوں۔

توحید مطلب کی مثال

عرض:- بندہ حضرت سے بیعت ہے چاہتا ہے کہ وہاں مولانا صاحب سے اپنی اصلاح کرالوں، جیسا ارشاد ہو؟

ارشاد:- ایک بچہ ہے ڈیڑھ سال کا مجلس میں متعدد عورتیں ہیں، اس کی ماں بیٹھی ہوئی ہے، بہن بیٹھی ہوئی ہے، پھوپی بیٹھی ہوئی ہے، چچی بیٹھی ہوئی ہے، یہ کبھی اس کی گود میں جاتا ہے، کبھی اس کی گود میں آتا ہے لیکن جب بھوک لگتی ہے دودھ پینا چاہتا ہے، تو ماں ہی کا پستان کھولتا ہے، کسی اور کے پاس نہیں جاتا، بھوک پیاس اسی سے بجھاتا ہے، یا مثلاً مریض وہ جانتا ہے کہ شہر میں فلاں فلاں ڈاکٹر ہیں اور سب قابل ہیں ماہر فن ہیں مگر اس کو ایک سے عقیدت ہے تو علاج اسی سے کرائے گا اگرچہ سمجھتا ہے کہ اس سے بھی قابل اور بہتر ڈاکٹر موجود ہیں اور ان کی قدر کرتا ہے ناقدری کسی کی نہیں کرتا۔

اسی طرح محبت اور تعلقات تو سب بزرگوں سے ہونے چاہئیں لیکن اپنی اصلاح وتربیت اسی شیخ کے ذریعہ ہوگی جس کا ہاتھ پکڑا ہے اگر اس کے خلاف کرے گا تو پریشان ہوگا، اور مقصود حاصل نہیں ہوگا، چنانچہ ایک شخص نے اصلاح وتربیت کا تعلق تو ایک بزرگ

سے قائم کیا مگر معمولات دوسرے کے بتانے پر شروع کردئے، بس وہ اتنا پریشان ہے کہ کوئی حد نہیں، وہ جلال آباد گیا حضرت مولانا مسیح اللہ صاحبؒ کے یہاں وہ بہت ناخوش ہوئے اسی بات پر اور فرمایا کہ تمہارا معاملہ بہت دشوار ہے، جب ایک بزرگ سے تعلق قائم کیا تو دوسرے کے پاس کیوں گئے۔

حقیقت فیض اور اس کے لئے شرط

عرض:-فیض شیخ کسے کہتے ہیں؟

ارشاد:- ذرۂ نور شیخ کے قلب سے قلبِ طالب میں منتقل ہوتا ہے، یہ ہے فیض حاصل ہونا۔

عرض:- روحانی فیوض جو بزرگوں کے لوگوں تک پہنچتے ہیں کیا اس کے لئے عقیدت ان بزرگوں سے شرط ہے؟

ارشاد:- فیض تو عقیدت ہی سے پہنچے گا، بغیر عقیدت کے فیض نہیں پہنچتا اور اگر بدگمانی ہے تو نقصان پہنچے گا، اور اگر خالی الذہن ہے تو کچھ نہیں، (نقصان ہوگا) ایک شخص دوکان کرتا ہے، مٹھائی کی اگر آپ کو اسکے متعلق معلوم ہے کہ وہ مٹھائی بیچتا ہے، تو آپ سے مٹھائی خریدیں گے (نفع ہوگا) اور اگر معلوم نہیں تو کچھ نہیں (نقصان نہوگا) اور اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ زہر بیچتا ہے تو پھر نقصان ہوگا، کیونکہ آپ نہ اس کے پاس جائیں گے نہ خریدیں گے۔

عرض:- اپنے شیخ سے جو محبت وعقیدت مرید کو رکھنی چاہئے، اس کی ذرا تفصیل فرمادیں؟

ارشاد:- آسمان سے بارش آتی ہے، بالکل صاف ستھری، بہو عمدہ میٹھا پانی ہوتا

ہے، جسے پی کر جی خوش ہوجائے، چاہے اس سے کپڑے دھولو، چاہے برتن دھولو، غسل کرلو، وہ پانی چھت پر گرتا ہے، چھت بھی پاک وصاف بنی ہوئی ہے اس میں ایک پرنالہ ہے اسی کے ذریعہ وہ پانی نیچے آتا ہے، اگر وہ پرنالہ بالکل صاف ستھرا ہوگا تو پانی بھی صاف ستھرا آئیگا، اگر اس کے اندر مٹی گوبر بھرا پڑا ہے تو جو پانی آئے گا اس پرنالہ کے راستے وہ گوبر کی گندگی سے ملوث ہوکر آئے گا، اور خود تو کیا پاک صاف ہوگا، دوسرے کو بھی گندا اور غلیظ بنادے گا، پس یہی کیفیت ہے عقیدت کی وہ مثل پرنالہ کے ہے، اگر اس میں صفائی ہوگی تو فیض کے معنوی پانی میں بھی صفائی ہوگی اور اگر اس میں صفائی نہیں تو فیض بھی پاک صاف نہیں پہنچے گا، مگر از خود گندا اور غلیظ نہیں وہ تو اسکی عقیدت سے گندا ہوا ہے

شیخ سے محبت میں اضافہ کا طریق

عرض:- شیخ کے ساتھ محبت میں اضافہ اور ترقی کس طرح ہوگی، کیا اعمال کرنے چاہئیں؟

ارشاد:- جتنا جتنا فیض پہونچے گا، اتنی ہی محبت بڑھے گی، مولانا الیاس صاحبؒ حضرت گنگوہیؒ سے بیعت تھے رات میں بار بار سوتے سوتے اٹھتے اور جاکر حضرت گنگوہیؒ کی صورت دیکھتے اور دیکھ کر واپس آجاتے، حضرت مولانا عبدالقادر صاحب سے ان کے شیخ شاہ عبدالرحیم صاحب رائپوریؒ کے قصے سنے وہ سناتے تھے کہ حضرت کھانا کھانے کے بعد لیٹتے تو میں بدن دبایا کرتا، کچھ دیر بعد حضرت فرماتے، بس جاؤ، آرام کرو، لیٹ جاؤ۔

وہ کہتے ہیں میں اٹھ کر چلا آتا اور تھوڑی تھوڑی دیر بعد جاتا تھا دیکھنے کے لئے، کوئی مکھی تو منھ پر نہیں بیٹھ گئی، کبھی پریشان کر رہی ہو، جاکر دیکھتا مکھی نہیں ہے، تو چلا آتا۔

کیا مرید پیر سے بڑھ سکتا ہے

عرض:- کیا مرید کبھی پیر سے بڑھ سکتا ہے؟

ارشاد:- کبھی کبھی مرید بھی بظاہر پیر سے بڑھ جاتا ہے، اونچے درجہ پر پہنچ جاتا ہے، مگر اس کو یوں سمجھنا چاہئے، کہ فیض پیر ہی کا ہے، کہیں اور سے نہیں آیا، جیسا کہ بعض دفعہ امتی اپنے اعمال کی تعداد میں بظاہر نبی سے بڑھ جاتا ہے، مثلاً بعض بزرگوں کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ ایک ہزار رکعت روزانہ پڑھتے تھے، حالانکہ نبی سے اتنی رکعت منقول نہیں مگر امتی کی ایک ہزار رکعت نبی کی دو رکعت کے برابر بھی نہیں۔

شیخ محمد تھانویؒ اور قاضی اسماعیل منگلوریؒ

تھانہ بھون میں مولانا شیخ محمد تھانویؒ ایک بزرگ گزرے ہیں ان کے مرید قاضی اسماعیل صاحب منگلوریؒ تھے، صاحب کشف ان کو منکشف ہوا کہ ان کا مقام ان کے شیخ سے بڑھ گیا ہے۔ مولانا شیخ محمد صاحبؒ کے دل کو احساس ہو گیا کہ قاضی صاحب ایسا ایسا سمجھ رہے ہیں، ادھر اس بات سے قاضی صاحب کے قلب میں گرانی محسوس ہوئی، وہ تھانہ بھون گئے، مغرب بعد رات کے وقت یہ مولانا کے تصنیف وتالیف کا وقت تھا چراغ جل رہا تھا، مولانا شیخ محمد صاحب نے فرمایا بھائی قاضی صاحب یہ منگلور کی طرف سے ہوا آ رہی ہے، یہاں اینٹ کھڑی کردو، اینٹ کھڑی کردی بس قلب میں اندھیرا ہو گیا، روشنی جاتی رہی، انہوں نے پوچھا یہ کیا ہوا؟ شیخ نے فرمایا یہ اسی چراغ کی روشنی تھی جو مٹی کا ہے، جسے دیوا کہتے ہیں، جو ہے تو معمولی سا مگر روشنی اسی کی ہے بس اس کا خیال رکھنا اس کی ناقدری نہ کرنا۔

انتقال شیخ کے بعد فیض کا حصول

عرض:- شیخ کے انتقال کے بعد بھی اس سے فیض حاصل ہوتا ہے ، بیان فرمادیں؟

ارشاد:- کوئی چراغ رکھا ہوا ہو،اس کے سامنے پردہ پڑا ہو، اوراس کے پیچھے کوئی شخص بیٹھا ہوتو چراغ کی روشنی اس پردہ میں سے چھن چھن کر پیچھے بیٹھنے والے کو حاصل ہوتی رہتی ہے، ایسا ہی یہ قصہ ہے۔

رضا بالقضاء کی کیفیت

عرض:- رضا بالقضاء کی کیا کیفیت ہوتی ہے؟

ارشاد:- کیفیت تو بیان نہیں کیجا سکتی مثلاً خوشی کی کیفیت ہے اس کو کس طرح بیان کریں گے، البتہ دعا وارد ہے "**اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ الرِّضَاءَ بِالْقَضَاءِ وَبَرْدَالْعَيْشِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَلَذَّةَ النَّظْرِاِلٰی وَجْهِکَ وَالشَّوْقَ اِلٰی لِقَائِکَ**" **الحزب الاعظم ص ۲۵.**

حضرت حاجی صاحبؒ کے سلسلے کی برکت

ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے حضرت امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ کے سلسلے میں بھی کتنی برکت رکھی ہے اوران سے عوام وخواص کو کتنا فیض پہونچا اللہ اکبر کہ حضرت حاجی صاحبؒ کے خلیفہ ہوئے۔

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ،حضرت مولانا محمد قاسم صاحب

نانوتویؒ، حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ ان میں سے ہرایک نے دین کی بڑی بڑی خدمات انجام دیں جہاد کے اندر بھی خوب بہادری سے کام کیا تصنیف وتالیف کے ذریعہ سے بھی دین کی اشاعت کی حضرت مولانا اشرف علی صاحبؒ نے قرآن پاک کی تفسیر بیان القرآن لکھی علم حدیث میں اعلاء السنن لکھوائی فقہ حنفی کوفروغ دینے کیلئے مختلف کتابیں لکھیں، علم تصوف کا بھی خوب کام کیا اوراس کے اندر کتابیں تصنیف کیں التکشف عن مہمات التصوف، بوادرالنوادر، اوراس کے علاوہ اسی طرح حضرت اقدس گنگوہیؒ سے بھی حق تعالیٰ شانہٗ نے خوب فیض پہنچایا خود انہوں نے علم دین کی کتنی خدمات کیں، اللہ اکبر پھر ان کے خلیفہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب انبہٹویؒ نے اسی طرح دینی خدمات انجام دیں، ''بذل المجہود'' لکھی اور جگہ جگہ پر مناظرہ کے لئے تشریف لے گئے، ہروقت شمشیر برہنہ کی طرح تیار رہتے تھے، اور''مطرقۃ الکرامۃ'' ردشیعہ میں اور براہین قاطعہ جیسی کتابیں لکھیں اورایک زمانہ تک دورۂ حدیث شریف تک کی پوری کتابیں حضرت علیہ الرحمۃ نے خود پڑھائیں اوران کے خلیفہ حضرت مولانا الیاسؒ کو دیکھو کہ کتنا بڑا کارنامہ دین کا انجام دیا یعنی تبلیغی جماعت کی چلت پھرت جو ہورہی ہے یہ حضرت مولانا الیاس صاحبؒ کا ہی فیض ہے عرب وعجم میں لوگ کس طرح پھر رہے ہیں نیز حضرت اقدس سہارنپویؒ ہی کے خلیفہ حضرت مولانا زکریا صاحبؒ کاندھلویؒ مہاجر مدنی سابق شیخ الحدیث مظاہرعلوم سہارنپور کو دیکھ لو دین کی کتنی خدمات انجام دیں مؤطا امام مالکؒ کی شرح لکھی جس کا نام اوجزالمسالک ہے، اسی طرح ''الکوکب الدری، لامع الدراری تصنیف فرمائیں، تبلیغی نصاب اورفضائل کی کتابیں تصنیف فرمائیں جوسب جگہ پڑھی اورسنائی جارہی ہیں مختلف زبانوں میں ان کے ترجمہ ہوئے۔

استفادہ کے باطنی موانع

س:- استفادہ کے ظاہری موانع تو معلوم ہو گئے، کیا باطنی موانع بھی ہیں؟

ج:- حضرت نے فرمایا باطنی موانع یقین کامل کا نہ ہونا ہے، اس کی مثال یہ ہے کہ ایک سانپ ہے، جو کاٹ لیتا ہے اس کا زہر چڑھ جاتا ہے اور آدمی مر جاتا ہے، ایک شخص کو یقین نہیں ہے کہ یہ کاٹ لے گا وہ اس کو پکڑ لیتا ہے، وہ اس کو کاٹ لیتا ہے، یہ نقصان کہاں سے پیدا ہوا؟ یقین کے نہ ہونے سے۔

س:- ایک شخص کو یقین تو ہے لیکن نقصان سے بچنے کی ہمت نہیں، گناہ چھوڑ نہیں پاتا کیا کرے؟

ج:- اس کے لئے مجاہدہ قاہرہ کی ضرورت ہے اور عزم قوی چاہئے بغیر مجاہدۂ قاہرہ کے ہمت پیدا نہیں ہوتی۔

س:- مجاہدہ کی صورت کیا ہوتی ہے؟

ج:- مثلاً نفس کہتا ہے کہ پڑا سوتا رہ، سو جا، خدا کا مؤذن کہتا ہے حی علی الصلوۃ نماز کے لئے چل، تو اب مجاہدہ کیا ہے؟ پس جو طبیعت کا تقاضا ہے، اس کو دبا دینا، اس تقاضے کے خلاف اللہ کے حکم کو پورا کرنا، یہ مجاہدہ ہے۔

فیض سے محرومی

س:- کیا مرید شیخ کے فیض سے محروم بھی ہوتا ہے؟

ج:- جی ہاں

س:- کیا چیز محرومی کا باعث بنتی ہے؟

ج:-عقیدت ومحبت میں نقص،عقیدت ومحبت مرید کے دل میں نہ ہوتو شیخ کے فیض سے محروم رہے گا۔

صاحب حضوری شیخ عبدالحقؒ کا عجیب واقعہ

ارشاد:-ایک بزرگ گزرے ہیں،حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ مدینہ طیبہ (زادہا اللہ شرفاوکرامۃ) میں رہتے تھے،صاحب حضوری تھے،صاحب حضور وہ شخص کہلاتا ہے،جس کوروزانہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوتی ہے،کس طریقہ پر ہوتی ہے سوتے میں یا جاگتے میں یہ تو وہی حضرات جانیں،ایک روز حضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ارشادفرمایا کہ ہندوستان جاؤ،یہ بھی فرمایا کہ غریبانِ ہند پرنظرکرم رکھنا،

نظرِ شفقت رکھنا،انہوں نے عرض کیا کہ حضور یہاں توروزآنہ حاضری وزیارت کا موقع ملتاہے،ہندوستان سے(کہ اتنی دور ہے)اس کا موقع کیسے میسرآئے گا)اس پر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ تم کووہاں سے بھی موقع دیا جائے گا، چنانچہ وہ ہندوستان آئے،دہلی میں قیام کیا،یہاں حدیث شریف کا مشغلہ شروع کیا، تصوف کی بھی بعض کتابیں لکھیں،اگرکہیں معلوم ہوتا کہ فلاں جگہ کوئی اللہ اللہ کرنے والا موجود ہے تو اس کی زیارت کے لئے جاتے،ایک روز معلوم ہوا کہ کوئی درویش آیا ہے، بہت لوگ اس کی طرف متوجہ ہیں وہاں بھی یہ تشریف لے گئے دیکھا کہ ایک فقیر ہے اوراس کے اردگرد مجمع ہے اوراس کے پاس ایک پیالہ شراب کا رکھا ہوا ہے،فقیر نے ان کی طرف دیکھا اورکہا کہ یہ پیالہ شراب کا پی لے،انہوں نے انکارکردیا،کہ شراب تو حرام ہے میں نہیں پیوں گا،اس نے بھی اصرارنہیں کیا،اورنہ کچھ اور بات ہوئی،رات کوانہوں نے خواب دیکھا کہ کچھ لوگ چلے جارہے ہیں جانے والوں سے پوچھا بھائی کہاں جارہے ہو؟ انہوں

نے بتلایا کہ فلاں مکان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں، ان کی زیارت کیلئے جارہے ہیں، اس پر یہ بھی چلدیئے مکان پر پہونچے تو دیکھا کہ وہی فقیر ڈنڈا لئے دروازہ پر کھڑا ہے، اس نے اوروں کو تو اندر جانے کی اجازت دیدی مگر انہوں نے جانا چاہا تو ان کے اوپر ڈنڈا اٹھایا اور کہا تو نے شراب کا پیالہ نہیں پیا تھا، اس لئے اندر جانے کی اجازت نہیں، گھبرا کر آنکھ کھل گئی چونکہ زبردست عالم تھے حدود شرع کو جانتے تھے۔

فوراً **لاحول ولاقوۃ الاباللّٰہ العلی العظیم** پڑھا، سمجھ گئے کہ تلبیس ابلیس ہے، شیطانی دھوکہ ہے یعنی شراب پئیں تو زیارت نصیب ہو اور شراب پینے سے انکار کردیں تو محروم رہیں یہ تلبیسا بلیس ہے، اگلے روز پھر اس فقیر کے یہاں گئے، دیکھا اسی طرح مجمع لگا ہوا ہے، اور شراب کا پیالہ رکھا ہوا ہے، جیسے ہی یہ پہنچے تو اس نے کہا اب تو پی لے اس سے یہ سمجھے کہ یا تو اسی کا تصرف تھا رات میں یا پھر اس کا کشف ہے، جواب دیا یہ شعبدے کسی اور کو دکھانا میں نہیں پیئو نگا، چنانچہ نہیں پی، چلے آئے، آج رات پھر اسی طرح خواب دیکھا کہ پھر وہی فقیر ڈنڈا لئے کھڑا ہے، ان کو اندر جانے نہیں دیا روکدیا، گھبرا کر آنکھ کھل گئی، پھر لاحول پڑھا، دن میں پھر اسی فقیر کے پاس گئے، اس نے کہا دیکھو دو روز ہو گئے حاضری سے محروم ہو زیارت سے محروم ہو اب تو پی لو، انہوں نے فرمایا ساری عمر بھی محروم رہوں گا تو بھی نہیں پیئو نگا، مجھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کر کے، حاضری وزیارت منظور نہیں، اگر میں حاضری سے محروم ہوں تو کیا ہوا، میری خدمات تو قبول ہیں، یہ میرا انکار کردینا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں قبول ہے، پینا تو مقبول نہیں، تیسری رات پھر اسی طرح سے خواب میں دیکھا کہ لوگ جارہے ہیں یہ بھی گئے تو دیکھا کہ پھر وہی فقیر دروازہ پر ڈنڈا لئے کھڑا ہے، اب ان کو بڑا تردد ہوا کہ کمبخت یہاں آ کر کھڑا ہو گیا ، دروازہ پر، اندر جانے نہیں دیتا، یہ عجیب بات ہے، شراب پی لو تو اندر جانے کی اجازت

ملے نہ پیوں تو اجازت نہ ملے، سوچ ہی رہے تھے کیا تدبیر اختیار کروں، کہ اندر سے آواز آئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم دریافت فرمارہے ہیں، دوروز ہوگئے عبدالحق نہیں آئے، جیسے ہی ان کے کان میں یہ آواز پہونچی، تو انہوں نے باہر ہی سے کہا کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) میں تو حاضر ہونا چاہتا ہوں مگر یہ فقیر دروازہ پر کھڑا ہے اندر آنے نہیں دیتا، نبی اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا کون ہے؟ کیا بات ہے؟ آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ ایک شرابی فقیر ہے جو دروازے پر کھڑا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اخسأ یا کلب ، دور ہوا اے کتے، حضرت علیؓ بھی وہاں موجود تھے وہ تلوار لیکر اس فقیر کی طرف دوڑے اس پر وہ بھاگا وہاں سے تب راستہ کھلا اور یہ حاضر خدمت ہوئے، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا عبدالحق دوروز ہوگئے تم کہاں تھے؟ عرض کیا حضور ﷺ دوروز ہوگئے آتے ہوئے مگر یہ فقیر کہتا ہے کہ شراب پی لو تو اندر جانے کی اجازت ہے، ورنہ نہیں، بھلا آپ نے تو شراب کو حرام بتلایا ہے، شراب پینے والے پر لعنت فرمائی، میں کیسے پی لیتا، آپ ﷺ نے فرمایا تم نے بہت اچھا کیا، اور پھر شفقت و مہربانی فرمائی، آج جب صبح کو اٹھے تو بہت خوش تھے، دن چڑھے اس فقیر کے یہاں پھر آئے، دیکھا مجمع تو موجود ہے اس کے مریدین کا مگر خود موجود نہیں، ان سے پوچھا کہ تمہارا پیر کہاں ہے؟ مرید نے کہا اندر کمرہ میں ہیں، حضرت شیخؒ نے دروازہ پر دستک دی تو کوئی جواب نہ ملا، دروازہ کھول کر دیکھا تو اس میں کوئی نہیں ہے، اس پر لوگوں سے کہا دیکھو وہ تو یہاں نہیں ہے، جب سب نے دیکھا تو تعجب ہوا کہ وہ تو کمرہ کے اندر تھے، اور کوئی راستہ بھی کمرہ سے نکلنے کا نہیں، پھر گئے تو کہاں گئے، اس کے بعد شیخ نے پوچھا کہ یہاں سے کوئی نکلا بھی ہے؟ بتلایا کہ ہاں ایک کتا تو نکل کر بھاگا تھا، اس پر شیخؒ نے اپنا سارا واقعہ سنایا، اور فرمایا وہی تمہارا پیر تھا، اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو مسخ کرنا چاہا

تھا، حق تعالیٰ شانہٗ نے اس کی صورت کو مسخ کر کے کتا بنا دیا، اللہ کے رسول ﷺ کی زبان مبارک سے نکلا ''دور ہوا ے کتے''، جس کو آپ نے کتا فرما دیا وہ پھر انسان کیسے رہتا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت نہایت پاک صاف اور روشن نکھری ہوئی شریعت ہے جس میں کسی قسم کا تردد نہیں، شیطان یا شیطان نما انسان اس کے اندر کوئی گڑ بڑ کرنا چاہتا ہے، تو حق تعالیٰ اس کی حفاظت فرماتے ہیں، جیسے اس نے یہاں گڑ بڑ کرنا چاہا تھا ،شراب پینے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب بتلایا تھا، حالانکہ وہ حرام ہے، اس طرح اس نے مسخ کرنا چاہا تھا ،شریعت مقدسہ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کی صورت کو مسخ کر دیا، اور شریعت مطہرہ کی حفاظت فرمائی۔

خوارق کا صدور علامت مقبولیت نہیں

ارشاد:- حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ شاہ ابوالمعالی صاحبؒ کے مزار کی زیارت کے لئے انبہٹہ پیرزادگان تشریف لے گئے، دروازہ پر ایک صاحب سے جو حضرت سہارنپوریؒ کے عزیز بھی ہوتے تھے، ملاقات ہوئی کہ وہ درگاہ سے نکل رہے تھے، اور حضرت داخل ہو رہے تھے ،حضرت نے ارشاد فرمایا بھائی شبیر کب تک اپنی قوت سے لوگوں کو دھوکہ دیتے رہو گے، ان کی قوت کا یہ حال تھا، کہ جہاں ذکر کرنے بیٹھتے وہاں ایک بڑا لکڑ پڑا ہوا تھا، جب **لاالہ** کہتے تو وہ لکڑ دائیں طرف دیوار میں جا کر لگتا اور جب **الا اللّٰہ** کہتے تو بائیں جانب دیوار میں لگتا ،کسی نے حضرت سہارنپوریؒ سے کہا کہ حضرت فلاں (یہی شبیر صاحب) یوں کہتے ہیں کہ جس کو چاہوں بغل میں دبا کر حضرت نبی اکرم ﷺ کی زیارت کرادوں، فرمایا زیارت تو ضرور کرادیں گے مگر ہیں وہ بدعتی ان سے بچ کر رہنا۔

دل میں روشنی کا ذریعہ

س:- دل روشن ہونیکا ذکر آیا تو ایک صاحب نے پوچھا حضرت دل میں روشنی کیسے پیدا ہوتی ہے؟

ج:- طاعات سے دل میں روشنی آتی ہے، معاصی (گناہوں) کو آدمی چھوڑ دے طاعات (نیکیوں) کو اختیار کرے روشنی آجائے گی، مگر وہ روشنی نظر نہیں آتی، اس روشنی سے سب کچھ نظر آتا ہے، جیسے کہ آنکھ کے اندر روشنی ہے، وہ روشنی نظر نہیں آتی، ہاں اس روشنی سے سب کچھ نظر آتا ہے، اور یہ کام محنت اور ہمت سے ہوتا ہے، بغیر اسکے نہیں ہوسکتا۔

خشوع خضوع کیسے پیدا ہو

س:-نماز میں خشوع خضوع کیسے پیدا ہوتا ہے؟

ج:-نماز میں آدمی اس بات کا لحاظ رکھے اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہُ کَاَنَّکَ تَرَاہُ اللہ کی عبادت اس طرح سے کرو، جیسے تم اللہ کو دیکھ رہے ہو، اس کی کوشش کرنی چاہئے، جس قدر یہ تصور غالب ہوگا، اسی قدر خشوع خضوع آجائے گا۔

س:-اس تصور کا غالب آنا تو اپنے بس میں نہیں؟

ج:- ہمت کرنی ہے کیا ہمت بھی اپنے بس میں نہیں؟ جس چیز کی رغبت ہوتی ہے، اس میں کبھی آدمی یہ نہیں کہتا کہ اپنے بس میں نہیں بلکہ کہتا ہے کہ ہاں! کرلوں گا، ضرور کرلوں گا، دیکھو! اگر تمہارے والد یا کوئی اور بزرگ رات کی گاڑی سے آئیں ،اور آپ کو اطلاع دیں کہ میں فلاں وقت اسٹیشن پہونچ جاؤں گا، آپ اسٹیشن پر پہونچنے کا

انتظام کریں گے، سردی ہوگی تو سردی کے کپڑے، اندھیرا ہوگا تو روشنی کا انتظام کریں گے پیدل نہ جاسکتے ہوں تو سواری کا انتظام کریں گے، آنکھ کھلنے میں دقت ہوگی تو گھڑی کا الارم بھی لگائیں گے، غرض جو دشواریاں ہیں ہر دشواری کو رفع کرنیکی کوشش کریں گے۔

اگر نہیں جانا ہے تو کہیں گے ارے بھائی اندھیری رات ہو رہی تھی میں کیسے جاتا؟ سواری نہیں تھی، کیسے جاتا سو بہانے بنالیں گے، یہ بات ہے یا نہیں؟

سائل! جی ہاں بالکل۔

حضرت! آدمی کو کوئی کام کرنا ہو تو ہمت اور محنت کرنے کیلئے تیار رہے کہ جتنی راستہ میں رکاوٹیں آئیں گی، سب کو لات ماکر ہٹالیں گے، اور اگر نہیں تو ذرا سا روڑا بھی راستہ میں دیکھ لے گا تو بیٹھ جائے گا۔

گوشت کا ترک کرنا

س:- حضرت بعض مشائخ پرہیز کے طور پر اپنے مریدین کو گوشت کھانے سے منع کرتے ہیں اس کا کیا حکم ہے؟

ج:- یہ کوئی شرعی چیز نہیں ہے طبی چیز ہے، یہ یقین ہے کہ خدا نے یہ چیز حلال کی ہے، اس کو حرام نہیں سمجھتا پھر نہیں کھاتا جیسے حکیم کبھی مریض کو کہتا ہے گوشت مت کھانا، اسی طرح یہ صورت ہے تو جائز ہے۔

س:- اگر وہ گوشت نہ کھائے تو گنہگار تو نہیں ہوتا۔

ج:- یہ گنہگار نہیں ہے، یوں سمجھئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس چیز کو میرے لئے حلال کیا تھا، میری قسمت میں کیا کروں اللہ نے تو حلال کر دیا تھا، لیکن میرے لئے مضر ہوگا، جس کی بنا پر پیرومرشد نے منع کر دیا اور اسکے کھانے سے محروم ہوگیا حضرت گنگوہیؒ رحمۃ اللہ علیہ نے

فرمایا ہے گوشت روزانہ نہ کھائے بہت سے بہت ہفتہ میں ایک دو دفعہ اس سے قلب میں قساوت پیدا ہوتی ہے "المداومة علی اللحم تورث القساوة فی القلب"

س:- مرشد کے کہنے پر گوشت وغیرہ ترک کرنا یا نہ کرنا اس کے متعلق حدیث میں کچھ ہے؟

ج:- میرے علم میں نہیں۔

انفرادی حالات قانون نہیں بنتے

فرمایا دیکھئے کسی شخص پر خاص حالات طاری ہوں اس کو کسی حد تک معذور سمجھا جاسکتا ہے، لیکن اس کے عمل کو شرعی قانون نہیں بنایا جاسکتا، اب اگر کوئی بزرگ تنہائی میں بیس چالیس روز تک اکیلے رہتے ہیں کوٹھری میں کھانا پانی ان کے پاس کچھ نہیں عبادت ریاضت کرتے رہتے ہیں، ان کا معاملہ ان کے ساتھ ہے اور انکی بزرگی کا لحاظ کرتے ہوئے، ہم ان کے متعلق کوئی بُرا لفظ نہیں بولتے لیکن ان کا اکیلا رہنا اس طرح سے جماعت کا چھوڑ دینا مسلمانوں سے ملنے کو چھوڑ دینا یہ شرعی قانون نہیں ہے، کوئی شخص اجازت مانگے گا تو اسے ہرگز اجازت نہیں دی جائیگی، رہا ان بزرگ کے متعلق کچھ کہنا ہم ان کے ذمہ دار نہیں، نہ ان کو بُرا کہتے ہیں، نہ انکی اتباع کی اجازت دیتے ہیں۔

شیخ یا پیر مقرر کرنا

س:- شیخ یا پیر کی ضرورت کیوں ہے؟

ج:- انسان کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن ہے ظاہر کی بھی اصلاح ضروری ہے اور باطن کی بھی اصلاح ضروری ہے، کچھ احکام ظاہر سے متعلق ہیں اور کچھ احکام باطن سے

متعلق ہیں مثلاً نماز پڑھے روزہ رکھے زکوٰۃ دے حج کرے یہ سب امور ظاہر سے متعلق ہیں اسی طرح آدمی تواضع عاجزی اختیار کرے، اپنے آپ کو دوسروں سے چھوٹا سمجھے دوسروں کے پاس اللہ تعالیٰ کی جونعمتیں ہیں ان کو دیکھ کر حسد نہ کرے یہ چیزیں باطن سے متعلق ہیں جس طرح ظاہری احکام کی پابندی لازمی ہے ضروری ہے اسی طرح باطنی احکام کی پابندی لازمی ہے پھر ظاہری چیزیں تو ایسی ہیں کہ عامۃ المسلمین یعنی سارے ہی مسلمان سمجھتے ہیں، کہ پانچ وقت کی نماز کا حکم ہے، ایک مہینہ رمضان کے روزے رکھنے کا حکم ہے، باطنی چیزیں ایسی ہیں کہ وہ نہ نظر آتی ہیں اور نہ ہر شخص کی سمجھ میں آتی ہیں جس طرح ظاہری احکام کے لئے عالم کی ضرورت پیش آتی ہے، جو چیزیں معلوم نہ ہوں ان سے معلوم کی جائیں، اوراس کے لئے کسی ایک شخص کو متعین کیا جائے، تو زیادہ اچھا ہے، اس میں زیادہ سہولتیں ہیں، اسی وجہ سے ائمہ میں سے کسی ایک امام کی تقلید کرنے کیلئے کہا جاتا ہے، جو جو مسائل پیش آئیں، حنفی امام ابوحنیفہؒ سے دریافت کریں، شافعی امام شافعیؒ سے دریافت کریں مالکی امام مالکؒ سے اور حنابلہ امام احمد بن حنبلؒ سے دریافت کریں، اسی طریقے پر باطن کی اصلاح کے لئے، نیز ان احکام پر عمل کرنے کے لئے جن کا تعلق انسان کے قلب اور باطن سے ہے ضرورت پیش آتی ہے، کہ کسی کو اپنا بڑا بنائیں جو ان سب چیزوں سے واقف ہو، اس سے دریافت کرنے میں سہولت رہتی ہے، وہ اس کے مزاج کے مطابق علاج تجویز کرے، پہلے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکت ایسی تھی کہ جس چیز کی ضر ورت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پیش آئی آپ سے دریافت کرلیا، اس کے بعد خلفائے راشدین کا حال ایسا ہی رہا لیکن آہستہ آہستہ اس چیز میں کمی آتی گئی، دنیا کی طرف لوگوں کا میلان زیادہ ہوتا گیا، تو ضرورت پیش آئی کسی کو شیخ تجویز کرنے کی چنانچہ اس زمانہ میں (تابعین تبع تابعین کے دور میں) مشائخ بہت اونچے گذرے ہیں، انہوں نے اسکے ضوابط

اور قواعد بیان کئے جو باتیں اسکی تھیں، ان کو لکھا خود امام غزالیؒ نے احیاء العلوم چار جلدوں میں لکھی اسی طرح سے رسالہ تصوف کیمیائے سعادت وغیرہ اس چیز کیلئے لکھی۔

س:- کیا پیری اور مریدی قرآن وحدیث سے ثابت ہے؟

ج:- پیری اور مریدی کچھ نہیں چیز دوسری ہے عنوان آپ بدل دیجئے ہر مسلمان کے ذمے ضروری ہے کہ عقائد حقہ کو اختیار کر لے، اخلاق صالحہ کو اختیار کرے، اخلاق سیئہ سے محفوظ رہے، اعمال صالحہ کو اختیار کرے، اقوال سدیدہ کو اختیار کرے، اب ہر شخص کے پاس اتنا علم نہیں ہے کہ وہ قرآن وحدیث سے یہ چیزیں خود نکال سکے لامحالہ اسے کسی بتانے والے سے معلوم کرنا پڑے گا، یہی ثبوت ہے حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر جو بیعت کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وہ صرف سیاست اور امور ظاہرہ کیلئے ہی نہیں تھی، بلکہ تزکیۂ باطنی کیلئے بھی تھی، قرآن پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں "یتلوا علیهم اٰیاته ویزکیهم" باطن سے اخلاق رذیلہ کو نکالتے تھے، حسد کو دور کرتے تھے، بُرے عقائد کو دور کرتے تھے بُخل کو دور کرتے تھے، کیا بات ہے اسلام لانے سے پہلے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ ڈاکوؤں کے سردار تھے ساری بستی انکی ڈاکوؤں کی تھی، حال یہ تھا کہ کسی کے پاس پیسہ دیکھتے تھے، تو چھین لیتے تھے، لیکن ایمان لانے کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر کیا ہوا کسی کے پاس پیسے دیکھتے تو فرماتے تھے کہ خدا کے راستہ میں خرچ کیوں نہیں کرتے ہو؟ یہ تزکیہ نفس تھا، چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے "ازالۃ الخفاء" میں بیان کیا ہے کہ امور اور اخلاق فاضلہ کو حاصل کرنے کے لئے کس کس طریقہ پر صحابہ کرامؓ نے کام کئے کیسے کیسے راستے اختیار کئے اب مثال کے طور پر سمجھئے کہ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتویؒ دارالعلوم دیوبند کے پہلے صدر مدرس تھے، شیخ

وقت بھی تھے ، ان کے ایک مرید نے لکھا کہ ہم آپ سے بیعت ہوئے ہم سنتیں گھر جا کر پڑھتے ہیں، مسجد میں نہیں پڑھتے مسجد میں لوگوں کے سامنے پڑھنے میں حیا معلوم ہوتی ہے، جواب میں فرمایا کہ آپ مسجد میں لوگوں کے سامنے ہی پڑھا کیجئے حیا کیلئے اور بہت سے کام ہیں اگر ہر شخص اپنا علاج خود کرتا تو جسمانی امراض کے معالجہ کیلئے جو حکیم، ڈاکٹر پھیلے ہوئے ہیں، کسی کی بھی ضرورت نہ پڑتی سب کے سب خود علاج کرلیا کرتے ، حضرت مولانا قاسم صاحب نانوتویؒ کتنے زبردست عالم تھے، انہوں نے اپنے پیر حضرت حاجی امداداللہ صاحبؒ سے پوچھا (حالانکہ حضرت حاجی امداداللہ صاحبؒ فارغ شدہ عالم نہیں تھے)ان سے پوچھا کہ میں ملازمت چھوڑ دوں؟ بظاہر یہ توکل کے خلاف ہے، تو انہوں نے بہت مختصر جواب دیا، کہ جس وقت پوچھنے کی ضرورت پیش نہ آئے اس وقت چھوڑ دینا، پوچھنا دلیل ہے، تذبذب کی تردد کی تردد منافی ہے توکل کے جب توکل اس شان پر پہونچ جائے گا تو تردد ختم ہوجائے گا، پوچھنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئیگی، حضرت مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ سناتے تھے کہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھاول پور میں ملازم تھے، وہاں سے انہوں نے حضرت گنگوہیؒ کو خط لکھا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ ملازمت چھوڑ دوں اور اپنے گھر آکر یکسوئی اختیار کروں، حضرت مولانا مدنیؒ فرماتے تھے کہ حضرت گنگوہیؒ نے میرے بڑے بھائی کے ذریعہ جواب لکھوایا کہ مت چھوڑو وہیں رہو، کام کرتے رہو، مولانا مدنیؒ کے بھائی نے عرض کیا کہ حضرت آپ کیوں اجازت نہیں دیتے ان کو نفع ہوگا تو حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا نفع ہوگا تو پوچھیں گے نہیں خود بخود آبیٹھیں گے۔

صوفیاء کا کام

س:-صوفیاء کا کیا کام ہے؟

ج:-صوفیاء اپنے اصلی وطن کو یاد دلاتے ہیں، انسان اپنے اصلی وطن کو بھول گئے، یہاں کی مادیات میں لگ گئے روح اس جسم پر عاشق ہے ہر وقت اسی کی سدھار کی فکر میں لگی رہتی ہے، ذرا بیمار ہو جائے تو دوا کرو تھک جائے تو آرام کرو، بھوک لگے تو کھانا کھاؤ، پیاس لگے تو پانی پیو سردی لگے تو لحاف اوڑھو گرمی لگے تو پنکھا جھیلو، اسی جسم کو راحت پہنچانے میں لگی رہتی ہے، چہرے کو درست کرنے کے لئے کریم ملو کا جل ڈالو خوشبو لگاؤ، اچھے کپڑے پہنو مگر جو اصل کام ہے وہ بھول گئی، یہ تو عارضی طور پر وطن تھا جہاں جانا ہے اصل میں وطن وہ ہے یہاں تو راستہ ہے سفر میں ٹھہرے ہیں صوفیاء اصل مقصد کو یاد دلاتے ہیں، اصل مقام کو یاد دلاتے ہیں۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کپڑے بدل کر نماز کیلئے جا رہے تھے، ایک جگہ ان کا گذر ہوا چھت پر سے کسی نے راکھ کا ایک ٹوکرا پھینکا راکھ انکے اوپر گری فرمایا:۔اے اللہ تیرا شکر ہے، اے اللہ تیرا شکر ہے، کہ راکھ ہی گری میں تو اس قابل تھا کہ میرے اوپر آگ برستی اپنے گناہوں کو فوراً یاد کیا کہ اے اللہ تیرا شکر ہے کہ راکھ ہی تھی، اپنے نفس کی معرفت حاصل ہوتی ہے تو اپنے رب کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے، اللہ کی نعمتوں کو سوچ کر ان کا شکر ادا کرنا چاہئے، ہم ادا نہیں کر رہے ہیں، رات دن اسکی نعمتوں کو استعمال کرتے ہیں کبھی دل میں خیال نہیں آتا کہ انکا حساب دینا ہے، ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سخت گرمی میں حجرہ مبارکہ سے دوپہر کے وقت مسجد میں تشریف لائے ایک صحابی حاضر ہوئے آپ نے فرمایا اس دوپہر میں کیسے آنا ہوا عرض کیا حضور اکرم ﷺ بھوک بہت لگی بے تابی بے قراری تھی آیا ہوں کہ چہرہ انور کو دیکھ کر سکون محسوس کروں، اس کے بعد پھر دوسرے آئے، ان سے دریافت فرمایا کہ کیسے آنا ہوا کہنے لگے کہ بھوک بہت لگ رہی تھی، اس لئے آیا ہوں کہ شاید آپ کے پاس کچھ کھانا مل جاوے، آپ نے فرمایا "بَیْنَکُمَا

کَمَا بَیْنَ جَوَابَیْکُمَا" تم دونوں کے درمیان اتنا ہی فرق ہے جتنا تمہارے جواب میں فرق ہے، ایک کا نقطۂ نظر یہ کہ چہرہ مبارک کو دیکھ کر سکون محسوس ہو دوسرے کا یہ کہ آپ سخی ہیں کریم ہیں آپ کے پاس کچھ کھانے کو ہوگا ملے گا ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے، سخت ترین گرمی تھی، پھل پکنے کا زمانہ تھا، وہ لوگ ایسے موسم پر اپنے بچوں کو بھی باغ میں لے جاتے تھے اور کھجوروں کی شاخوں کی دیواریں بنا کر ایک مکان کی سی شکل بناتے تھے، جب وہاں تشریف لے گئے تو معلوم ہوا کہ وہ انصاری میٹھا پانی لانے کے لئے گئے ہوئے ہیں، یہ حضرات جا کر ایک درخت کے سائے میں بیٹھ گئے اتنے میں وہ پانی لے کر آ گئے، بہت خوش ہوئے، کہ ان کے باغ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اس سے بڑی سعادت کیا ہوگی، جب ہی کھجوروں کا بڑا گچھا توڑ لا کر سامنے رکھا اور کہا کہ نوش فرمائیے اس میں کچھ کھجوریں تو بالکل پکی ہوئی تھیں، اور کچھ کچی پکی تھیں، یعنی کچی آدھی کچی آدھی پکی آپ نے فرمایا کہ آدھی پکی اور آدھی کچی کیوں توڑ لائے، عرض کیا حضرت میں دونوں قسم کی لایا، بعض لوگ کچی پکی پسند کرتے ہیں اور بعض لوگ بالکل پکی پسند کرتے ہیں، اب حضور ﷺ کو جو بھی مرغوب ہو وہ نوش فرمالیں کھجور نوش فرمائیں پانی پیا، پھر ارشاد فرمایا "ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْم" قیامت کو سوال ہوگا نعمتوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ ہمارے پیدا کئے ہوئے درخت کے سایہ میں بیٹھے تازہ پانی پیا، کھجور کھائیں بتاؤ کیا شکر ادا کیا ان نعمتوں کا ایک روایت میں ہے، کہ خدا جانے کتنے روز کے فاقے کے بعد کھجور ملی اس کیلئے یہ فرما رہے ہیں کہ قیامت کے دن حساب دینا ہوگا، اس کے متعلق سوال ہوگا، ہم لوگ بھی حق تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں استعمال کرتے ہیں، کبھی خیال آتا ہے، کہ اسکا سوال ہوگا، اس کا حساب دینا ہے اصل میں تصوف یہی سکھاتا ہے، کہ زندگی جانوروں والی زندگی نہ ہو بلکہ انسانوں کی زندگی ہو اور یہ تصور ہو کہ قیامت کے دن حق تعالیٰ

کے یہاں جانا ہے، اور حساب دینا ہے، صوفیاء اسی چیز کو یاد دلاتے ہیں۔

آخرت کا استحضار اور گناہوں سے بچنے کی ترکیب

س:- آخرت کا استحضار اور گناہوں سے بچنے کی ترکیب بتائیں؟

ج:- سونے سے پہلے مراقبۂ موت کیا کریں، سوچیں کہ یہ میری زندگی کا آخری دن ہے، پھر اس طرح لیٹیں جیسے کہ اب موت آرہی ہے گردن دبا رہی ہے، رگ رگ سے جان نکل رہی ہے کلمۂ طیبہ **لاالہ الااللّٰہ محمد رسول اللّٰہ** پڑھ کر توبہ کریں الٰہی سب گناہوں سے توبہ معاف فرما جتنا کچھ رونا خدا کے سامنے ہو سکے رولیں یہ غور کریں کہ اب مجھے غسل دیا جارہا ہے، کفن پہنایا جارہا ہے، جنازہ لیکر چل رہے ہیں، جنازہ کی نماز پڑھی جارہی ہے اب مجھے لیجا کر قبر میں رکھا جارہا ہے، وہاں کیسی ہیبت ناک شکلیں ہیں، فرشتے آئیں گے، سوال وجواب کریں گے، بٹھایا جائے گا، کیسی کڑکتی ہوئی آواز سے پوچھیں گے کیسے شعلے انکی آنکھوں سے نکلتے ہوں گے، وہ کیسے وحشت ناک ہوں گے وحشت ناک منظر کیسے برداشت ہوگا کوئی دوسرا وہاں نہیں جس سے وہ اپنی بات کہہ سکوں بتا سکوں جس سے فریاد کر سکوں وہاں پر کیا گزرے گی، اسی طرح سے سوچتے سوچتے میدان حشر کو سوچیں کہ وہاں سورج اتنا قریب ہوگا، کہ لوگ پسینے میں غرق ہوں گے سخت ترین تکلیف میں مبتلا ہوں گے، پھر اعمال کا وزن ہوگا، ترازو میں تولا جائے گا، غرض بعد الموت کے جو احوال قرآن وحدیث میں مذکور ہیں ان پر غور کریں، ان کو اتنا مستحضر کرلیں، کہ غور کرتے کرتے سو جائیں، صبح جب آنکھ کھلے تو:-

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَمَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْر پڑھیں''

(اللہ کے لئے حمد ہے جس نے ہم کو موت دینے کے بعد زندگی عطا فرمائی اور

(قیامت میں) اسی کی طرف اٹھ کر جانا ہے۱۲)

اللہ تعالیٰ نے دوبارہ زندگی عطا فرمائی، یہ اس کا کرم ہے، پھر جن لوگوں کے حقوق اپنی زندگی میں ادا نہیں ہوئے، ان کو ادا کرنیکی فکر کریں، حق تعالیٰ شانہٗ کے احکام میں جو کوتاہی ہوئی ہو اس کی تلافی کی کوشش کریں، یہ سمجھیں کہ یہ میری زندگی کا آخری دن ہے، سب سے اپنا کہا سنا معاف کرالیں، یہاں تک کہ یہ دن ختم ہو تو جس طرح سے کل غور کیا تھا اسی طرح سے غور کرلیں۔

خانقاہ اور مسجد کے حکم میں فرق

س:- حضرت مسجد اور خانقاہ کے حکم میں کیا فرق ہے؟

ج:- مسجدیں وقف ہوتی ہیں کسی کی ملک نہیں ہوتیں ہر شخص کا ان میں آنا نماز پڑھنا درست ہوتا ہے، خانقاہ کے لئے ضروری نہیں کہ وقف ہی ہو اپنے مکان کو بھی آدمی خانقاہ بنالے وہاں تربیت کرے وہ بھی خانقاہ بن جائے گی۔

س:- خانقاہ میں نماز پڑھنے پر ثواب کا حکم؟

ج:- وہ مسجد نہیں ہے جو مسجد میں نماز پڑھنے کا ثواب ہے وہ خانقاہ میں نماز پڑھنے سے نہیں ملے گا۔

مسجد نزدیک ہونیکے باوجود خانقاہ میں نماز پڑھنا

س:- بعض لوگ خانقاہوں میں جماعت کی نماز پڑھتے ہیں باوجود یکہ مسجد قریب ہوتی ہے وہاں نہیں جاتے کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

ج:- انکو منع کرنا چاہئے یہ غلط طریقہ ہے مسجد میں جماعت سے نماز پڑھنی چاہئے۔

فتوحات مکیہ

ارشادفرمایا کہ شیخ محی الدین ابن عربیؒ نے اپنے ایک مسترشد کی فرمائش پر کتاب لکھی ''فتوحات مکیہ'' جوموٹی موٹی آٹھ جلدوں میں ہے، اس کو خانۂ کعبہ کی چھت پر رکھا اور دعا کی کہ یااللہ جو چیزاس میں آپ کے منشاء مبارک کے خلاف ہووہ مٹ جائے، بارش میں دھل جائے ، ہوا میں اڑ جائے ، اس سال ہوائیں بھی بہت چلیں بارش بھی خوب ہوئیں،مگراس میں سے کچھ بھی نہ مٹاسکے بعداس کے پڑھنے کی اجازت دی۔

مشکل بہت ہے علما سے بھی حل ہونا مشکل ! شیخ عبدالوہاب شعرانیؒ نے اسکو آسان کر کے لکھا اس کا نام رکھا ''الیواقیت والجواہر'' انہوں نے لکھا ہے کہ ہر مبحث کو شروع کی اوراس کتاب کی تصنیف میں ایک ماہ کی مدت لگی تواس طرح روزآنہ پچیس جلدوں کے مطالعہ کی نوبت آتی تھی، اسکواسوقت کے علماء نے میری کرامات میں شمار کیا ہے، سب سے پہلے میں اپنی کرامت پرایمان لاتاہوں کیونکہ انہوں نے خودکرامت کی بحث میں لکھاہے کہ صاحب کرامت کا خود اپنی کرامت پرایمان لانا ضروری ہے ،میرے (حضرت اقدس قدس سرہٗ کے) بھی جی میں آیا کہ اس کودیکھوں پڑھنا شروع کیا توعبارت آئی **ماخطر ببالک فاللّٰہ خلاف ذالک** میں نےسوچنا شروع کیا کہ یہ عبارت ہے! ہمارے جی میں تو یہ آوے کہ اللہ ایک تو اللہ کے ایک ہونیکا خطرہ جوآیا تو کیا اللہ اس کے خلاف ہے پریشان ہوکے کتاب بندکر کے رکھدی کہ یہ کتاب میری سمجھ سے بالاتر ہے، آخرشب میں دل میں یہ بات آئی کہ یہ کلام درحقیقت خدا کی حقیقت کے بارے میں فرمارہے ہیں، کہ خدا کی حقیقت یہ ہے کہ جوکچھ دل میں آوے خدا کی ذات اس سے بالاتر ہےتب پھر پڑھنا شروع کیا۔

وہ کتاب مدرسہ کی تھی پھر میں نے وہ کتاب ذاتی بمبئی سے خریدی اس کو پڑھ کے ختم کیا اس کے تمام مضامین کی فہرست بنائی، میرے استاذ مولانا عبدالرحمٰن صاحبؒ کامل پوری اس کتاب سے بہت محبت کیا کرتے تھے، اسباق میں بھی اس کے مضامین کو بیان کیا کرتے تھے، وہ پاکستان تشریف لے گئے تو میں نے ان کی خدمت میں وہ کتاب وہیں بھیجدی جس پر انہوں نے بہت خوشی کا اظہار فرمایا تھا۔

ترقی کے لئے فنائیت شیخ ضروری ہے

ارشادفرمایا کہ شیخ کی توجہ اگر نہو تو مرید ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکتا، دراصل شیخ کی توجہ اس کو لیکر چلتی ہے مگر اس کے لئے فنائیت شیخ اور عقیدت ومحبت کی ضرورت ہے آج کل یہی مفقود ہے۔

حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ کے ایک مرید حضرت جلال الدین تھانیسریؒ تھے، ذکر وغیرہ خوب کرتے تھے، حضرت کو خط لکھا کہ نفع نہیں ہوتا فرمایا کہ: ؎

اگر چہ دیر است
آہو بچنگ شیر است[۱]

شیخ ہر شخص نہیں بن سکتا

ارشادفرمایا کہ مولانا وصی اللہ صاحبؒ فرماتے تھے کہ ولی ہر شخص بن سکتا ہے، مگر شیخ ہر شخص نہیں بن سکتا ولی تو یہ ہے کہ اس کو بتادیا کہ فلاں دوا کھانا اور فلاں چیز سے پرہیز کرنا بس یہ معاملہ اس کی ذات کی حد تک ہے، مگر شیخ کا تو مسئلہ ایسا ہے کہ مخلوق کے ساتھ اس کا

[۱] اگرچہ دیر ہے مگر ہرن شیر کے جنگل میں ہے ۱۲۔

تعلق ہوتا ہے مختلف بیماریوں کی تشخیص اوران کا علاج کرنا پڑتا ہے، اورمخلوق کوواصل الی الحق کرتا ہے یہ ہر شخص کے بس کی بات نہیں۔

ذرااس مسجد میں جھاڑودیدو

ارشادفرمایا کہ ایک بزرگ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوئے توان بزرگ نے فرمایا کہ ذرااس مسجد میں جھاڑودیدو، وہ صاحب نکل کر چلے گئے راستہ میں کسی شخص سے ملاقات ہوئی، جوان بزرگ کی مجلس میں اس وقت موجود تھے انہوں نے ان سے پوچھا کہ تم نہیں آرہے ہوکیابات ہے کیا جھاڑودینے کوجوکہاوہ ناگوارگذرا؟

توانہوں کہا کہ یہ بات نہیں، بات دراصل یہ ہے کہ مسجد میں کوڑا وغیرہ کچھ نہ تھا بلکہ کوڑاتووہاں پرمیں ہی تھااس لئے چلاآیا۔

ربط قلب بالشیخ کے معنی

ارشادفرمایا ربط قلب بالشیخ کے معنی یہ ہیں کہ قلب کواپنے شیخ کی طرف متوجہ کردے، کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فیضان شیخ کے قلب پرہورہاہے،اوران کے واسطے سے میرے قلب پرہورہاہے، جس طرح حسیّ چیزیں باپ سے بیٹے کوملتی ہیں، کہ وہ روپیہ بھی دیتاہے، کپڑابھی دیتاہے، کھانابھی اسکے لئے لاتاہے، مٹھائی بھی لاتاہے، حالانکہ حقیقت میں باپ کے پاس بھی یہ چیزیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی آتی ہیں، اسی طرح معنوی چیزیں بھی طالب کے قلب پراس کے شیخ کی طرف سے وارد ہوتی ہیں، اس کومحسوس ہوتاہے، کہ شیخ کے قلب سے یہ چیزآرہی ہے ظاہری چیزیں بھی بغیرواسطے کے نہیں آتی ہیں، روٹی پکی پکائی اللہ کی طرف سے آجاوے یہ نہیں کچھ ایساہی قصہ یہاں بھی ہے۔

صرف ہمت

حضرت سید احمد شہیدؒ کے ملفوظات کو مولانا عبدالحی صاحب اور مولانا اسماعیل شہیدؒ نے جمع کیا ہے ایک کتاب ہے صراط مستقیم ،اس میں تصوف کی اصطلاحات ہیں ایک چیز اس میں ایسی ہے جس کی وجہ سے بہت ہی خطرناک صورت پیدا ہوگئی، مشائخ مختلف علاج کرتے ہیں جس شخص کے قلب پر وساوس اور خیالات کا ہجوم ہوتا ہے، وہ تصور نہیں باندھ سکتا کہ حق تعالیٰ کی طرف سے مجھے فیض ہو رہا ہے، یا میرے شیخ کی طرف سے پہنچ رہا ہے۔

قلب کیا ہے، مستقل طور پر دہلی کا اسٹیشن ہے اِدھر کی گاڑی آرہی ہے اُدھر کی گاڑی آرہی ہے، کوئی جارہی ہے، کوئی آرہی ہے، کچھ اِدھر کے مسافر ہیں، کچھ اُدھر کے مسافر ہیں، تو ایسے شخص کے علاج کے واسطے مشائخ ''صرف ہمت'' تجویز کرتے ہیں ''صرف ہمت'' کے معنی ہیں قلب کو کسی چیز کی طرف اس طرح متوجہ کرنا کہ کسی دوسری چیز کی اس میں گنجائش نہ رہے، اسکی حسّی مثال ایسی ہے جیسے کسی ایک دوکان پر قد آدم آئینہ لگا ہوا ہو بازار میں دوکان ہے سڑک پر آدمی گذرتا ہے عورت گذرتی ہے گدھا گذرتا ہے، کتا گذرتا ہے، ہر چیز کا عکس اس میں آتا ہے، کوئی شخص یہ چاہتا ہے، کہ اس میں عکس نہ آئے تو اسکی صورت یہ ہے کہ اس آئینہ پر ایک سیاہ کپڑا لٹکا دیا جائے، بس اس سیاہ کپڑے نے اس سارے آئینہ کو گھیر لیا یہ ہے صرفِ ہمت، پہلے بعض مشائخ نے اس کو تجویز کیا ہے کہ جس شخص کے اوپر وساوس کا ہجوم ہو اس کو صرفِ ہمت کرایا جائے، یعنی کسی ایک چیز کی طرف متوجہ کردے، مثلاً اپنے شیخ کی طرف شیخ کے تصور کو قلب میں ایسا جمادے کہ کسی اور چیز کی گنجائش نہ رہے، یا مثلاً اپنے باپ کی طرف اپنے مکان کی طرف اپنی بھینس کی طرف جس

چیز سے اس کو زیادہ تعلق ہو، محبت ہو اپنے گدھے کی طرف، گدھے کا تصور ایسا جما دیا کہ قلب میں کسی چیز کی گنجائش ہی نہ رہی۔

مشائخ متاخرین کہتے ہیں کہ اس علاج کو اختیار نہ کیا جائے، خاص کر نماز کی حالت میں اگر کسی شخص نے ''صرفِ ہمت'' کیا کسی بزرگ کی طرف چاہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی طرف ''صرفِ ہمت'' کیا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ قلب میں حضور ﷺ کے علاوہ کسی چیز کی گنجائش نہیں ہے، جب کسی چیز کی گنجائش نہیں رہی، تو اب جو (نماز میں) کہتا ہے **ایاک نعبد و ایاک نستعین**[1] تو کسے خطاب کر رہا ہے، یہ تو اللہ تعالیٰ کو خطاب نہیں کر رہا ہے ''صرفِ ہمت'' تو کر رکھا ہے، حضور اکرم ﷺ کی طرف اب سجدہ کرتا ہے، تو حضور ﷺ کیلئے رکوع کرتا ہے، تو حضور ﷺ کے لئے ساری نماز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ہو جائیگی حالانکہ نماز توحید خالص سکھاتی ہے، جس میں اللہ کے سوا کسی چیز کی گنجائش نہیں اللہ کی عبادت کرتا ہے، اب یہاں ساری عبادت جو اللہ کے لئے تھی وہ ہوگئی حضور اکرم ﷺ کے لئے یہ شرک بن گیا، چونکہ ہم کو حضور اکرم ﷺ کے ساتھ محبت ہے اعلیٰ درجہ کی اور عظمت بھی ہے، حضور ﷺ کی اعلی درجہ کی ان ہی دو چیزوں کے مجموعہ کا نام ہے عبادت لہٰذا جو عبادت حق تعالیٰ کیلئے ہونی چاہئے تھی، وہ حضور اکرم ﷺ کیلئے ہو جائے گی، بخلاف کسی اور چیز کے اگر گدھے کا تصور اس طرح جما لیا کھیت کا تصور جما لیا، گائے کا تصور جما لیا تو وہاں شرک کا احتمال نہیں اس واسطے کہ ان چیزوں کا جو تصور آئے گا تو حقیر اور ذلیل ہو کر آئے گا، اس کو خود ندامت ہوگی، کہ نماز جیسی عبادت اور اس میں ان حقیر ذلیل چیزوں کا تصور آ کر میری تو نماز خراب ہوگئی، اس لئے وہاں شرک کا احتمال نہیں۔

---

[1] ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی سے درخواست اعانت کرتے ہیں۔ (بیان القرآن)

چنانچہ صراط مستقیم میں لکھا ہے کہ ''صرف ہمت'' اگر حضور اکرم ﷺ کی طرف ہوتو یہ ٹھیک نہیں ہے، یہ گاؤخر کے تصور سے بھی زیادہ بدتر ہے، اس لئے گاؤخر کا جو تصور آئے گا وہ ذلیل اور حقیر ہوکر آئے گا، معبود بن کر نہیں آئے گا، اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں معبودیت کا شائبہ ہوکر وہ شرک ہوجائے گا۔

اب ''صرفِ ہمت'' کا ترجمہ کسی اللہ کے بندے نے کردیا خیال حالانکہ خیال آنا اور چیز ہے ''صرف ہمت'' کرنا اور چیز ہے، نماز کوتو چونکہ سمجھ کر پڑھنے کا حکم ہے، نماز میں پڑھے گا محمد رسول اللہ تو تصور آئے گا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا التحیات میں پڑھے گا **السلام علیک ایھاالنبی** تو تصور آئے گا حضور ﷺ کا اس خیال کو منع نہیں کیا بلکہ منع کیا ہے صرف ہمت کو چونکہ کتاب تصوف کی ہے لہٰذا جو شخص ''صرف ہمت'' کرنے کا مطلب سمجھتا ہے وہ اس کا صحیح مطلب سمجھے گا، اور جو تصوف کی کتاب کو نہیں سمجھتا وہ تو غلطی میں مبتلا ہوگا ''صرفِ ہمت'' سے تو یہ ہوتا ہے کہ ان وساوس اور خیالات پر ایسا پردہ ڈالدیتے ہیں سینہ پر کہ کسی چیز کا تصور نہیں رہتا سوائے اس چیز کے جس کی طرف ''صرفِ ہمت'' کر رکھا ہے اور یہ چیز ایک دم حاصل نہیں ہوتی، آہستہ آہستہ کئی سال بعد حاصل ہوتی ہے۔

ایک شخص کو کسی شیخ نے اسکی بھینس کی طرف ''صرفِ ہمت'' کرایا اور تنہائی میں بٹھادیا جب چلہ پورا ہوگیا اور شیخ نے دروازہ کھولا اور اس کو بلایا تو کہتا ہے، کہ کہاں کو آؤں وہ تو راستہ میں بھینس کھڑی ہے، حالانکہ وہاں بھینس وغیرہ کچھ نہیں تھی اتنا شدید ''صرفِ ہمت'' اس کے اوپر ہوگیا تھا، پھر بھینس سے ''صرفِ ہمت'' ہوگا شیخ کی طرف پھر شیخ کے شیخ کی طرف یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پھر اللہ کی طرف یہ پورے چودہ سوسال کی مسافت طے کرنی ہے۔

آتے آتے آئے گا ان کو خیال
جاتے جاتے بے خیالی جائے گی

ربط قلب بالشیخ کی مزید وضاحت

عرض:- حضرت نے پرسوں جو ربط قلب بالشیخ کی تفصیل ارشاد فرمائی تھی، اگر اس کی مزید وضاحت ہو جائے تو بہتر ہے؟

ارشاد:- میں دوسرا عنوان اختیار کرتا ہوں مرید کو شیخ کے ساتھ محبت ہوتی ہے ،اور یہ محبت بڑھتے بڑھتے درجۂ عشق تک پہنچ جاتی ہے جس کے بعد پھر اس کے اندر فنائیت آجاتی ہے، فنائیت کا حاصل یہ ہے کہ اس کے اوصاف فنا ہو کر شیخ کے اوصاف اس کے اندر منتقل ہو جاتے ہیں، بس جب شیخ کے اوصاف منتقل ہوتے ہیں، تو وہ صاحب نسبت قویہ ہو جاتا ہے، ایک بات شیخ کے جی میں آتی ہے وہی بات اسکے جی میں بھی آتی ہے، شیخ ایک بات کو ناپسند کرتا ہے، وہی بات اس کو بھی ناپسند ہوتی ہے اور بغیر کہے یہ چیز حاصل ہوتی ہے۔

عرض:- یہ کوشش طالب کی طرف سے ہوتی ہے؟

ارشاد:- جی ہاں اگر شیخ کے قبضہ میں یہ بات ہوتی تو مشائخ کی اولاد محروم نہ رہتی سب سے زیادہ محبت ان کو اپنی اولاد سے ہوتی ہے اور اولاد ہیں، ماشاء اللہ حضرت مولانا الیاس صاحبؒ نے فرمایا کہ میں نے ایک دفعہ حضرت سہارنپوریؒ کو خط لکھا تھا کہ میرا دل چاہتا ہے طبیعت میں تقاضہ ہے کہ کچھ روز آکر رہوں؟

حضرت نے جواب میں تحریر فرمایا کہ تم کو مجھ سے کچھ حاصل کرنے کے لئے یہاں آنے کی ضرورت نہیں دور نزدیک سب برابر ہے یہ ہے ربط قلب بالشیخ۔

عرض:-اس کے اثرات کس طرح محسوس ہونگے؟

ارشاد:-کس کو آپ کو؟ (حافظ طیب صاحب) طالب کو تو محسوس ہوتا ہے کہ جی میں بات آ رہی ہے، مولانا عبداللہ صاحب گنگوہیؒ تیسر المبتدی کے مصنف تھانہ بھون میں رہتے تھے، بیعت تھے حضرت سہارنپوریؒ سے اگرچہ ابتداء بیعت کی تھی، حضرت گنگوہیؒ سے اسکے بعد رجوع کیا تھا، حضرت سہارنپوریؒ کی خدمت میں چلنے کا تقاضہ ہوتا گھڑی میں دیکھتے معلوم ہوتا کہ وقت تو رہا نہیں ٹرین نکل گئی، خیر مجھے تو جانا ضروری ہے، چنانچہ ارادہ کر کے اصرار کرتے اور چلدیتے اور ریل مل جاتی یہاں سہارنپور پہنچتے تو حضرت فرماتے کہ میں تمہیں یاد ہی کر رہا تھا، ہاں حضرت یہی بات ہے ربط قلب کی۔

مولانا عاشق الٰہیؒ فرماتے ہیں، میں سو رہا تھا، حضرت سہارنپوریؒ تشریف لائے اور مسجد میں قیام فرما کر چٹائی پر لیٹ گئے، تہجد کیلئے اٹھ کر حضرت سہارنپوریؒ نے کنویں میں ڈول چھوڑا اِدھر مولانا عاشق الٰہیؒ نے خواب دیکھا حضرت سہارنپوریؒ تشریف لائے ہیں ،اور کنویں میں ڈول چھوڑ رکھا ہے فوراً آنکھ کھلی (چونکہ مکان مسجد ہی کے متصل تھا) تو واقعی کنویں میں ڈول کی آواز تھی فوراً بھاگے ہوئے گئے تو دیکھا کہ حضرت سہارنپوریؒ ہیں، بس یہی بات ہے ربط قلب کی۔

(مظفرنگر سے) کچھ میل کے فاصلہ پر ایک صاحب رہتے تھے، جو

حضرت سہارنپوری سے بیعت تھے ان کے دل میں وہاں سے تقاضہ پیدا ہوا کہ مظفرنگر چلو وہ گھر کے کام وغیرہ سب چھوڑ چھاڑ کر تیزی کے ساتھ اسٹیشن مظفرنگر آئے، اسٹیشن آ کر دیکھا تو حضرت سہارنپوریؒ کو دیکھا ملاقات ہوئی، حضرت سہارنپوریؒ نے فرمایا کہ میری طبیعت میں تقاضا ہو رہا تھا کہ تم سے ملاقات ہو جاتی اچھا تھا، انہوں نے کہا حضرت بس یہی بات ہے، (ربط قلب کی) اگر آپ سے ملاقات نہ ہوتی تو میں ڈاکٹر کے

پاس جاتا کہ آخر میں یہاں آیا کیوں۔

اللہ معاف کرے آجکل تو جو طالبین ہیں ان کا بڑا پختہ عقیدہ ہے کہ غیب کی خبر تو اللہ کو ہے اور کسی کو تھوڑی ہی ، ان بزرگوں کو غیب کی خبر تو نہیں ہوتی جو چاہے کرو، جو چاہے کرتے رہیں، پھر وہاں بھی پہنچ جائیں وہ کہتے نہیں۔

دیوبند کا واقعہ ہے ایک صاحب حضرت مدنیؒ سے بیعت تھے ان کی کچھ شکایتیں پہنچیں حضرت نے ان سے اعراض کیا رُخ بدلدیا دوسری طرف کو ان صاحب کو احساس ہوا، انہوں نے پرچہ لکھ کر دیا کہ اگر میری کچھ شکایتیں پہنچی ہوں تو پہلے اس کی تحقیق کر لیتے ، اگر شرعاً اسکا ثبوت ہوجاتا تو میرے لئے کوئی سزا تجویز کردی جاتی ، ان صاحب نے یہ پرچہ تنہائی میں دیا، حضرت نے پرچہ پڑھا اور فرمایا کہ آپ کو کچھ شرم معلوم نہیں ہوتی ایسا لکھتے ہوئے ، مجھ سے کہتے ہیں کہ شرعی ثبوت تو ہوتا ، یہاں آنے سے پہلے فلاں مقام پر آپ کا فلاں واقعہ ہے فلاں مقام پر فلاں واقعہ ہے، بہت سارے واقعات دیوبند آنے سے پہلے کے حضرت نے بتادیئے اور فرمایا کہ مجھ سے کہتے ہیں کہ کوئی شرعی ثبوت ہوتا، آپ مطمئن ہیں کہ کیا بات ہے، ہمیں کیا خبر خدا ہی کو خبر ہے یہ بات بھی صحیح ہے کہ غیب کی خبر خدا ہی کو ہے، لیکن چہرے سے اندازہ ہوجاتا ہے کیوں فرمایا گیا کہ فراست مون سے بچو" **اتقوا فراسة المومن فانه ينظر بنور الله**" (مومن کی فراست سے بچوا سلئے کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے)

نیکی ہو اس کا اثر بھی چہرے پر ظاہر ہوتا ہے ، نافرمانی ہو اس کا اثر بھی چہرے پر ظاہر ہوتا ہے، ایک روز حضرت مولانا الیاس صاحبؒ نے فرمایا کہ تبلیغ کی ضرورت سمجھ میں نہیں آسکتی جب تک امت کے عیوب وذنوب کا پورا انکشاف نہ ہو اور اتنی ہمدردی نہ ہو کہ ان کے اوپر پردہ ڈالنے اور ان کو چھپانے کی پوری کوشش کیجائے ، بے چین ہوجائے ان

کے چھپانے کے لئے اس وقت تک تبلیغ کی ضرورت سمجھ میں نہیں آتی۔

شیخ سے فیض نہ پہونچے تو کیا کرے

ارشاد فرمایا کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے مکتوبات میں لکھا ہے کہ اگر کوئی مرید اپنے شیخ سے حسن عقیدت بھی رکھتا ہو، مخلص بھی ہو، شیخ کی ہدایات پر عمل بھی کرتا ہو، اس کے باوجود ترقی نہ کرتا ہو، تو اسکو چاہئے کہ کسی دوسرے شیخ کے یہاں چلا جائے، خواہ مخواہ عمر کیوں ضائع کرے، پھر فرمایا کہ اس پر میرا (حضرت مرشد محترم) اضافہ ہے کہ ایسے شخص کیلئے خود شیخ مشورہ دیدے کہ کسی دوسرے شیخ کے یہاں چلا جائے، پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ نے یہ مسئلہ پوچھا تھا کہ مفتی جی وہ مسئلہ کیا ہے؟ تو میں نے یہی مکتوبات کھول کر پیش کر دیئے تھے، ایسا کرنا نہ برا ہے اور نہ گناہ بلکہ وہ تو مناسبت کی بات ہے کہ کسی کو کسی سے مناسبت ہوتی ہے تو کسی سے نہیں ہوتی۔

شیخ کو اذیت دینا محرومی ہے

ارشاد فرمایا کہ حضرت تھانویؒ کی مجلس بعد نماز ظہر ہوتی تھی، اس میں لوگ بیٹھے رہتے تھے، اس میں حضرت ڈاک کا جواب بھی لکھتے تھے، اور ملفوظات بھی ارشاد فرمایا کرتے تھے، لوگوں کے سوالات کے جوابات بھی دیتے تھے ایک مرتبہ حضرت کے پاس ہی ایک بڑے میاں بیٹھے ہوئے تھے، وہ کچھ حضرت سے عرض کرنا چاہتے تھے، مگر حضرت انکی طرف دیکھتے لیکن مخاطب نہ ہوتے تھے، آخر عصر تک یہی حال رہا مگر حضرت نے ان سے گفتگو نہ فرمائی، آخر جب عصر کا وقت ہو گیا، حضرت انکی طرف متوجہ ہوئے تو ان صاحب نے حضرت سے معافی مانگی، پھر حضرت نے انکی جو خبر لی ہے، اللہ اکبر فرمایا میں بار بار تمہاری

10-Irshadat Faqihul Ummat

طرف متوجہ ہونا چاہتا ہوں تو تمہاری وہ گالیاں جو تم نے حوض کے پاس کھڑے ہو کر دی ہیں، وہ بار بار قلب میں نشتر کی طرح لگتی تھیں، اور میرا قلب مکدر ہو جاتا تھا، تم جاہل ان پڑھ آدمی کچھ نہیں جانتے، حضرت مولانا انور شاہ صاحبؒ کتنے بڑے فاضل ہیں[۱] سننے میں آیا ہے، کہ وہ میری طرف سے کئی جگہ لڑے تھے، کیوں نہ ایسے لوگوں کی میرے دل میں قدر ہوگی حضرت مولانا محمود حسن صاحب جن کو شیخ الہند کہا جاتا ہے، حقیقت میں وہ شیخ العالم تھے، انہوں نے میرے متعلق کتنی جگہ فرمایا ہے، حضرت مولانا خلیل احمد صاحب گو کہ میرے استاذ نہیں مگر میرے استاذ کے ہمعصر ہیں، میں ان کا استاذ ہی کے مانند احترام کرتا ہوں، حضرت مولانا نے بھی بہت لوگوں کو سمجھایا اور میرا بہت خیال فرماتے ہیں، تم کون ہو، انتہائی جاہل آدمی گالیاں دیں، جب تم نے نشتر لگائے کبھی اس کی مرہم پٹی کی، کبھی مرہم بھی لگایا؟ اس پر ان صاحب نے کہا آپ نے اعلان فرمایا تھا کہ جتنے لوگوں نے برا کہا ہے ان سب کو معاف کیا، اس سے سمجھا کہ مجھے بھی معاف ہی فرما دیا ہوگا، تو فرمایا کہ اب بھی میں کہتا ہوں کہ سب کو معاف کیا، تم کو بھی معاف کیا کہ دنیا وآخرت میں انتقام نہیں لینے کا، مگر قلب کو کیا کروں، جب بھی متوجہ ہونا چاہتا ہوں تو قلب پر نشتر لگتا ہے، یہ تو میرے قبضہ میں نہیں ہے، میں نے معاف کیا، مگر تم نے کیا کیا یہ تو بتاؤ؟ ان صاحب نے کہا کہ میں نے توبہ کر لی تھی، تو اس پر فرمایا کہ ٹھیک ہے، کیا تم نے مجھے اس توبہ کی اطلاع بھی کی، میں تو یہ سمجھا کہ تم ان ہی خیالات پر قائم ہو، اب مجھ سے تم کو نفع نہیں ہوگا، اسلئے کسی دوسرے شیخ کے یہاں چلے جاؤ، ان صاحب نے کہا کہ آپ ہی بتائیں کہ کہاں جاؤں؟ حضرت نے فرمایا کہ اس وقت ذہن منتشر ہے، پرچہ لکھ کر ڈبے میں ڈالدو جو بات رات میں ذہن میں آئیگی اسپر لکھ دونگا۔

---

[۱] حضرت مولانا انور شاہ صاحبؒ حضرت تھانویؒ سے بارہ سال چھوٹے ہیں کیونکہ حضرت تھانویؒ کی پیدائش ۱۲۸۰ھ میں اور حضرت شاہ صاحب کی ۱۲۹۲ھ میں ہے۔

ترقیات کے باوجود تکبر ایسا نیچا گراتا ہے کہ اٹھنا مشکل ہوتا ہے۔

ارشاد فرمایا حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ نے ایک مرتبہ رمضان گزارنے کے لئے اپنے بعض آدمیوں کو رائیپور بھیجا حضرت شاہ صاحب ہنسے اور فرمایا کہ بعضا آدمی خود سو جاتا ہے، یا کہیں چلا جاتا ہے، اور دوسروں سے کہہ دیتا ہے کہ میرے بیلوں کا خیال رکھیو، حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ کے ایک مرید وہاں سے واپس آ گئے، حضرت شیخ نے پوچھا کہ واپس کیوں آ گئے، حضرت شاہ صاحبؒ نے کیا فرمایا ان صاحب نے شیخ سے عرض کیا کہ حضرت نے سلام فرمایا اور فرمایا کہ میں خدمت کے لئے حاضر ہوں، تو حضرت شیخ نے فرمایا کہ مطلب تو یہی ہے کہ میں تربیت کے لئے حاضر ہوں، لیکن یہ لوگ ٹھیریں بھی تو ان صاحب نے کہا کہ وہاں مغرب کے بعد دسترخوان بچھ جاتا ہے، اوابین کا وقت نہیں ملتا، حضرت شیخ بہت ناراض ہوئے، اور مجھ سے فرمایا کہ مفتی جی، ان کیلئے نظام عمل بناؤ میں نے کہا کہ ان کے لئے نظام یہ ہے کہ ان کا کھانا تین روز کے لئے مطبخ سے جاری کر دیا جائے، اور یہ جب تک چاہیں نفلیں پڑھتے رہیں، اور تین روز کے بعد نظام الدین بھیجد یا جائے، وہیں رہیں، تو حضرت نے یہی تجویز فرمایا، ان صاحب نے (مجھ سے) کہا کہ عجیب سزا تجویز کی، تو میں نے کہا کہ اسی میں آپ کیلئے بھلائی تھی، ورنہ اس کی سزا کچھ اور تھی، ایک مرتبہ انہوں نے مجھ سے کہا کہ یہاں آنے سے کیا فائدہ جو معمولات ہمارے گھر پر ہوتے ہیں وہی یہاں بھی ہوتے ہیں، یہاں آنے سے کیا فائدہ میں نے کہا نہ آو، آپ سے کس نے کہا کہ آپ رمضان میں آیئے حالانکہ وہ صاحب بہت اونچی حالت

میں تھے، مگر گرے تو ایسے گرے کہ خدا کی پناہ اٹھنا مشکل ہو گیا، حضرت شیخ نے بھی مجلس میں فرمایا تھا کہ بعض لوگ اتنے اونچے چڑھے کہ بہت اونچے چڑھ گئے مگر گرے تو ایسے کہ اٹھنا مشکل ہو گیا، یہ بات مجلس میں بھی سمجھتا تھا، وہ بھی خوب جانتے تھے، مغرب سے قبل کتاب ختم کر دی جاتی تھی، کچھ لوگ دعا میں کچھ لوگ افطار کی تیاری میں کچھ لوگ مراقبہ میں مصروف ہو جاتے تو یہ کہتے تھے کہ مراقبہ میں میں نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا کہ یہاں تشریف لائے ہیں، اور حضرت شیخ کو اور سب کو گھوم پھر کر دیکھا، افطاری کا انتظام دیکھا اور تشریف لے گئے، وہ ایسی چیزیں بیان کیا کرتے تھے، مگر بہت بری نخوت میں الجھ گئے، میں نے ان سے کہا کہ جب تک یہ نخوت ختم نہیں ہوگی، اس وقت تک ترقی نہیں ہوگی، اس کے بعد وہ حضرت شیخؒ کے مجاز بھی ہو گئے، اس کے بعد جب ملے تو وہ چیز ان میں نہیں تھی، بہت ہی تواضع اور انکساری تھی۔

مشائخ پر اعتراض اور ہرجائی ہونیکا نتیجہ

ارشاد فرمایا کہ طالب علمی کے زمانہ میں مغرب کی نماز پڑھ کر مسجد سے آ رہا تھا، ایک صاحب ملے جو انتہائی پریشان تھے، انہوں نے مجھ سے کہا کہ مولوی صاحب تم ہی بتادو نا میں نے کہا کیا، میرے سینہ میں سخت درد رہتا ہے، ایسا جیسا کہ کوئی شخص اندر خاردار چیز ڈال کر کھینچ رہا ہو، جب تک حضرت مدنی کے سامنے بیٹھتا ہوں تو سکون رہتا ہے اور جب چلا جاتا ہوں تو پھر درد شروع ہو جاتا ہے، میں کئی مشائخ کے پاس پھر پھرا کر آیا ہوں، میں نے کہا کہ میں طالب علم آدمی ہوں کیا کرسکتا ہوں، اس کے بعد اپنے کمرہ چلا آیا، صبح کو جب قبرستان جا رہا تھا جہاں آج کل جامعہ طبیہ ہے، اس وقت وہ کھلا میدان تھا، اس میں ایک درخت کے نیچے یہ صاحب بیٹھے ہوئے تھے، میں نے ان کو سلام کیا، انہوں

نے مجھے بلایا میں نے جا کر ان سے کہا، میں سنا کرتا تھا، کہ حضرت تھانویؒ کے یہاں ایک شخص تھے، ان کے حالات بہت اچھے تھے، بعد میں ان کے حالات بہت خراب ہو گئے، کیا آپ وہی ہیں؟ تو کہا کہ ہاں میں وہی ہوں، پھر اپنا پورا واقعہ سنایا، کہ میرے چھ شیخ ہیں اور سب زندہ ہیں، کسی کا انتقال نہیں ہوا، میں سب سے پہلے حضرت تھانویؒ سے بیعت ہوا تھا، اور سات سال انکی خدمت کی چار سال تک تو میں ان کو پنکھا جھلا کروں تھا، دیوانہ واران پر مرمٹتا تھا، اور جب حضرت تھانویؒ نماز کیلئے کھڑے ہو جاتے، تو میں بھی پیچھے کو نیت باندھ کر کھڑا ہو جاتا، اور یوں سوچتا تھا کہ بس اب قیامت ہی کو سلام پھیریں، پھر آہستہ آہستہ میرے اندر تنزلی شروع ہوئی، ذکر چھوٹا، اوراد و وظائف چھوٹے، نمازیں ترک ہوئیں اور جو جو فحش کام نہیں کرنے تھے، وہ سب کر لئے، کوئی نہ بچا، میں اپنے حالات کی اطلاع حضرت تھانویؒ کو دیتا رہا، جوں جوں اطلاع دیتا، اُسی طرح حضرت مجھ پر سخت سخت علاج تجویز فرماتے، میں نے اتنے سخت مجاہدات کئے ہیں کہ سنا کرتا تھا، کہ حضرت نظام الدین بلخیؒ نے شاہ بوسعیدؒ سے سخت مجاہدات کروائے ہیں، مگر میرے مجاہدات کے سامنے ان کے مجاہدات کی کوئی حیثیت نہیں، آخر میں ان مجاہدات اور سختیوں سے مجبور ہو کر ایک پرچہ حضرت تھانویؒ کو لکھ کر ڈبّے میں ڈال آیا کہ آج سے آپ میرے شیخ نہیں، اور میں آپ کا مرید نہیں، پھر حضرت شاہ عبدالقادر رائپوریؒ کے یہاں گیا، تمام حالات سنائے، تو فرمایا کہ حضرت حکیم الامتؒ نے تم کو بڑی حکمت کے ساتھ آہستہ آہستہ نیچے اُتارا ہے، جو گرمی تمہارے اندر بھری تھی اس کو تین سال میں نکالا ہے، ایک دم نکال لیتے تو تم قبر میں ہوتے، پھر حضرت مولانا اصغر حسین میاں صاحبؒ کے پاس حاضر ہوا، اور گردن جھکا کے بیٹھ گیا، تو مجھے دیکھ کر حضرت نے فرمایا، کہ کیوں پیر صاحب تم مجھ پر توجہ ڈال کر گراؤ گے؟ تم کو تمہارے مجاہدات پر ثواب تو مل جاتا ہوگا، مگر جلوہ تمہارے لئے نہیں ہے، تو میں نے کہا کہ

مجھے نہ ثواب کی ضرورت ہے، نہ عذاب کی، میں تو ذات کا طالب ہوں، اس پر فرمایا کہ سورج کو کتنی دیر دیکھ سکتے ہو؟ میں نے کہا، ایک منٹ بھی نہیں، تو فرمایا کہ پانی میں اس کی صورت کو دیکھ سکتے ہو؟ میں نے کہا ہاں خوب دیکھ سکتا ہوں، فرمایا کہ ہے تو وہ بھی سورج ہی اس لئے ذات کو کسی عکس میں دیکھ لو، اس کے بعد گنگوہ گیا، وہاں حافظ محمد یاد صاحب آ گئے، میں نے اپنے حالات بتائے تو انہونے مجھے معکوس نماز بتلائی، میں مسجد کی چھت میں رسّی لٹکا کر اُلٹا لٹک کر نماز پڑھتا تھا، اس سے مجھے بہت فائدہ ہوا، وہیں تھا کہ ایک مرتبہ اتفاق سے حضرت مدنیؒ وہاں تشریف لائے مجھے کچھ ایسے پسند آئے کہ میں نے ان سے عرض کر دیا کہ میری حالت پر توجہ کرو، حضرت نے فرمایا کہ یوں کام نہیں چلے گا، توجہ کے لئے تو بیعت ہونا ضروری ہے میں بیعت ہو گیا، بس پھر پریشانی شروع ہو گئی، میں پھر حافظ محمد یاد صاحب کے پاس گیا، تو کہا کہ بس ایسے لوگوں پر میں توجہ نہیں کرتا، وہ یوں ہی پھرا کریں گے، اب معلوم نہیں وہ زندہ ہیں یا انکا انتقال ہو گیا۔

ہمارے حضرت والا (مرشدِ محترم) سے سوال کیا گیا کہ ایسا کیوں ہوا تو فرمایا کہ علم کی کمی اور اپنی حیثیت سے زیادہ بڑھ کر کام کرنیکا جذبہ، فلاں بزرگ فلاں مقام پر پہنچے میں بھی پہنچ جاؤں، پھر فرمایا کہ ان کی طبیعت میں اپنے شیخ اور دوسرے مشائخ پر اعتراض کا مادہ تھا، حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ مجاہدات تو انہوں نے بہت کئے، لیکن ان کی طبیعت میں اپنے شیخ پر اعتراض ہے، ان کیلئے بہتر یہی ہے کہ کسی اور خانقاہ میں نہ جائیں، ورنہ اور پریشان ہوں گے، پھر ہمارے حضرت نے فرمایا، کہ مثلاً ان کا یہ کہنا کہ حضرت شاہ نظام الدین بلخیؒ نے حضرت بوسعیدؒ سے بہت مجاہدات کرائے، میرے مجاہدات کے سامنے ان کے مجاہدات کی کوئی حیثیت نہیں، یہ سب جہالت اور نخوت ہی تو ہے۔

صحابہؓ کے دور میں کرامات کیوں نہ تھیں

عرض:- کرامات صحابہؓ کے دور میں کیوں ظاہر نہیں ہوئیں؟

ارشاد:- خدائے پاک کو اس زمانہ میں منظور نہیں تھا اس لئے ظاہر نہیں ہوئیں، بعد میں منظور ہوا اس لئے ظاہر ہوگئیں، مکہ مکرمہ میں ایک صاحب نے یہی سوال کیا تھا کہ صحابہؓ کے زمانہ میں یہ باتیں تو تھیں نہیں، کیا وہ ولایت میں کچھ کم درجہ کے تھے، اور اب ولایت بڑی ہونے لگی، میں نے کہا نہیں یہ بات نہیں ولایت تو ان کی بڑھی ہوئی تھی، ان کی ولایت کے درجہ کو تو کوئی ولی پہنچ ہی نہیں سکتا، دیکھو ایک صورت تو یہ ہے کہ میں اپنے ہندوستان سے دیوبند سے حج کے لئے چلوں، رکشہ میں بیٹھ کر اسٹیشن تک آنا ہوگا، ریل میں بیٹھ کر دلی جانا ہوگا، کہیں ہوائی جہاز ہوگا کہیں پانی کا جہاز ہوگا، کبھی کوئی شہر بیچ میں آ رہا ہے کبھی کوئی شہر بیچ میں آ رہا ہے، اور تم ہو مکہ مکرمہ کے رہنے والے، اگر تم حج کو جاؤ کچھ بھی نہیں کرنا پڑتا، مکہ سے چلو منی پہنچ جاؤ، عرفات پہنچ جاؤ، یہ تھوڑا ہی کہ تمہارا حج کچھ کمزور ہے یہ تو سب راستہ کی چیزیں ہیں، تمہارے راستہ میں نہیں آتیں، ہمارے میں آتی ہیں۔

یک در گیر محکم گیر کا مطلب

ارشاد فرمایا کہ ''یک در گیر محکم گیر'' کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص سے اصلاحی تعلق عقیدت اور محبت ہونی چاہئے، دوسرے سے نہیں بعض حضرات حضرت گنگوہیؒ کا مقولہ نقل کرتے ہیں، کہ حضرت نے یہ فرمایا کہ اگر ایک مجلس میں ہمارے حضرت حاجی صاحبؒ موجود ہوں، اور حضرت جنیدؒ بھی موجود ہوں، تو ہم حضرت جنیدؒ کی طرف منھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیں، ہم تو اپنے حاجی صاحب کو دیکھیں گے، چاہے حاجی صاحبؒ حضرت

جنیدؒ کی طرف دیکھتے رہیں، اب خدا جانے یہ مقولہ حضرت گنگوہیؒ نے کس موقعہ پر فرمایا تھا، جو لوگوں کی زبان زد ہو گیا، کئی آدمی ریل میں ملے، معلوم ہوا کہ مولانا وصی اللہ صاحبؒ کی خدمت میں جارہے ہیں، اور وہ مرید ہیں، حضرت مولانا وصی اللہ صاحبؒ کے ایک مرید سے گفتگو کررہے تھے، یہی بات درمیان میں آ گئی، میں نے پوچھا کہاں جارہے ہیں؟ تو کہا کہ الہٰ آباد جارہا ہوں، پوچھا کیوں؟ تو کہا کہ حضرت مولانا وصی اللہ صاحب کے پاس، میں نے کہا وہاں کیوں جارہے ہو، کیا جھک مارنے جارہے ہو جب آپ کے پیر فلاں صاحب ہیں تو وہاں کیوں جارہے ہیں جب حضرت گنگوہیؒ حضرت جنیدؒ کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھیں، اپنے حاجی صاحب کو دیکھیں تو آپ اپنے شیخ کو چھوڑ کر شیخ کے شیخ کے پاس کیوں جارہے ہیں؟ یہ مقولہ جاہلوں کے ہاتھ لگ گیا، اسے استعمال کرنا شروع کر دیا، طریقہ تربیت کا یکساں نہیں ہوتا، اخلاق عادات سب کے یکساں نہیں ہوتے، معاشرہ سب کا یکساں نہیں ہوتا، اور جب ایک شیخ کی خدمت میں ایک شخص موجود ہے، اور ان سے ہی اپنی اصلاح کرا رہا ہے، اس کو تو سب طرف سے آنکھ بند رکھنا چاہئے، اور جب اس کے اندر اپنے شیخ کا پورا رنگ چڑھ جائے تب آنکھ کھولنی چاہئے، ورنہ اندیشہ ہے کہ کسی دوسرے شیخ کی کوئی بات پسند آ گئی، کہیں اسے نہ اختیار کر لے، اور اِدھر سے بھی جائے، اُدھر سے بھی جائے۔

حضرت شیخؒ کا طریقہ اپنے مریدین کے ساتھ

ارشاد فرمایا کہ حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رائپوریؒ جب لکھنؤ وغیرہ کا سفر فرماتے تو حضرت شیخ (مولانا زکریا صاحبؒ) اپنے متوسلین کو خطوط لکھ دیتے کہ دیکھو حضرت رائپوریؒ اس وقت فلاں جگہ پر ہیں، تم لوگ جاؤ، اور جا کر زیادہ سے زیادہ

ذکر میں مشغول ہو جاؤ، اور جو کچھ پوچھنا ہو حضرت رائپوریؒ سے پوچھو اور ان کا بتایا ہوا میرا ہی بتایا ہوا سمجھو اور اپنے مریدین خدام کو کثرت سے رائپور بھیجتے تھے، کبھی حضرت مولانا الیاس صاحبؒ کے پاس دہلی بھیجدیتے حضرت مدنیؒ کا یہ طریقہ تھا کہ سہارنپور میں حضرت مدنیؒ کے جو مریدین ہیں ان کو تاکید تھی کہ حضرت شیخ کے پاس آیا جایا کریں، اور ان کی مجلس میں بیٹھا کریں، ان حضرات کے یہاں یہ ہے اور وہاں وہ ہے، تو یہ اختلافِ ذوق ہے، کوئی اعتراض کی بات نہیں ان کا ذوق وہ ہے، اور ان کا ذوق یہ ہے، وہ سمجھتے ہیں کہ اس سے زیادہ نفع ہے، یہ سمجھتے ہیں کہ اُس سے زیادہ نفع ہے، یہ اجتہادی چیز ہے ہر ایک کا اپنا اپنا تجربہ ہے۔

پرائے پوت کس نے پالے

ارشاد فرمایا کہ اعظم گڈھ میں مولانا صفات اللہ صاحب ہیں حضرت مدنیؒ کے شاگرد ہیں، اور مجاز بھی ہیں، وہ حضرت مولانا وصی اللہ صاحبؒ کی خدمت میں گئے انہوں نے ڈانٹ دیا کہ تم حضرت مولانا حسین احمد صاحبؒ کے مرید ہو یہاں کیوں آتے ہو؟ مطلب یہ ہے کہ ان کی اجازت کے بغیر یہاں کیوں آئے، انہوں نے حضرت مدنیؒ کو خط لکھا، حضرت مدنیؒ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ آپ جایئے اور وہیں جایئے ضرور جایئے، میں اور وہ دونہیں، حضرت حاجی صاحبؒ پر جا کر دونوں جمع ہو جاتے ہیں، ان کو مولانا تھانویؒ سے اجازت ہے، مجھ کو حضرت گنگوہیؒ سے اجازت ہے، اور یہ دونوں حضرت حاجی صاحبؒ کے خلفاء ہیں، ان کی نسبت اور توجہ محفوظ ہے، وہ اسی کام کیلئے بیٹھے ہوئے ہیں، میری توجہ منتشر ہے، رات دن کے سیاسی جلسوں میں لگا رہتا ہوں، ان کی توجہ سے آپ کو زیادہ فائدہ ہوگا، بلکہ وہیں جایئے جب تک ان کو یقین نہیں ہو جائیگا، کہ آپ

ان کے ہیں اس وقت تک وہ آپ پر توجہ نہیں کریں گے، مثل مشہور ہے کہ پرائے پوت کس نے پالے۔

مولانا عبدالماجد دریابادیؒ

ارشاد فرمایا کہ مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی کا قصہ ہے کہ وہ ابتداء بیعت ہونیکے لئے حضرت مدنیؒ کے پاس گئے تھے، انہوں نے تھانہ بھون کا مشورہ دیا، مولانا عبدالماجد صاحبؒ نے عرض کیا کہ آپ ہی تھانہ بھون چل کر بیعت کرادیجئے، چنانچہ حضرت مدنیؒ تھانہ بھون گئے اور حضرت تھانویؒ سے کہا کہ حضرت آپ سے یہ بیعت ہونا چاہتے ہیں، حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ یہ تو آپ سے بیعت ہونا چاہتے ہیں، آپ بیعت کیوں نہیں کر لیتے، حضرت مدنیؒ نے فرمایا کہ حضرت میں اس کا اہل نہیں ہوں، حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ میں بھی کہہ سکتا ہوں کہ میں بھی اہل نہیں، پھر فرمایا کہ دیکھئے مولانا جنیدؒ اور شبلی نہ آپ ہیں نہ میں ہوں، ان کو مشورہ آپ بھی دے سکتے ہیں، میں بھی دے سکتا ہوں، آپ ان کیلئے مناسب ہیں، اس لئے کہ آپ بھی خادم قوم ہیں یہ بھی خادم قوم ہیں، اور میں نادم قوم ہوں، مجھے ندامت ہے خدمت نہ کرنے پر، آپ سے ان کو مناسبت ہے، انکو آپ سے فائدہ ہوگا، چنانچہ حضرت تھانویؒ نے ان کو بیعت نہیں کیا، پھر وہ دیوبند آگئے، اور حضرت مدنیؒ سے بیعت ہوئے، مولانا عبدالماجد صاحبؒ نماز کیواسطے جانے کیلئے جب چارپائی پر سے اترنے لگے، جوتے ایک رُخ پر تھے، اور یہ دوسری طرف رُخ کر کے چارپائی سے اترنے لگے، حضرت مدنیؒ جلدی سے اٹھے، اور جوتے لاکر انکے سامنے رکھ دیئے، مولانا عبدالماجد صاحب نے کہا کہ حضرت میرے سامنے جوتے اس طرح سے رکھے جائیں گے، تو بس میری اصلاح تو ہولی، مجھے تھانہ بھون جانے کی اجازت دیجئے، حضرت

مدنیؒ نے فرمایا کہ میں نے تو پہلے ہی عرض کیا تھا کہ آپ ضرور جائیں، پھر تھانہ بھون سے تعلق قائم کرنا چاہا، حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ آپ بیعت ہیں، مولانا حسین احمد صاحب سے اور میری طرف متوجہ ہوئے ہیں، ان کو اس سے گرانی نہ ہو، مولانا عبدالماجد صاحب نے عرض کیا کہ ان کو گرانی کیوں ہوگی، وہ تو خود مجھے آپ کے پاس بھیج رہے تھے، اگر گرانی ہوگی تو کیا ہے، میرے تو دو دروازے ہیں، اس پر حضرت تھانویؒ نے بہت ڈانٹا، لوگ کہتے ہیں، کہ بڑا افلسفیانہ اعلیٰ درجہ کا دماغ ہے، کیا یہی آپ کا دماغ ہے، **لاحول ولا قوۃ الا باللہ** اسکے معنی یہ ہوئے کہ دو دروازے ہیں، مولانا حسین احمد صاحب ناراض ہوگئے، تو میرے پاس آجائیں گے، اور میں ناراض ہوا تو وہاں چلے جائیں گے، ایسے شخص کو کہیں سے فائدہ نہیں پہنچتا، آخر کار یہی ہوا تھا کہ حضرت مدنیؒ سے وہ ناراض ہوگئے، حضرت تھانویؒ کے معتقد تھے، بس اس تعلق کے بعد کانگریس کے ساتھ کیسے موافق رہ سکتے تھے۔

عرض:- حضرت مدنیؒ سے ناراض ہونے کے کیا اسباب تھے؟

ارشاد:- ان کے ناراض ہونیکے اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی تھا کہ کہ انہوں نے ایک خط لکھا تھا اس کا جواب حضرت مدنیؒ نے ایسے پرچہ پر دیا تھا کہ جس پر ہندی عبارت چھپی ہوئی تھی، معلوم نہیں کیا عبارت تھی، اس پر مولانا عبدالماجد صاحب نے خط لکھا کہ آپ نے ہندی پیڈ پر خط لکھا ہے آپ کانگریس اور ہندوؤں سے اتنا متاثر ہو چکے ہیں، حضرت مدنیؒ نے اس کا جواب دیا کہ مجھے معلوم نہیں کہ اس پر کیا لکھا ہے، میں نے خط لکھ کر ایک دوسرے شخص کو دیا، اس کی نقل کر دو، نقل آپ کے پاس بھیجدیں اور اصل میرے پاس رہے، انہوں نے اس ہندی پیڈ پر نقل کر دیا، مجھے اس کی اطلاع نہیں۔

مولانا عبدالماجد صاحب اپنے یہاں معتقدین کو بتلایا کرتے تھے کہ یہ بات اس طرح ہے ایسا ہونا چاہئے، ایسا ہونا چاہئے، اور مشائخ زمانہ یوں کرتے ہیں، اس طرح وہ

مشائخ کی تردید کرتے تھے،

بعض دفعہ ان کا لب ولہجہ تیز ہوجاتا تھا اور فرماتے تھے، کہ عوام کو مشائخ نے تباہ کیا ہے، اس کا نام اخلاق رکھا ہے، یہ اخلاق نہیں ہے بلکہ اہلاک ہے یہ تباہ کرنا ہے، حالانکہ یہ ان سب کے باوجود خود مشائخ زمانہ کے پاس جاتے بھی تھے، اور اپنے معتقدین کو بھی لے جاتے تھے۔

مشائخ کی عیب جوئی

ارشاد فرمایا کہ مکہ مکرمہ میں ایک صاحب حضرت تھانویؒ کے مجاز تھے، اب ان کا انتقال ہوگیا، بس یہی تھا کہ مولانا مسیح اللہ خاں صاحبؒ نے یہ کہا، مولانا یوسف صاحبؒ آئے تھے، انہوں نے یہ کہا، فلاں نے یہ کہا، فلاں نے یہ کہا، بس برابر عیب جوئی، ایک مرتبہ میں نے ان سے کہا کہ کانپور سے ایک شخص نے حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ کی خدمت میں جانیکا ارادہ کیا بیعت ہونے کے لئے، چنانچہ وہ سہارنپور گئے اور بیعت ہوکر واپس کانپور آئے، تو انہوں نے قصہ سنایا، کہ مجھے بہت ڈر تھا کہ معلوم نہیں دیکھئے مجھ پر کتنی لتاڑ پڑے گی (کیونکہ وہ داڑھی منڈے تھے) لیکن حضرت شیخ نے کوئی لفظ نہیں کہا، حضرت رائپوریؒ تشریف لائے ہوئے تھے، شیخ نے ملاقات پر پوچھا کہ آپ کب تک ٹھہرینگے؟ میں نے عرض کیا کہ آج رات ٹھہروں گا! کل جاؤں گا، تو شیخ نے فرمایا کہ اس وقت فلاں مکان پر چلو حضرت رائپوری وہاں آئے ہوئے ہیں، میں بھی آتا ہوں، اور پھر صبح کو نماز پڑھ لینا، اس وقت بیعت ہوجانا، یہ کہہ کر حضرت شیخ نے حضرت رائپوریؒ کے یہاں بھیجدیا وہاں جاکر انہوں نے حضرت رائپوریؒ کے خادم سے عرض کیا کہ میں کانپور سے آیا ہوں حضرت نے فرمایا نہ، نہ، شیخ کے پاس بھیجو، انہوں نے یہ نہیں کہا کہ بیعت ہونے کیلئے آیا ہوں،

انہوں نے بس یہی کہا کہ میں کانپور سے آیا ہوں، بہرحال میں نے یہ قصہ سنایا اس پر انہوں نے (جوحضرت تھانویؒ کے خلیفہ تھے) کہا کہ یہ تو طالب کے ساتھ خیانت ہے، جب داڑھی مونچھ منڈی ہوئی تھی، تو ان کو نصیحت کرنا چاہیئے تھا، یہ تو طالب کی حق تلفی ہے۔

شیخ نے خیانت کی ہے، میں نے کہا خدا جانے ان کے اندر کیسا کینسر کا مرض ہو گیا ہے کہ دوسروں کے عیوب پر ان لوگوں کی نظر جاتی ہے، اپنا کوئی عیب ان کو نظر نہیں آتا، میں نے ان کو اچھی طرح سے جھاڑ دیا، میں نے کہا خبر بھی ہے کہ اس کا کیا اثر ہوا، اس کے بعد سے آج تک انہوں نے داڑھی پر کبھی اُسترہ نہیں لگایا، کیا طالب کا یہی حق ہے، کہ فوراً اس کے سر پر لاٹھی ماردیں، مقصود اصلاح ہے، اور اصلاح کے دوطریقے بزرگوں کے الگ الگ ہیں، انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ لوگ شیخ کو بھی برا کہتے ہیں، میں نے کہا کہ آپ اتنے روز تک سہارنپور رہے اور شیخ کے دسترخوان پر آپ نے کھانا کھایا، کبھی شیخ کی زبان سے کسی کو برا کہتے ہوئے آپ نے سنا، جو بدنصیب بزرگانِ دین کو برا کہہ کر اپنا ایمان تباہ کرتے ہیں، وہ آپ کیلئے قابل تقلید ہیں، حضرت شیخ قابل تقلید نہیں۔

ان بیچاروں کی طبیعت ایسی خراب ہوگئی تھی، کہ دماغ پر فالج پڑا تھا پاگل ہو گئے تھے، کسی کے گھر میں گھس جاتے اور پھر جب یہ طاقت ختم ہوگئی، تو بس لیٹے لیٹے نہ زندوں میں نہ مردوں میں، بس اسی طرح سے رہے، اس کے بعد انتقال ہوا، تہجد پڑھتے تھے، ذکر وشغل بھی کرتے تھے، یوں کہا کرتے تھے کہ بس اس کی تمنا ہے کہ جو چیز ہمارے پاس ہے اس کو لینے والا کوئی مل جائے، اللہ رحم کرے۔

انا الحق کی بہترین توجیہ

صبح جو حضرت رائپوریؒ کے ملفوظات پڑھے اس میں یہ تھا کہ جب محبت انتہا

کو پہنچ جاتی ہے تو محبوب کے اوصاف محبّ میں منتقل ہو جاتے ہیں، چنانچہ مجنوں کا یہ حال تھا کہ جب کوئی لیلیٰ کو پکارتا تھا تو وہ سمجھتا تھا کہ مجھے پکارا گیا ہے، اور وہ یہ کہتا تھا کہ لیلیٰ میں ہی ہوں۔

اس پر حضرت والا نے فرمایا کہ صبح سے ایک بات میرے جی میں بھی آ رہی ہے کہ محبت میں جب محبوب کے صفات محبّ میں آ جاتے ہیں، اور محبّ اپنے آپ کو یہی سمجھنے لگتا ہے کہ میں ہی محبوب ہوں جیسا کہ مجنوں اپنے آپ کو لیلیٰ سمجھتا تھا۔

تو منصور نے جو انا الحق کہا وہاں بھی یہی صورت ہوئی کہ منصور نے اپنے آپ کو فنا کر لیا تھا، اور ان کا وجود ذات باری تعالیٰ میں فنا ہو چکا تھا اس لئے انہوں نے انا الحق کہا چونکہ مبتداء خبر میں جو حمل ہوتا ہے، وہ دونوں مفہوم کے اعتبار سے الگ الگ ہوتے ہیں ،لیکن وجود کے اعتبار سے ایک ہوتے ہیں، مثلاً زید ''شاعر'' اس جملہ اسمیہ میں زید کا مفہوم الگ ہے، اور شاعر کا الگ ہے، لیکن شاعر زیدؒ کے اندر ایسا فنا ہو چکا ہے کہ زید کی جو شخصیت ہے وہی شاعر بھی ہے۔

اسی طرح انا الحق میں اتنا فنا ہو کر حق میں ایسا ختم ہو چکا ہے کہ انا کا کوئی مستقل وجود باقی نہیں رہا، اس کے برعکس فرعون نے جو ''انا ربکم الاعلی'' کا دعویٰ کیا اس میں اس نے اپنی ذات اور انانیت کو فنا کر کے رَبُّکُمُ الاعْلیٰ میں ضم کرنے کے بجائے رَبُّکُمُ الاعْلیٰ کو اپنے اندر ضم کرنا چاہا تھا، تو وہ مارا گیا۔

انا الحق کی اور توجیہ بھی ہو سکتی ہے، ان میں سے ایک توجیہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ انا الحق خود متکلم کا کلام نہیں ہے، بلکہ آواز ہے جو انہوں نے سنی تھی، اسی کو وہ بول رہے تھے جیسا کہ ایک بزرگ کے پاس ایک عورت اپنا بچہ لیکر آئی کہ اس کو اچھا کر دیں، تو انھوں نے جواب دیا کہ میں کون ہوں اچھا کرنے والا، میں کوئی موسیٰ ہوں، عیسیٰ ہوں؟ اس پر وہ

عورت مایوس ہوکر چلی گئی، توان کو آواز آئی کہ تو موسیٰ کون، عیسیٰ کون؟ مامی کنیم مامی کنیم ہم کرتے ہیں، فوراً اس عورت کو بلوایا اور بچے پر **مامی کنیم** کہتے کہتے دم کیا، چنانچہ وہ لڑکا اچھا ہو گیا۔

یہ لفظ مامی کنیم ان بزرگ کا دعویٰ نہیں تھا بلکہ اس غیبی آواز پر مست ہو گئے تھے، اور اس آواز کو مزے لے لیکر دہرا رہے تھے۔

حُبّ مال حُبّ جاہ

ارشاد فرمایا کہ دو حب ہیں، ایک حب مال اور ایک حب جاہ، حب جاہ، حب مال اور حب جاہ کو میں جب مال و جاہ کہا کرتا ہوں، یہ دو جب ایسے گہرے اور خطرناک ہیں، کہ اس سے نکلنا مشکل ہوجاتا ہے (جب کہتے ہیں تاریک کنویں کو، ارشاد باری ہے:۔

والقوہ فی غیٰبت الجب اوران کو کسی اندھیرے کنوئیں میں ڈال دو۔ (بیان القرآن)

اور اہل علم حضرات کو اس کا تسلیم کرنا بہت دشوار ہوتا ہے، کسی طرح اس کا جواب نکال لیتے ہیں۔

وہ میرے مال میں خیانت کرتا ہے

ارشاد فرمایا کہ ایک صاحب نے کسی اجنبیہ کو غیر نظر سے دیکھا تو رات کو خواب میں کوئی کہنے والا کہتا ہے (اللہ تعالیٰ کہتے ہیں) کہ ساری مخلوق میری ہے، دنیا میرا گھر ہے، عورت و مرد میرے غلام و باندیاں ہیں، جو شخص میری اجازت کے بغیر ان کی طرف نظر کرتا ہے تو وہ میرے مال میں خیانت کرتا ہے۔

چیز تو وہ ہے جو بیداری میں ملے

ارشاد فرمایا کہ رائے پور میں مولانا واجد علی صاحب مرحوم صاحب کشف تھے حضرت رائپوریؒ کے یہاں کتاب پڑھی جاتی تھی، حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے مکاتیب پڑھے جاتے تھے، اس میں کسی شخص نے اپنا خواب بیان کیا تو حضرت نے فرمایا کہ بھائی مولانا واجد علی صاحب کو بلاؤ، ان کو بلا کر اپنے پاس بٹھالیا، ان صاحب نے بیان کیا، کہ عرش دیکھا یہ دیکھا خواب میں وہ دیکھا وغیرہ وغیرہ نہ جانے کیا کیا دیکھا، خواجہ معصوم صاحبؒ نے فرمایا مگر چیز تو وہ ہے جو بیداری میں ملے، خواب میں کسی کے سر پر تاج رکھدیا جائے تو بادشاہ نہیں بن جاتا، اس لئے جو کچھ خواب میں دیکھ رہے ہیں، کہ فلاں صاحب کو دیکھا فلاں صاحب کو دیکھا یہ سب احوال ہیں اور بس۔

حضرت سید احمد شہیدؒ نے اپنا حال تحریر فرمایا اپنے شیخ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کی خدمت میں اس طرح دیکھا وغیرہ وغیرہ تو حضرت نے فرمایا "**تلک احوال تربی بھا اطفال الطریقة**" یہ احوال ہیں جو طریقت کے بچوں کی انکے ذریعہ سے پرورش ہوتی ہے، اسلئے انکے اوپر اعتماد کر کے بیٹھ جائے، یہ غلط ہے، ایک صاحب کہتے ہیں کہ مجھے خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت کی اجازت دی کہ بیعت کیا کرو، ظاہر ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں شیطان تو نہیں آ سکتا، اس کو قدرت ہی نہیں دی گئی، لیکن یہ اس سے مطمئن ہو گئے، یوں سمجھے کہ میں کہیں کا کہیں پہنچ گیا یہ کوتاہ فہمی ہے۔

اس واسطے اگر خواب اچھا نظر آئے تو حق تعالیٰ کا شکر ادا کریں، دعا کریں، کہ حق تعالیٰ اس خواب کی بہترین تعبیر عطا فرمائے، جو بُرا خواب نظر آئے تو لاحول پڑھے اور کروٹ بدل کر سو جائے۔

نسبت کی چار قسمیں

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ نے تفسیر فتح العزیز میں نسبت کی چار قسمیں لکھی ہیں (۱) ایک نسبت انعکاسی ہوتی ہے، مثلاً کسی جگہ خانقاہ میں کوئی شخص گیا وہاں کے لوگوں کو دیکھا ذکر تسبیح مراقبہ تلاوت وغیرہ میں مشغول ہیں اس کے اوپر بھی اثر پڑا اس کو نسبت حاصل ہوگئی ہے، تو نسبت بالکل ہے، اس میں کوئی شک نہیں لیکن یہ نسبت پائدار نہیں اور خود اسکی نہیں یہ ایسا ہی ہے جیسے کسی عطر فروش کی دوکان پر جائے اور وہاں اگر بتی جل رہی ہے، وہاں سب قسم کی شیشیاں کھول کھول کر سنگھار ہا ہے، اس کو خوشبو محسوس ہوئی لیکن جب وہ وہاں سے آیا تو خالی ہاتھ آیا، کچھ نہیں، کتنے لوگ ایسے ہیں جو آتے بھی ہیں ذکر و شغل کرتے ہیں، دیکھتے بھی ہیں، نسبت بھی حاصل ہوجاتی ہے، مگر وہ پائدار نہیں بس انعکاس ہے وہاں گئے اس کا عکس حاصل ہوگیا، جب وہاں سے واپس آئے تو وہ نسبت وہیں چھوڑ آئے۔

(۲) اسکے بعد دوسری نسبت ہے القائی، اس کا نام القائی رکھا ہے، جیسے چراغ جل رہا ہے، آدمی اپنا چراغ لیکر وہاں پہنچ گیا اپنے چراغ کی بتی کو اس کی لو سے ملالی اس میں روشنی پیدا ہوگئی، چراغ کو لے آیا یہ چراغ گھر تک بھی پہنچ سکتا ہے، بشرطیکہ درمیان میں تیز ہوا نہ آجائے، بچا کے گھر لے آیا لا کر رکھا اب اسکی خبر گیری کی ضرورت ہے تیل ختم ہوجائے، تیل ڈالدیجئے، بتی ختم ہوجائے، بتی ڈالدیجئے، ورنہ ہوا کہ جھونکا آجائے تو یہ بھی بجھ سکتا ہے، پانی کا چھینٹا پڑ جائے تو بجھ جائے اوپر سے کوئی چیز گر پڑے تو بجھ جائے، تو یہ نسبت ایسی ہے کہ معاصی سے ختم ہوجاتی ہے۔

(۳) تیسری نسبت اصلاحی ہے اس کا حال ایسا ہے جیسا کہ ایک بڑے سمندر

سے ایک نہر کھودی کھود کر آپ اپنے باغ میں لے آئے ، اور برابر اس باغ میں نہر سے پانی آ رہا ہے ، پانی قوت کے ساتھ سمندر سے نہر کے ذریعہ سے آ رہا ہے ، وہ ایسی قوی ہے کہ اگر جھاڑ جھنکاڑ ہوں گے بلکہ پتھر بھی ہونگے تو وہ پانی میں بہہ جائیں گے ، پانی کی روانی کو یہ پتھر نہیں روک سکتے ، البتہ اسکی ضرورت ہے کہ نہر کی دیکھ بھال کی جائے ، اگر اس کے اندر پہاڑ کے پتھر زیادہ گر گئے درخت کٹ کٹ کر اتنے گرے کہ انہوں نے پانی کو بند کر دیا تو اس میں بھی اثرات پیدا ہوں گے ، یہ نسبت اصلاحی ہے پہلے حضرات اکابر مشائخ حضرت گنگوہیؒ حضرت سہارنپوریؒ کی نسبت ایسی ہی ہوا کرتی تھی۔

(۴) چوتھی نسبت اتحادی کہلاتی ہے ، یہ ایسی ہے کہ شیخ اپنی روح باکمال کو طالب کی روح کے ساتھ خوب زور سے ملا دے کہ شیخ کی روح کا کمال طالب کی روح میں اثر کر جائے ، اور یہ طریقہ سب سے زیادہ قوی ہے چنانچہ حضرت خواجہ باقی باللہ کا مشہور واقعہ ہے کہ ایک روز حضرت خواجہ صاحب کے یہاں مہمان آ گئے ، اس روز آپ کے پاس کچھ نہیں تھا آپکے مکان سے متصل ایک نانبائی کی دوکان تھی ، اس نے دیکھ کہ حضرت کے یہاں مہمان ہیں اس نے اپنے یہاں سے روٹیاں اور مرغن سالن تیار کر کے حاضر کر دیا ، حضرت خواجہ صاحب اس کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے ، اور فرمایا کہ مانگ کیا مانگتا ہے؟ اُس نے کہا کہ مجھ کو اپنے جیسا بنا دیجئے ، حضرت خواجہ صاحبؒ نے منع فرمایا کہ اس چیز کو مت مانگ تو اس کا تحمل نہیں کر سکے گا ، مگر وہ اس بات کا اصرار کرتا رہا تو حضرت خواجہ صاحبؒ اس کو اپنے کمرہ میں لے گئے ، اللہ بہتر جانے کہ اندر جا کر کیا کیا جب کمرہ سے باہر نکلے تو خواجہ صاحبؒ میں اور اس نانبائی کی صورت میں کوئی فرق نہیں رہا تھا ، لوگوں کو پہچاننا مشکل ہو گیا تھا ، البتہ اتنا فرق تھا کہ خواجہ صاحب ہوشیار تھے ، اور وہ نانبائی بے ہوش تھا ، چنانچہ اسی سُکر اور بے ہوشی کے عالم میں اس نانبائی کا تین روز کے بعد انتقال ہو گیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ

کڑوے گھونٹ میں راحت

ارشادفرمایا کہ حج میں جدال کومنع کیا گیا ہے، ذراذراسی بات پرلڑائی ہوجانے کاموقع ہوتاہے، ایک چیز وہاں برتنوں کے دھونے کی ہوتی ہے، کئی ایک ساتھی ہیں کھانا کھالیا، اب ہرشخص یہ سمجھتاہے، کہ بس آزاد، میں نے کھالیا، دوسراساتھی برتن دھودے گا۔

خیرالحمدللہ یہاں معتکفین حضرات کوبرتن وغیرہ دھونا تو کچھ نہیں ہے، اللہ پاک نے اس کا انتظام فرمادیاہے، البتہ جگہ میں ہوسکتاہے، کہ ایک کی ٹانگ دوسرے کی جگہ پرپڑجائے رات کوسوتے میں، سوتاآدمی تو ویسے بھی غیرمکلّف ہوتاہے۔

رفع القلم عن ثلاث — تین آدمیوں سے قلم اٹھادیا گیاایک سونے

عن نائم حتی یستیقظ — والے سے یہانتک کہ وہ بیدارہوجائے۔

لہٰذااگرایسی بات ہوجائے کسی کے بستر پرکسی کے پیرپڑجائیں، ہاتھ آجائے تو اس سے ناراض نہ ہوں معافی سے کام لیں، اورہرکام میں یہی سوچنا چاہئے، جوکام بھی مزاج کے خلاف ہو، اس سے اذیت پہنچے فوراً سوچنا چاہئے کہ میرے بھی تو گناہ ہیں، میں اس کی خطاکومعاف کردوں گا، تواللہ تعالیٰ میری خطامعاف کردیں گے، سوداہے۔

اِرْحَمُوْا مَنْ فِی الْاَرْضِ — تم زمین والوں پررحم کھاؤ آسمان

یَرْحَمُکُمْ مَنْ فِی السَّمَاءِ. — والاتم پررحم کرے گا۔

شعر

کرو مہربانی تم اہل زمین پر

خدا مہربان ہوگا عرش بریں پر

اورہرتکلیف کے متعلق سوچنا چاہئے کہ یہ تکلیف مجھے جنت میں بھیجنے کیلئے دی

جارہی ہے، جنت میں آدمی جائے گا، تو سب چیزوں سے پاک صاف ہوکر جائیگا، اس دنیا میں جو کدورتیں میل کچیل جو اس کے ساتھ لگا ہوا ہے، اس میل کچیل کو ان تکالیف کے ذریعہ سے دور کر دیا جاتا ہے، اور اس کو جنت میں بھیجنے کے قابل بنا دیا جاتا ہے، آدمی اس کی ذرا تھوڑی سی مشق کرلے تو انشاءاللہ بڑی عافیت کی زندگی گذرے گی ہر آدمی کوشش کرے کہ دوسرے کو راحت پہنچائے میری تکلیف سے دوسرے کو آرام مل جائے تو بہت اچھا ہے اس گھونٹ میں ذرا سی کڑواہٹ ضرور ہے مگر تھوڑی سی مشق کر لینے سے وہ کڑواہٹ جاتی رہے گی۔

مکتوب حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوب میں مثال دی ہے، ایک کپڑا ہے، اس میں میل لگا ہوا ہے، اس کو دھوبی کے یہاں دیا جاتا ہے، دھوبی اس کو دھوتا ہے، اٹھا اٹھا کر سر کے اوپر سے پٹڑے پہ دے مارتا ہے، لاٹھی سے پٹائی کرتا ہے، اس کے اوپر ریہہ ڈالتا ہے، راستہ میں بچھا دیتا ہے، چلنے والے اس کے اوپر گزرتے ہیں، بھٹی پر رکھتا ہے، اس کو جلاتا ہے اس کو خوب پکاتا ہے، تاکہ اس کے تاگہ تاگہ سے رگ رگ سے میل نکل جائے لکڑی سے کوٹتا ہے، ابرق اس پر ڈالتا ہے، اسکو پھیلا دیتا ہے، ان سارے مراحل کے بعد وہ اس قابل ہوتا ہے کہ وہ شہزادے کا لباس بن سکے، شہزادہ اسکو پہن سکے، یہ اسکی ذلت ہوئی نیچے بچھا دیا لوگ اس کے اوپر کو چل رہے ہیں، ریہہ ڈالدی لاٹھی سے پٹائی کی اسکے بعد اس کو کتنا بڑا عہدہ ملا مقام کتنا بڑا ملا اسی طریقہ پر جنت میں جانے کیلئے جو مقام حاصل کرنا ہے اس کے واسطے ضرورت ہے کہ اپنی رگ رگ سے ریشہ ریشہ سے کھوٹ نکل جائے، وہ یہیں ختم ہو جائے۔

پریشانیوں کی حکمت

حدیث پاک میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو بڑا مقام دینا چاہتے ہیں، اور اسکے اعمال ایسے نہیں ہیں کہ وہ اس مقام پر پہنچ سکے تو اس کو پریشانیوں اور امراض میں مبتلا کردیتے ہیں، بیماریوں میں مبتلا کردیتے ہیں، اس پر وہ صبر کرتا ہے تو وہ اس قابل ہوجاتا ہے، کہ جنت میں جائے، بس دنیامیں طرح طرح سے پریشانیوں کے ذریعہ سے اس کا میل کچیل دور ہوجاتا ہے، تو پاک صاف ہوکر جنت میں چلا جاتا ہے، بس اپنے نفس کو یہ سمجھانا چاہئے اگر طبیعت میں تکدر پیدا ہوجائے، تو یہ ہوتا ہے، کہ اس نے میرے بستر پر پیر کیوں رکھا، اس نے مجھ سے بات کیوں کی ایک آفت برپا ہے۔

مذمت تکبر

بس تکبر پر اگر قابو پالیا تو انشاءاللہ بہت سارے گناہوں پر اور برے اخلاق پر قابو پاسکتا ہے، جھوٹ بولا جاتا ہے، تکبر کی وجہ سے لالچ ہوتا ہے تکبر کیوجہ سے حسد ہوتا ہے، تکبر کی وجہ سے ایک مستقبل مصیبت ہے۔

حضرت تھانویؒ کا واقعہ

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میرے والدصاحب خطوط لکھوایا کرتے تھے میرے ذریعہ سے اس زمانہ میں عام طور پر فارسی میں خط وکتابت ہوتی تھی، ایک مرتبہ والدصاحب نے بولا ''استمزاج'' مجھے اس کے معنی معلوم نہیں تھے، فرماتے ہیں کہ میں نے والدصاحب سے یہ نہیں کہا کہ اس لفظ کے معنی بتادو؟ مجھے معلوم نہیں، بلکہ یہ کہا کہ

یہ لفظ بھی کچھ غیر مستعمل سا ہے، ایسا نہ ہو کہ آپ کا مخاطب اور مکتوب الیہ اس کو سمجھ نہ پائے، لہٰذا اس کی جگہ پر دوسرا لفظ اسکے مرادف بولدیجئے، انہوں نے بولدیا، تو فرمایا کہ دیکھو نفس کی شرارت کہ اپنے جہل کو اپنے باپ تک سے چھپایا یہ کیا بات ہے یہ وہی ہے کہ اپنے لئے، ایسا بڑا مقام تجویز کرلیا کہ کسی کا وہ مقام ہو ہی نہیں سکتا، استمزاج فارسی کا لفظ ہے، عربی لفظ نہیں جیسے استصواب رائے استمزاج کے معنی ہیں، آپ کے مزاج میں یہ بات کیسی ہے۔

ہوں! شہد کی مکھیوں کا چھتہ سامنے آرہا ہے

اللہ تعالیٰ جس شخص کی عمدہ طور پر اصلاح کرنا چاہتے ہیں تو اپنے عیوب کا انکشاف ہوتا ہے، ایک میرے دوست حضرت رائپوریؒ سے بیعت ہوئے انہوں نے خود ہی بتایا کہ بیعت ہونے کے بعد بس جتنا زندگی کا حساب کتاب تھا سب سامنے آ گیا، یہ گناہ کیا، یہ کیا، جیسے اس وقت گناہ کر رہا ہوں طبیعت کو بہت وحشت ہوئی، حضرت رائپوریؒ نے فرمایا ہوں شہد کی مکھیوں کا چھتہ سامنے آیا ہے، جب اپنے شیخ کی خدمت میں بیٹھتے اپنے گناہوں سا کو منے لاتے ان سے تائب ہوتے، مریدین پر اپنے شیخ کا عکس پڑتا ہے، شیخ کے اندر جو کمالات ہیں وہ ان کو نظر آتے ہیں، وہ سمجھتے ہیں، کہ یہ ہمارے اپنے کمالات ہیں ایسے لوگ بہت غلطی میں مبتلا ہوجاتے ہیں، اس وجہ سے جب وہ شیخ کی مجلس سے اٹھ کر چلے جاتے ہیں تو وہ عکس بھی سارا ختم ہوجاتا ہے، کچھ نہیں رہتا۔

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کا پٹہ

ارشاد فرمایا کہ گھریلو کتا جو ہوتا ہے، اس پر پٹہ بندھا رہتا ہے جب تک وہ مالک کے پاس رہتا ہے، بالکل محفوظ رہتا ہے، کوئی اس کو کچھ نہیں کرتا، جب وہ مالک کے

گھر کو چھوڑ کر دوسری جگہ جاتا ہے، تو ہر دروازے سے دھتکار دیا جاتا ہے، بس یہی حال ہے مسلمان کا کہ اسکے گلے میں اللہ ورسول کی اطاعت کا پٹہ لگا ہوا ہے جب تک وہ اللہ ورسول کے احکام پر چلتا ہے تو سارے فتنوں سے محفوظ رہتا ہے، ورنہ ہر جگہ ذلیل ورسوا ہوتا ہے، دھتکار دیا جاتا ہے۔

تمہارے قدموں کے نیچے سے پانی اُبلتا

ارشاد فرمایا کہ ایک صاحب کو پیاس لگ رہی تھی، دیکھا کہ ایک کنواں ہے اس میں ایک ہرنی پانی پی رہی ہے، اور پانی اوپر تک آرہا ہے، یہ وہاں پہنچے ہرنی ان کو دیکھ کر چلی گئی پانی نیچے اتر گیا، یہ چلدیئے وہاں سے انہوں نے کہا کہ افسوس! میری قدر آپ کے یہاں ہرنی کے برابر بھی نہیں، آواز آئی ہرنی بغیر پیالے اور بغیر رسی کے آئی تھی، تمہارے پاس پیالہ بھی تھا رسی بھی تھی، جاؤ پی لو! اب آئے تو کنویں میں پانی اوپر تک آرہا تھا، پانی پی لیا اور اپنا پیالہ بھی بھرلیا چلتے چلتے آگے پہنچے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں، انہوں نے دیکھتے ہی فرمایا کہ اگر تم صبر کرتے تو تمہارے قدموں کے نیچے سے پانی اُبلتا۔

ٹخنوں سے نیچا کرتا پاجامہ اور حضرت قدس سرہٗ کا ایک واقعہ

س:-ٹخنوں سے نیچے پاجامہ یا کرتا پہننا کیسا ہے؟ بعض دفعہ چلنے سے اٹھنے بیٹھنے سے نیچے ہوجاتا ہے؟

ج:-اس کو بالکل صاف منع فرمایا ہے ''**ما اسفل من الازار من الکعبین**

فَهُوَ فِي النَّار" (ازار کا جوحصہ کعبین سے نیچا ہوگا وہ جہنم جائیگا (یعنی وہ صاحب ازار کے جہنم میں جانیکا ذریعہ ہوگا) سے وعید ارشاد فرمائی ہے، اس لئے سنبھل کر رہنا چاہئے، اتنا نیچا پائجامہ نہ بنائے کہ ٹخنوں سے نیچے رہے، بلکہ خوب اونچا بنائے پھر نیچا آئیگا، تو کہاں تک میں نے ایک دفعہ پاجامہ بنوانے کے لئے گنگوہ کہلوادیا، کسی عارض کی وجہ سے درزی سے اس کو سلوالیا (ورنہ گھر ہی میں کپڑے سلوائے جاتے تھے) میں نے دیکھا تو وہ ٹخنوں سے نیچے تک آرہا تھا، میں نے اٹھا کر رکھدیا اور عہد کرلیا کہ آئندہ درزی سے کپڑے نہ سلواؤنگا، پھر جب کسی موقع پر گنگوہ گیا اور وہاں کپڑے بدلے تو اس کو ٹخنے سے جتنا نیچا تھا کاٹ کر اہلیہ کے سامنے ڈال دیا کہ اس کو تم پہن لینا، اور خود چل دیا باہر انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ اس پر گوٹ لگانے دو میں نے کہا مجھے ضرورت نہیں، انہوں نے کہا آپ کو ضرورت نہیں ہمیں تو ضرورت ہے، آپ کو تھوڑا ہی کوئی کچھ کہے گا، وہ تو ہمیں کہے گا۔

س:- بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ تکبر کے طور پر ہوتب یہ وعید ہے؟

ج:- حضرت جی ہاں تکبر کے طور پر ہوتو وعید ہے اصالۃً اور اگر تکبر کے طور پر نہیں ہے تو اس میں مشابہت ہے تکبر کرنیوالوں کے ساتھ پس وعید ہے تبعاً اور "**مَنْ تَشَبَّه بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ**" (جوشخص تو جس قوم کی مشابہت اختیار کریگا وہ اسی قوم کے ساتھ ہوگا) معلوم ہی ہے۔

اچھے لباس سے اکڑ پیدا ہوتی ہے

اچھا لباس پہننے سے اکڑ بھی پیدا ہوتی ہے، ایک صاحب جہاد میں شریک نہیں ہوسکے ان پر کسی نے تبصرہ کیا کہ ان کے پاس چادر بڑھیا (عمدہ) تھی، اس کو پکڑ کر اکڑ کڑ کر چلتے تھے، یہ اکڑ پیدا ہوتی ہے اچھے لباس سے۔

اصحاب صفہ کا لباس

اصحاب صُفّہ جو مسجد نبوی میں رہتے تھے، ان میں سے کسی کے پاس صرف لنگی تھی کسی کے پاس صرف چادر تھی کوئی دوسرے کے کپڑے سے اپنے بدن کو چھپائے ہوئے تھا، ایسی حالت تھی ان حضرات کی اس لباس کو نہیں پوچھتے آپ حضرات؟

خراسان سے آرہا ہوں

ارشاد فرمایا کہ ایک صاحب نے ایک شخص کو دیکھا کہ گھسٹ کر چل رہا ہے، ان صاحب نے ان سے پوچھا کہ کون ہو کہاں سے آ رہے ہو؟ تو کہا کہ (اسی طرح گھسٹ کر) خراسان سے آرہا ہوں، پوچھا کب چلے تھے، جواب دیا دس برس ہوئے، پوچھا کہاں جارہے ہو؟ کہا خانہ کعبہ، اب بتاؤ کہ اس دس برس کے عرصہ میں اسکو راستہ میں کتنی چیزیں ملی ہوں گی، یہ سب راستہ کی چیزیں ہیں اصل مقصود نہیں ہیں، اسی طرح کرامات کو سمجھ لیجئے، کہ وہ اصل مقصود نہیں صرف راستہ کی چیزیں ہیں۔

مقروض پر خاص عنایت

س:- حضرت قرض بہت ہے جس کی وجہ سے بڑا فکر رہتا ہے، طبیعت پریشان رہتی ہے؟

ج:- اپنی جیب اور اپنی کمائی سے ادا کرنا ہے، اس لئے فکر ہے یاد رکھو جو شخص کسی مجبوری کے تحت قرض لیتا ہے اور اسکو ادا کرنے کی نیت ہوتی ہے، تو حق تعالیٰ شانہٗ کی خاص عنایت اسکے اوپر ہوتی ہے، اس کی خاص نصرت ہوتی ہے، یہاں تک کہ قرض ادا ہو جائے۔

مخلوق پر رحم

مختلف ممالک ایران وغیرہ کے کچھ حضرات حاضر خدمت ہوئے اور نصیحت کی درخواست کی تو ارشاد فرمایا کہ:۔ ؎

کہا اس کا ہرگز نہ مانے گی دنیا
جو اپنی نصیحت پہ عامل نہ ہوگا

پھر فرمایا کہ حدیث شریف میں ہے "**الراحمون فی الارض یرحمهم الرحمن تبارک وتعالیٰ ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السمآء**" ؎

کرو مہربانی تم اہل زمین پر
خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

اسکے بعد فرمایا جو شخص یہ چاہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ میرے ساتھ ایسا معاملہ فرمائیں، اس کو چاہئے کہ مخلوق خدا کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرے مثلاً اگر کوئی شخص چاہتا ہے، کہ حق تعالیٰ شانہٗ اس کے ساتھ عفو وصفح کا معاملہ فرمائیں تو اسکو لازم ہے کہ خلقِ خدا کے ساتھ عفو وصفح کے ساتھ پیش آئے۔

رمضان کا مہینہ

ارشاد فرمایا کہ رمضان کا مہینہ کسی کو ناراض کرنے کا نہیں ہوتا، بلکہ ہر مخلوق کے ساتھ رحم وکرم ہمدردی وغمگساری کا مہینہ ہے، حدیث پاک میں اس کو "**شهر الصبر**" اور "**شهر المواساة**" فرمایا گیا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ج ۱ ص ۱۷۳)

مُعتَکِفین کی خدمت

ارشادفرمایا کہ اگر معتکفین کی خدمت کروگے تو ہر معتکف کے اعتکاف میں تمہارا حصہ ہوگا، اور اگر اعتکاف کروگے تو صرف اپنے اعتکاف کا ثواب ملے گا۔

مرض ومعصیت کیا ہے؟

ایک صاحب کونصیحت کرتے ہوئے ارشادفرمایا کہ جو چیز مرض ہے وہ معصیت ہے، اور جو مرض نہیں وہ معصیت نہیں، معصیت اختیاری چیز ہے جو بے اختیار صادر ہووہ معصیت نہیں، برے خیالات خودآئیں تو ان کی فکر میں نہ پڑیئے کہ وہ مرض نہیں معصیت بھی نہیں البتہ ان کوذہن میں جمانا یاان کوزبان پرلانا یاان کے موافق عمل کرنا مرض ہے، معصیت ہے، اور دیکھئے نماز اس طرح پڑھئے" کانک تراہ فان لم تکن تراہٗ فانہ یراک کہ تم حق تعالیٰ شانہٗ کو دیکھ رہے ہو، اگر یہ نہ ہوسکے تو تصور کیجئے کہ حق تعالیٰ شانہٗ تم کو دیکھ رہے ہیں، اس طرح نماز پڑھی جائے گی، تو خشوع خضوع خوب پیدا ہوگا، نماز میں جی لگے گا، اس کے ثمرات عمدہ ظاہر ہوں گے۔

آمدنی کے تین حصے

ایک صاحب غیر مسلم غازی آباد سے حاضر خدمت ہوئے، اورعرض کیا کہ میں نے سنا ہے آپ کچھ بتاتے ہیں، میں پریشان رہتا ہوں، کاروبار میں فائدہ نہیں ہوتا، آخر اس کی وجہ کیا ہے، تو ارشادفرمایا کہ بنیادی بات تو یہ ہے کہ ہر شخص کے پیدا ہونے سے پہلے اس کی قسمت میں سب کچھ لکھ دیا گیا ہے، جس چیز کا ملنا لکھ دیا گیا ہے وہ ضرورمل کر رہے گی،

گو تمام مخلوق چاہے کہ نہ ملے اور جو چیز ملنی نہیں لکھی وہ ہرگز نہیں مل سکتی، اگر چہ تمام مخلوق کوشش کرے کہ مل جائے، رہا تنزلی اور کاروبار میں خسارہ کا سبب سو وہ عامۃً دو ہیں، اول اپنی طرف کسی کا حق ہونا کہ یہ بہت خطرناک ہے جب تک وہ ادا نہیں کیا جاتا، پریشان کرتا ہے، دوم خیرات نہ کرنا، اس لئے اگر اپنے اوپر کسی کا حق ہو تو وہ ادا کریں نہو اور سوچنے سے یاد بھی نہ آئے تو اس نیت سے خیرات کردیں کہ اگر ہم پر کسی کا حق ہو تو حق تعالیٰ شانہٗ ہم کو اس خیرات کے ذریعہ سبکدوش فرمائیں، اس کے علاوہ سبھی غریبوں کے حال پر نظر رکھیں کہ کہا گیا ہے: ؎

کرو مہربانی تم اہل زمین پر
خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

جیسا معاملہ مخلوق خدا کے ساتھ کیا جائیگا، ویسا ہی معاملہ تمہارے ساتھ ہوگا، اگر مخلوق خدا کے ساتھ رحم وکرم کا معاملہ ہوگا تو تم پر بھی رحم وکرم کا نزول ہوگا، اس لئے اپنی آمدنی کے تین حصے کریں، ایک حصہ کاروبار میں لگائیں ایک حصہ اہل وعیال پر خرچ کریں، اور ایک حصہ فقراء اور مساکین پر صرف کریں۔

مشائخ کی محبت اکسیر ہے

ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا عبدالقادر صاحب رائپوریؒ نے فرمایا تھا کہ مشائخ کی محبت اکیسر ہے، بشرطیکہ قلب میں خرخشہ نہ ہو، میں نے (حضرت قدس سرہٗ نے) دریافت کیا کہ خرخشہ کا کیا مطلب ہے؟ تو فرمایا کہ شیخ کے قول وفعل پر یہ کہنا کہ ایسا کیوں کیا ایسا کیسے فرمادیا (مطلب یہ کہ شیخ کے قول وفعل کو بلا چون وچرا تسلیم کرلے، اس میں حجتیں نہ نکالے، حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتویؒ سے حضرت تھانویؒ نے نقل کیا ہے''

طالب علمے کہ چون و چرا نہ کند و سالکے کہ چون و چرا بکند ہر دو را بہ چراگاہ باید فرستاد'' کہ جو طالب علم چون و چرا نہ کرے اور جو مرید چون و چرا کرے دونوں کو چراگاہ بھیجدینا چاہئے)

جلا سکتی ہے شمعِ کشتہ کو موج نفس ان کی
الٰہی کیا چھپا ہوتا ہے اہل دل کے سینوں میں
نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کو ارادت ہو تو دیکھ انکو
ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں
تمنا دردِ دل کی ہے تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا ہے یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

قلت طعام قویٰ کے اعتبار سے ہے

مگر تقلیل غذا کا حکم قویٰ اور زمانے کے اعتبار سے ہوگا، ورنہ تعطیل عمل ہو جائیگا، حضرات صحابہ کرامؓ کو تو یہ طاقت تھی کہ کھانے میں صرف ایک کھجور پر اکتفاء کریں لیکن رات بھر عبادت میں اور دن بھر جہاد میں گزار دیں، مگر اب اسکا تحمل بہت دشوار ہے، کیونکہ اب اعضاء اتنے قویٰ نہیں رہے، اسی لئے حضرت تھانویؒ فرماتے تھے کہ خوب کھاؤ، اور خوب کام کرو، یعنی دو چار لقمہ بھوک باقی رہے تو چھوڑ دو، ایسے نہیں، جیسے ایک شخص بہت کھاتے تھے، ان سے کہا گیا کہ حدیث شریف میں ہے کہ پیٹ کے تین حصے کرنے چاہئیں ایک کھانیکا ایک پینے کا، ایک سانس کا تو کہنے لگے حدیث بالکل صحیح ہے میں ایک حصہ کھاتا ہوں اور پانی کے لئے چھوڑنے کی ضرورت نہیں وہ تو اپنا ٹھکانہ خود کرلیگا، اور سانس آئے یا نہ آئے یار کو اس کی پروانہیں۔

کیا کرایا ضائع ہونے کے تین سبب

ارشاد فرمایا کہ حضرت گنگوہیؒ سے کسی صاحب نے شکایت کی کہ اعمال کی رغبت نہیں ہوتی، پہلے ہوتی تھی اب ختم ہوگئی، اس پر حضرت قدس سرہٗ نے فرمایا کہ آدمی کا کیا ہوا جو ضائع ہوتا ہے، عامۃً اس کے اسباب تین ہوتے ہیں۔

(۱) ناجنس کی صحبت (۲) ناموافق غذا (۳) معصیت کا صدور

آپ دیکھ لیں ان میں سے جو بات ہو اس کی مکافات کی پوری کوشش کریں۔

ناجنس کا اثر اور حضرت رائپوریؒ کا علاج

پھر ارشاد فرمایا حضرت قدس سرہٗ نے کہ اول بات (ناجنس کی صحبت)

جیسے ایک طالب علم نومسلم تھے مظاہر علوم سہارنپور میں پڑھتے تھے، طلبہ عصر بعد تفریح کے لئے مرگھٹ اور قبرستان کی طرف جاتے وہاں مندر بھی ہے، ایک روز یہ بھی وہاں گئے ہوئے تھے، اس روز وہاں کچھ پنڈت ننگے ہردوار کی طرف سے آکر ٹھہرے ہوئے تھے، یہ نومسلم ان کے پاس بیٹھ گئے، بس ان کی حالت بگڑ گئی، اب نہ پڑھنے میں جی لگتا ہے نہ نماز میں دھیان ہے عجیب کیفیت ہوگئی، رات کو سونے کیلئے لیٹے تو ننگے پنڈتوں کی تصویر نظر آتی رہی، اور وہ کہتے رہے کہ تو کہاں چلا گیا، ہمارے ساتھ آجا یہی راستہ صحیح ہے، صبح کو اس نے حضرت شیخ الحدیث (مولانا زکریا صاحب نور اللہ مرقدہٗ) سے اس کا تذکرہ کیا ،حضرت نے ایک پرچہ لکھ کر دیا کہ یہ پرچہ رائپور حضرت مولانا عبدالقادر صاحبؒ کے پاس لیجاؤ، یہ پرچہ لیکر وہاں پہنچے اور پرچہ حضرت کو دیدیا، حضرت نے چند روز قیام کرنے کے لئے فرمایا، انہوں نے قیام کیا مگر فائدہ محسوس نہ ہوا اس لئے حضرت سے عرض کیا کہ میں تو

یہاں علاج کی غرض سے آیا ہوں اگر آپ کے پاس میرے مرض کا علاج ہوتو میں قیام کروں ورنہ خالی غذا کھانے کے لئے میں یہاں نہیں آیا، مجھے اجازت دیدیں؟ حضرت نے اول ناجنس کی صحبت سے بچنے کی بڑی تاکید کی اور وعدہ لیا کہ آئندہ کبھی ایسے ویسوں کے پاس نہیں بیٹھیں گے، پھر فرمایا کہ میں تو کچھ بھی نہیں، مگر دنیا میں بعض اللہ کے بندے ایسے بھی ہیں کہ اگر تمہارے قلب کی طرف ہاتھ سے یوں اشارہ کریں، تو تمہارا قلب جاری ہوجائے، بس اتنا کہتے ہی اس کا قلب فوراً جاری ہوگیا، اور پہلے کی طرح ذکر وشغل شروع کردیا، اور وہ کیفیت جو پنڈتوں کے پاس بیٹھنے سے پیدا ہوگئی تھی) ختم ہوگئی۔

صحبت ناجنس کا اثر بد اور اس کا علاج

یا مثلاً ایک صاحب بڑے ذاکر وشاغل تھے کسی مرتاض اور مجاہدات کئے ہوئے کافر کے پاس چلے گئے، اس کی صحبت سے ان کے قلب پر کافر لکھا گیا، اب ذکر کرتے ہیں، پاس انفاس کرتے ہیں، شغل کرتے ہیں لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوتا، یہ شکایت لیکر کسی بزرگ کے پاس پہنچے انہوں نے دوسرے بزرگ کے پاس بھیجد یا جو بان بٹا کرتے تھے، جب یہ صاحب ان کے پاس پہونچے، اور انہوں نے ان کو دور سے آتا دیکھا، تو ان کے قلب پر اس کی کیفیت منکشف ہوگئی، تو بان بٹتے بٹتے کہنے لگے، ارے تجھے کیا ہوا، ارے تجھے کیا ہوا، اور بان کو زور سے بٹنا شروع کیا، یہ کہتے کہتے ان کے قلب سے کافر مٹ گیا، اور جس طرح قلب پہلے جاری تھا، اسی طرح جاری ہوگیا۔

مشائخ کی شان میں گستاخی کا وبال

اسی طرح جس وقت حضرت گنگوہیؒ نے کوے کے حلال ہونیکا فتویٰ دیا اور وہ

شائع ہوا تو ایک بزرگ نے (جو یورپ کے علاقہ میں رہتے تھے) کہا کہ ہاں جی آج کوا حلال ہوا ہے، کل کو چیل بھی حلال ہو جائیگی، اتنا کہتے ہی ان کے قلب کی روشنی جاتی رہی، عبادت میں جو شرح صدر اور لگاؤ تھا وہ سب ختم یہ بڑے پریشان و متفکر ہوئے کہ یہ کیا ہو گیا، دوسرے بزرگ کے پاس پہنچے، اوران سے اپنا حال بیان کیا، انہوں کہا کہ تم نے کسی بڑی ہستی کی شان میں گستاخی کی ہے! انہوں نے کہا ایسا تو نہیں ہوا، ان بزرگ نے فرمایا، یاد کرو، شاید کسی کے بارے میں کچھ کہا ہو سوچ کر کہنے لگے کہ ہاں حضرت گنگوہیؒ کے فتویٰ کے بارے میں تو ایسا کہا ہے انہوں نے فرمایا کہ بس یہی بات ہے، اب تم کو گنگوہ جانا پڑے گا، اور حضرت گنگوہیؒ سے معافی مانگنی پڑے گی، اس پر وہ گنگوہ کے لئے فوراً روانہ ہو گئے، اور سہارنپور پہنچ کر خانی باغ کے قریب جو مسجد ہے اس میں آ کر سو گئے، خواب میں حضرت گنگوہیؒ تشریف لائے، اور فرمایا کہ میں نے معاف کیا، بس اسی وقت قلب جاری ہو گیا، اور وہی انشراح حاصل ہو گیا، جو پہلے حاصل تھا، اب گنگوہ جانے کی ضرورت بھی نہ سمجھی وہیں سے وطن واپس ہو گئے۔

اسباب مذکورہ بالا کا اثر

اس کے بعد حضرت قدس سرہٗ نے فرمایا، تو بھائی جب قلب ذکر کرتے کرتے صاف اور مجلی ہو جاتا ہے، تو اس پر ذرا سے گناہ کا بھی بہت اثر ہوتا ہے، جیسے کپڑا جتنا صاف ہوتا ہے، اتنا ہی اس پر دھبہ زیادہ محسوس ہوتا ہے، اس لئے صاف قلب پر ناجنس کی صحبت کا بہت جلد اثر ہوتا ہے، اس سے احتراز ضروری ہے، اور جب ناجائز غذا پیٹ میں پہنچتی ہے تو ذکر کی لذت اللہ کا دھیان ختم ہو جاتا ہے، بیٹھے بیٹھے باتیں کرتے رہتے ہیں، نماز کے اوقات کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی یا نماز پڑھتے ہیں تو قلب حاضر نہیں ہوتا، رہی معصیت سو وہ تو

ہے،ہی معصیت وہ اور خطرناک ہے اس سے اور زیادہ بچنے کی ضرورت ہے۔

اذکار واشغال میں فرق

ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ سہارنپور تشریف لائے ہوئے تھے، میں بھی وہاں تھا مجھ سے دریافت کیا کہ آج کل کیا اذکار واشغال ہیں میں نے عرض کیا کہ میں تو اذکار واشغال کا فرق بھی نہیں جانتا، تو فرمایا کہ جو چیز زبان سے متعلق وہ اذکار اور جو چیز دھیان سے متعلق وہ اشغال۔

ذکر میں جو لطف پہلے آتا تھا وہ اب نہیں آتا

حضرت مولانا معین الدین صاحب مرادآبادی مجاز حضرت شیخ الحدیث نوراللہ مرقدہٗ نے عرض کیا کہ حضرت ذکر میں جو لطف اور مزہ شروع شروع میں آتا تھا، وہ اب نہیں آتا تو ارشاد فرمایا کہ کورا گھڑا جب شروع شروع میں اس کے اندر پانی بھرا جاتا ہے تو اس میں سوں سوں کی آواز ہوتی ہے، بعد میں یہ آواز ختم ہوجاتی ہے، اسی طرح ذکر کا حال ہے، جب شروع کیا جاتا ہے، تو لطف اور مزہ محسوس ہوتا ہے، بعد میں جب ذکر قلب میں راسخ ہوجاتا ہے تو محسوس نہیں ہوتا۔

مراقبہ وغیرہ خوب ہے مگر رونا نہیں آتا

س:- مولانا نے عرض کیا کہ حضرت مراقبہ وغیرہ خوب کرتا ہوں مگر رونا بالکل نہیں آتا، گریہ طاری نہیں ہوتا؟

ج:- تو ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہٗ کا معاملہ اپنے بندوں کے ساتھ مختلف ہے

کسی کے رونے پر خوش ہوتے ہیں تو کسی کے رونے پرنہیں ہنسنے پر خوش ہوتے ہیں، اسلئے پریشان کیوں ہوتے ہو، انشاءاللہ اس کی رضا حاصل ہے، تو پھر گھبرانے کی کیا بات ہے۔

چور کو بھی بُرا نہ کہا جائے

ارشاد فرمایا کہ حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا کہ چور کو بھی برا نہ کہا جائے نہ اس کے حق میں بددعا کیجائے، نہ قیامت میں اس سے مواخذہ کی نیت رکھے، بلکہ صبر کرے معاف کردے، حق تعالیٰ شانہٗ اس سے نہایت بلند درجات عطا فرماتے ہیں۔

غذا کے اثرات

س:-حضرت عالم میں فساد اور بگاڑ کا سبب کیا ہے؟

ج:-جیسی غذا ہوگی ویسے ہی اثرات پیدا ہوں گے، عموماً لوگوں کی نظر غذا پرنہیں ہوتی کہ حرام ہے یا حلال ہے، غذا حلال ہو تو انشاءاللہ بگاڑ نہ ہو۔

مصارف سے مداخل کا اندازہ

ارشاد فرمایا کہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا ہے لوگو! میں تمہارے مصارف (خرچ) کو دیکھ کر تمہارے مداخل (آمدنی) کا حال معلوم کر لیتا ہوں، اگر دیکھتا ہوں کہ تمہارا پیسہ صحیح جگہ خرچ ہوا ہے تو میں سمجھ جاتا ہوں کہ صحیح اور حلال طریقہ پر کمایا گیا تھا، اگر دیکھتا ہوں کہ غلط اور ناجائز امور میں خرچ ہو رہا ہے، تو سمجھتا ہوں کہ اس کو حرام اور ناجائز طریق سے کمایا گیا تھا، کہا گیا ہے[۱]: مال حرام بود بجائے حرام رفت)

[۱] مال حرام تھا حرام جگہ چلا گیا ۱۲۔

سورۂ فتح کی تلاوت کسی خاص نماز کے بعد

سوال کیا گیا کہ سورۂ فتح کی تلاوت کس نماز کے بعد کی جائے تو ارشادفرمایا کہ جس نماز کے بعد چاہیں تلاوت کرلیں، تلاوت عبادت ہے جب اور جس وقت اس کیلئے انشراح ہواس میں مشغول ہوجانا چاہئے۔

ذکر الٰہی سے غفلت موت سے بدتر

ارشادفرمایا کہ انتقال کی تعبیر کبھی غفلت سے دیجاتی ہے، چنانچہ ایک مرید اپنے شیخ کی زیارت کیلئے چلے راستہ میں ایک درخت کے نیچے آرام کیا جانوروں کی بولی سمجھتے تھے، اس درخت پر دو چڑیں تھیں، ایک نے دوسری سے کہا، حسرت اس مسافر کے حال پر اس واسطے کہ یہ اپنے شیخ سے ملنے جارہا ہے، اور وہاں شیخ کا انتقال ہو چکا ہے، اس نے سن لیا مگر اپنے ارادہ سے باز نہ آیا، سفر جاری رکھا اور شیخ کے مکان پر پہنچا، تو دیکھا کہ شیخ زندہ صحیح سلامت بیٹھے ہیں، ملاقات کے بعد کہا کہ حضرت ایسا زمانہ آ گیا کہ جانور بھی جھوٹ بولنے لگے اور چڑیوں کا واقعہ بیان کیا تو شیخ نے کہا کہ انہوں نے سچ کہا میں اس روز ذکر الٰہی سے غافل تھا، جو میرے لئے موت ہے، بلکہ موت سے بدتر ہے۔

جھوٹ سے احتراز کی تدبیر

ایک صاحب جن کو جھوٹ بولنے کی عادت تھی، انہوں نے حضرت سے اس کا تذکرہ کیا تو ارشادفرمایا کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ آدمی جھوٹ بولتا ہے، تو فرشتہ اس کی بدبو سے ایک میل دور چلا جاتا ہے (رواہ الترمذی مشکوٰۃ شریف ج ۲ رص ۴۱۳) ذرا

غور کریں کہ خالق جل شانہٗ کو تو جھوٹ کا علم ہے ہی اگر کسی طرح مخلوق کو بھی پتہ چل جائے تو کیسی رسوائی ہو، ذلت ہو، بے عزتی ہو، خالق ومخلوق دونوں اس سے ناراض، پس ایسا کام آدمی کیوں کرے جو ہر دو کی ناراضگی کا سبب ہو۔

بدگمانی کا علاج

ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت لوگوں کے گناہوں کو دیکھ کر خصوصاً جبکہ وہ اہل علم ہوتے ہیں، ان سے بدظنی ہوجاتی ہے، ان کی حقارت ذہن میں جم جاتی ہے، خیال ہوتا ہے کہ یہ لوگ اہل علم ہونے کے باوجود کیسے گناہ کررہے ہیں، اس پر ارشاد فرمایا کہ یہ خالص تکبر کی علامت ہے، (اس واسطے کہ تکبر کی حقیقت اپنے کو بڑا سمجھ کر دوسروں کو حقیر سمجھنا ہے) سوچنا چاہئے کہ میں بھی گنہگار ہوں اور جب حق تعالیٰ شانہٗ میرے گناہوں کو معاف فرمائیں گے، ان کے گناہوں کو بھی معاف فرمادیں گے، اور جس کو اپنے گناہوں کی فکر ہوتی ہے، وہ دوسروں کے گناہوں کی طرف توجہ نہیں کرتا۔

جس کا رہبر نہ ہو اس کا رہبر شیطان ہے

ارشاد فرمایا کہ جب انسان کا کوئی رہبر نہیں ہوتا تو شیطان اس کا رہبر بن کر طرح طرح کی باتیں سمجھاتا ہے جیسے ایک صاحب مسجد میں معتکف تھے، وہاں کسی روز لوگوں کو پاخانہ کی بدبو محسوس ہوئی، اس کا سبب تلاش کیا گیا تو معلوم ہوا کہ معتکف صاحب نے جیب میں بلی کا پاخانہ رکھ رکھا ہے، اس کو سونگتے رہتے ہیں، ان سے اس کی وجہ معلوم کی گئی، تو کہنے لگے کہ بھئی نفس کے خلاف کرنا چاہئے، نفس جب خوشبو مانگتا ہے تو اس کے خلاف کرکے اس کو بدبو سنگھانی چاہئے، دیکھئے رہبر نہ ہونیکی بنا پر انہوں نے جو نماز پاخانہ کو ساتھ

رکھ کر پڑھیں وہ ضائع کیں، اور مسجد میں نجاست رکھنے کا گناہ علیحدہ سرلیا۔

بعد تربیت مرید کا امتحان

ارشاد فرمایا کہ ایک بزرگ نے اپنے مرید کی تربیت کی اور بعد تربیت دوسرے بزرگ کے پاس بھیجا تا کہ وہ اس کا امتحان لیں، یہ مرید چند روز وہاں رہا جب واپس آیا تو اسکے متعلق ان بزرگ نے رائے قائم فرمائی، کہ یہ لغو گو ہے، چند روز کے قیام میں اس سے ایک بات پوچھی تھی کہ تمہاری شادی ہوگئی، یا نہیں؟ اس نے جواب دیا کہ جی ہاں ایک بچہ بھی ہے، سوال صرف شادی کے متعلق تھا اس نے ایک بچہ بھی بتا دیا اسی بنا پر اس کو لغو گو کہا۔

اہتمام اعتکاف

س:- کیا اعتکاف کا اہتمام حضرات صحابہ کرامؓ سے ثابت ہے؟

ج:- اولاً تو جو چیز مقصود اعتکاف ہے وہ حضرات صحابہ کرام کو چلتے پھرتے مشاغل میں مشغول رہنے کے باوجود بھی حاصل تھی، آج وہ چیز اعتکاف سے بھی بمشکل حاصل ہوتی ہے، تاہم ان حضرات سے اعتکاف کا اہتمام ثابت ہے، (مسلم ج ۱/ ص ۳۷۰/ پر ہے کہ) حضور اقدس ﷺ نے رمضان شریف کے پہلے عشرہ کا اعتکاف کیا آپ کے ساتھ حضرات صحابہ کرامؓ نے بھی اعتکاف کیا، پھر دوسرے عشرہ کا اعتکاف کیا، پھر فرمایا کہ میں نے پہلے عشرہ کا اعتکاف شب قدر کی تلاش میں کیا تھا، پھر دوسرے عشرہ کا اعتکاف بھی اسی واسطے کیا، پھر مجھے کسی بتانیوالے نے بتایا کہ وہ آخری عشرہ میں ہے، اسلئے آخری عشرہ کا اعتکاف کرنا ہے، جن حضرات نے میرے ساتھ اعتکاف کیا ہے وہ اخیر عشرہ

کا بھی اعتکاف کریں، چنانچہ اخیر عشرہ کا اعتکاف فرمایا، صحابہ کرام نے بھی آپکے ساتھ اعتکاف کیا ہے، نیز (بخاری ج۱ ص۲۷۲ - اسی طرح مسلم ج۱ ص۳۷۱ سے معلوم ہوتا ہے) کہ ازواج مطہرات کیلئے بھی خیمے لگائے گئے[۱] نبی کریم ﷺ کے بعد بھی ازواج مطہرات کا (اپنے اپنے مکانوں میں) اعتکاف کرنا منقول ہے (حوالہ بالا) اسی طرح حضرت عبداللہ بن انس رضی اللہ عنہ صحابی جنگل میں رہتے تھے، رمضان شریف کی تیئسویں شب میں اعتکاف کرنے کے لئے مدینہ طیبہ آتے، اور بائیسویں روزہ کو عصر بعد مسجد نبوی میں داخل ہوتے، رات بھر اعتکاف کرتے، صبح کو نماز پڑھ کر مسجد سے نکلتے، تو اپنی سواری کو مسجد کے دروازے پر پاتے اس پر سوار ہوکر گھر آجاتے (کذافی مشکوٰۃ ج۱ ر ص۱۸۲) علاوہ ازیں قرآن پاک میں سے "**ولاتباشروهن وانتم عاكفون في المساجد**" حالت اعتکاف میں بیوی سے مباشرت نہ کرو، اس میں **انتم** اپنے اندر عموم رکھتا ہے، خطاب عام ہے جس میں سب داخل ہیں، اس سے بھی اعتکاف کی اہمیت بخوبی ظاہر ہے فقہاء بھی عورتوں کیلئے مسجد بیت میں اعتکاف کو مستحب لکھتے ہیں، اس کی مقدار بھی بتاتے ہیں، کہ ایک ساعت ہے مثلاً نماز کے لئے مسجد میں آئے تو اعتکاف کی نیت کرلے۔

مقصد اعتکاف کیا ہے

س:- اعتکاف کس کے لئے ہوتا ہے، یکسوئی کیلئے یا عبادت کیلئے

[۱] گو اس کو نبی علیہ السلام نے گوارہ نہ فرمایا اس بنا پر کہ آپ کو ان کے غیر مخلص ہونیکا اندیشہ ہوا یا بوجہ غیرت کے کہ مسجد میں مرد بھی ہوں گے منافق دیہاتی سبھی قسم کے لوگ آئینگے پھر حاجات بشریہ کیلئے انکا خروج بھی ہوگا یا اس بنا پر کہ آپ کا ان کے ساتھ مسجد میں ہونا مقصد اعتکاف تخلی عن الدنیا والازواج کو فوت کردیگا ۱۲ نووی شرح مسلم ج۱ ر ص۳۷۱

ج:- یکسوئی کے ساتھ کثرتِ عبادت کیلئے ہوتا ہے!

س:- موصوف نے عرض کیا یکسوئی کا کیا مطلب ہے؟

ج:- یہ نہ ہو کہ فلاں کام کرنا ہے فلاں جگہ جانا ہے فلاں سے ملنا ہے، یعنی وہ وقت عبادت ہی کے لئے فارغ ہو: ؏

میں ہوں اور یاد میرے رب کی

ریا کے اندیشہ سے ترک عمل

ایک صاحب سے فرمایا کہ ریا کاری کے خوف سے عمل ترک نہ کرنا چاہئے، یہ شیطان کا دھوکا ہے، شیطان انسان کو طرح طرح سے بہکاتا ہے، کبھی اعمال میں ریا اور دکھاوا پیدا کر کے، ضائع کرتا ہے، اللہ کی یاد سے غافل کرتا ہے، کبھی دکھاوے کے اندیشہ سے ترک عمل کرا دیتا ہے اس پر مجبور کرتا ہے، لہٰذا اس خیال سے عمل ترک نہ کرنا چاہئے کہ یہ بھی شیطان کا مکروفریب ہے۔

ذکر جہری اور سری

س:- یہاں کشمیر میں اونچی آواز سے ذکر کرنیکا رواج ہے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ غلط ہے، سری کرنا چاہئے، بعض کہتے ہیں کہ جب اسلام یہاں آیا تو خانقاہی لائن سے آیا، مسجدوں کی لائن سے نہیں، اور بزرگوں نے زور سے ہی اس وقت ذکر کرنے کو کہا ہے، یہاں سب نومسلم تھے تاکہ ان کو یاد ہو جائے۔

ج:- حضرت شاہ عبدالرحیم ولایتی رحمۃ اللہ علیہ ایک پہاڑی پر بیٹھ کر ذکر کیا کرتے تھے، دور، دور تک ان کی آواز جاتی تھی، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اپنی اخیر

حیات تک ذکر جہری کرتے تھے، حجرے کا کواڑ بند کر دیتے تھے، کوئی شخص باہر دروازے پر ہوتا تو اس کو آواز سنائی دیتی تھی، حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ جب تک صاحب فراش نہیں ہوئے تھے، اس وقت تک ذکر جہری کرتے تھے۔

ذکر، جہری، سرّی، انفرادی، اجتماعی، سب جائز ہے، لیکن جو طریقہ یہاں فرض نماز کے بعد فوراً ذکر کا دیکھا وہ صحیح نہیں، البتہ اس کو نیچی نظر سے حقارت سے دیکھنا یہ غلط ہے، کل ایک صاحب نے کہا کہ اس کو منع نہ کرنا فساد ہو جائیگا، گویا اتنا لازمی سمجھتے ہیں۔

جو چیز کسی وقتی مصلحت کے لئے کسی بزرگ نے شروع کی جو کتاب وسنت سے ثابت نہیں، اور فی نفسہ اس میں کوئی خرابی بھی نہیں، اور پھر وہ مصلحت ختم ہوگئی، تو اس چیز کو دوام دینا، اور اس کے ساتھ منصوص جیسا معاملہ کرنا، غلط ہے، التزام مالا یلزم ہے، جو چیز فی نفسہٖ مندوب ہو (واجب نہ ہو) اس کے ساتھ التزام کا معاملہ کرنا کہ اس کے ترک کو ترک واجب سمجھنا یہ غلط ہے، علاج کو علاج کی حد تک رکھنا چاہئے۔

حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے والد مولانا محمد اسمٰعیل صاحبؒ نے فرمایا کہ مجھے اشغال سے مناسبت نہیں، میں اورادِ مسنونہ سے علاج کرتا ہوں۔

فرمایا آپ کو تو احسان حاصل ہے، آپ کو ان چیزوں کی حاجت نہیں، ایک ہوتا ہے، علاج، علاج کیلئے تجربہ کافی ہوتا ہے، کہ تجربہ سے وہ مفید ثابت ہو، بشرطیکہ ایسی چیز سے ہو کہ شرعاً اس کی ممانعت نہ ہو، اگر شرعاً ممانعت نہیں ممانعت کی کوئی دلیل نہیں تو اس علاج میں کوئی حرج نہیں، مثلاً ایک شخص کو خارش ہوگئی، پھنسیاں نکل آئیں، تو ایسی دوا دیتے ہیں جو مادے کو پکائے تاکہ نکلنے کے قابل ہو، پھر اس پر مسہل دیا جاتا ہے، تاکہ صفائی ہو، اور جو خشکی پیدا ہوگئی ہے، اس کو اعتدال پر لایا جاتا ہے، اس قسم کی دوائی دی جاتی ہے، اسی طرح ذکر کی ضربیں علاجاً لگائی جاتی ہیں، تعبدی طور پر نہیں لگائی جاتیں۔

اورحالات کے اعتبار سے کسی کے لئے ذکر جہری تجویز کرتے ہیں اور کسی کے لئے سرّی تجویز کرتے ہیں، پہلے حضرات کا دماغ بھی قوی ہوتا تھا، ضربیں بھی زور سے لگاتے تھے، دورتک آواز جاتی تھی، آج کل لوگ ضعیف ہیں کمزور ہیں، زیادہ زور سے ذکرکریں گےتو پانچ سات روز میں دماغ میں خشکی پیدا ہوجائے گی، نہ جانے کیا کیا کہنے لگیں گے اسی وجہ سے ایسے مجاہدات اب نہیں کرائے جاتے، اورذکر کی ضربیں بھی زیادہ زور سے نہیں لگواتے۔

نیز یہ خانقاہ اورمسجد کو الگ الگ کرنا بڑی غلطی ہے کہ خانقاہی لائن یہ ہے اورمسجد کی لائن یہ ہے، اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم کہاں رہتے تھے؟

وہ سب مسجد نبوی کے چبوترے پر رہتے تھے، وہ تو سب خانقاہی لائن کے تھے۔

غنا سے مراد

س:-غنا کا لفظ استعمال ہوتا ہے، غناء باطن سے کیا مراد ہے؟

ج:-قلب کا مستغنی ہونا مراد ہے!

س:-کن چیزوں سے مستغنیٰ ہونا؟

ج:-اس کے درجات ہیں، اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ ہر چیز سے مستغنی ہوجائے

س:-یکسوئی کی حقیقت کیا ہے؟

ج:-قلب کا یہ حال نہ ہو اِدھر گیا اُدھر گیا، اس کے انتظار میں بیٹھا، اس کے انتظار میں بیٹھا!

س:-کیا امور مدرسہ یکسوئی کی منافی ہیں؟

ج:-نہیں قلب مالک الملک کی طرف متوجہ رہے، ہر چیز کے متعلق اسی سے

امیدیں وابستہ رہیں، فلاں جگہ سے ملے گا فلاں جگہ سے ملے گا یہ نہ ہو۔

ناجنس کا اثر

س:- ناجنس میں غیر مسلم ہے، چلتے پھرتے سادھو سامنے آئے تو کیا اس سے متأثر ہونیکا خدشہ ہے، اگر وہ اثر ڈالے تو ہوسکتا ہے؟

ج:- سہارنپور مدرسہ مظاہر علوم کا سالانہ جلسہ تھا، فارغ ہوکر مہمان اپنے اپنے گھروں کو جارہے تھے، اسٹیشن پر ایک صاحب جو حضرت سہارنپوری کے مرید تھے، وہ بھی گاڑی میں بیٹھے، دیکھا کہ قریب میں ایک سادھو بیٹھا ہوا ہے، سادھو نے پوچھا یہ بھیڑ کیسی ہے؟ بتلایا کہ یہاں ایک بزرگ ہیں، مولانا خلیل احمد صاحبؒ، لوگ دور دور سے انکی زیارت کو آئے تھے اب واپس جارہے ہیں، اس نے سر نیچے جھکا لیا، تو ان پر اثر پڑنا شروع ہوا، دل گھبرا رہا ہے، اور یہ حیران کہ یہ گھبراہٹ ہے کیوں، جنگل نہیں آبادی ہے، تنہائی نہیں بھیڑ ہے، انہوں نے تصور کیا کہ حضرت سہارنپوریؒ پاس کھڑے ہیں، فرمارہے ہیں، کہ پڑھو حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْل، زبان بے حس ہوچکی تھی، دل دل سے پڑھنا شروع کیا بس جیسے بادل پھٹتا چلا جاتا ہے، اس طریقہ پر دل سے وہ گھبراہٹ دور ہوتی گئی، اس نے سر اُٹھایا اور کہا واقعی تمہارے گرو بڑی قوت کے آدمی ہیں، اس نے کہا بس اتنا ہی زور تھا، (یہ تذکرۃ الخلیل میں لکھا ہے)

حضرت شاہ عبدالقادر سناتے تھے کوہِ منصوری پر صبح کے وقت ذکر کے بعد ٹہلنے جاتے تھے، دور سے ایک سادھو نظر پڑا، اس نے حضرت کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو ایسا لگا جیسے بندوق کی گولی لگتی ہے، حضرت نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ ہمیں نہیں چاہئے، رات تک اس کا اثر قلب پر رہا۔

بیعت کس سے ہوں؟

بیعت اس سے ہونا چاہئے جو قریب رہتا ہو، تاکہ اپنے حال احوال کی اطلاع دیتا رہے، کراچی میں میرے ایک چچا ہیں، انہوں نے بیعت کیلئے کہا، میں نے ان سے کہا کہ بھئی اگر برکت کے لئے سلسلے میں داخل ہونے کے لئے بیعت ہونا ہے تو میں ابھی بیعت کر لیتا ہوں، اور اگر واقعی کچھ کام کرنا ہے قلب کی صفائی منظور ہے تو فلاں فلاں یہ حضرات موجود ہیں، مان لی انہوں نے بات۔

حضرت گنگوہیؒ کے ایک مرید

دیوبند اور گاگلہیڑی کے درمیان میں ایک جگہ ہے ماہی کوٹہ (دیوبند سے سہارنپور جاتے ہوئے، جس جگہ ریل کی پٹری آتی ہے، اس کی سیدھ میں) دو گاؤں ہیں، ایک کا نام ہے ماہی، دوسرے کا کوٹہ، دونوں کو ایک ساتھ بولتے ہیں ماہی کوٹا، وہاں ایک شخص تھے، شاہ جی ان کو بولتے تھے، نام ان کا تھا عبدالحمید، بوڑھے آدمی جمعہ پڑھنے سہارنپور آتے تھے، اور جب جوان تھے حضرت گنگوہی حیات تھے، تو جمعہ پڑھنے گنگوہ جاتے تھے، میں بھی گیا ان کے گاؤں میں، رات کا وقت چھت پر چارپائی تھی، وہاں پر قریب میں شاہ جی بھی تھے، میں نے کہا، شاہ جی! تم حضرت گنگوہیؒ سے مرید ہوئے تھے؟ کہا ہاں ہوا تھا، میں نے کہا کوئی بات سناؤ حضرت کی؟

کہا کیا سناؤں، بات، میں مرید ہوا، مرید ہو کر یہاں آیا، مجھے سانگ دیکھنے کا بہت شوق تھا، سانگ کی بگڑی ہوئی صورت سینما ہے (پہلے شادیوں میں سانگ ہوتے تھے) اور وہ جو سامنے گاؤں نظر آرہا ہے، اس میں شادی تھی، سانگ تھا، میں رات کو اسی جگہ

پراس چھت پر لیٹا سامنے جو مجھے سانگ معلوم ہوا تو میں نے ارادہ کیا کہ مجھے چلنا چاہئے، دیکھنے کے واسطے، زینے سے اتر جاؤں تو نیچے صحن میں باپ موجود، وہ کہیں گے کہاں جارہاہے، اس وقت ایک کڑی باہر نکلی ہوئی تھی لمبی سی، میں نے سوچا اس کو پکڑ کر لٹک جاؤں، اور نیچے کود جاؤں، چنانچہ میں وہاں آیا اور دونوں ہاتھ ملاکر کڑی پر ڈال دیئے، پیر لٹکایا، بس لٹکا تھا کہ دل پر ایک دھکا سا لگا کہ حضرت کے ہاتھ پر توبہ کر کے آیا اور سانگ دیکھنے جارہاہوں، بس جو پیر میرے لٹک گئے تھے، وہ بجائے نیچے لٹکنے کے اوپر کو ہی آ گئے، اٹھ کر چارپائی پر پڑ گیا، اور استغفار پڑھتا رہا، تھوڑی دیر بعد پھر خیال آیا تو اپنے پیر نیچے لٹکانے کی نوبت نہیں آتی، بس ہاتھ لگائے، خیال آیا کہ توبہ کر کے آیا تھوڑی دیر بعد پھر خیال آیا، یہاں تک ہوا کہ ہاتھ بڑھاؤں پیچھے ہٹاؤں، ہاتھ بڑھاؤں پیچھے ہٹاؤں، اسی طرح ہوتا رہا، کہ صبح کی اذان ہوگئی، پھر میں نے لاحول پڑھی، اس کے بعد سے آج تک کبھی جی میں خیال تک نہیں آیا کہ سانگ دیکھنا چاہئے۔

کشف قبور

ارشاد:- حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ اور بعض دوسرے حضرات نے کشف قبور کیواسطے کچھ طرق لکھے ہیں۔

س:- ان حضرات نے کس مقصد سے یہ طرق لکھے ہیں؟

ج:- ان کا مقصود تو بہ ظاہر استفادہ ہے، میت سے استفادہ اسی وقت ہوتا ہے، جب کہ اس سے عقیدت بھی وابستہ ہو۔

س:- عقیدت یہی کہ بزرگ تھے، اللہ کے خاص بندے تھے؟

ج:- ہاں یہی عقیدت، اور ہر کس وناکس کے متعلق یہ طے کرنا کہ یہ اللہ کے

مقبول اور خاص بندے تھے یہ بھی تو غلط ہے۔

ایک مخنث کی مغفرت

ایک جنازہ لے جایا جارہا تھا، تین آدمی اسکے پائے اُٹھائے ہوئے ہیں، اور چوتھا پایا ایک عورت نے اُٹھا رکھا ہے، ایک صاحب آ گئے، اس عورت سے پوچھا کیا بات ہے؟ یہ کس کا جنازہ ہے؟ کہا میرے بیٹے کا جنازہ ہے! لوگ اس کو بہت ہی حقیر وذلیل سمجھتے تھے، اس واسطے کہ وہ مخنث تھا، اسلئے اس کے جنازہ کے لئے چار آدمی بھی نہیں ملے، لہٰذا میں نے چوتھا پایا پکڑ رکھا ہے، اس نے کہا تو ہٹ جا، اور خود چوتھا پایا پکڑ لیا، قبر تک ساتھ گیا، دفن میں شریک رہا، خواب میں دیکھا کہ ایک بڑا عالیشان محل ہے، عمدہ قسم کا تخت بچھا ہوا ہے، وہ بیٹھا ہوا ہے، اس نے اس سے پوچھا کہ تو وہی ہے جس کے متعلق تیری ماں نے یہ بتایا تھا؟ کہا ہاں! وہی ہوں، کہا تیرے ساتھ یہ معاملہ کیسے ہوا؟ کہا کہ بس لوگ مجھے گالیاں دیتے تھے، برا بھلا کہتے تھے، حقیر ذلیل سمجھتے تھے، میں نے کسی کی بات کا جواب نہیں دیا، اس بناء پر اللہ تعالیٰ نے میرے سارے گناہ معاف کر دیئے۔

حضرت تھانویؒ کا ارشاد

حضرت تھانویؒ کی تحریر میں ہے، کہ اگر کسی بڑے سے بڑے متبع سنت مقتدا کا انتقال ہوتا ہے، تو دل میں یہ ڈر لگتا ہے، کہ خدا جانے کس بات پر پکڑ ہو جائے، اور جب کسی بڑے سے بڑے فاسق فاجر کا انتقال ہوتا ہے تو خیال آتا ہے، کہ پتہ نہیں کس بات پہ مغفرت ہو جائے، اس کے لئے کوئی ضابطہ تھوڑا ہی ہے، دنیا میں (جس کا وہ پابند ہو)

سرسید احمد خاں صاحبؒ کی تاریخ وفات

سرسید احمد خاں کا جب انتقال ہوا ایک صاحب نے تاریخ وفات کہی غُـفِـرَ لَـهٗ حضرت شیخ الہندؒ کو اطلاع ملی تو فرمایا غُفِرَ لَهٗ یَاهَلُ غُفِرَ.

قبر سے فیض

س:- ایک صاحب کا حیدرآباد سے خط آیا تھا، کہ یہاں ایک مزار ہے اس پر جایا کروں تا کہ فیض ہو؟

ج:- میں نے لکھا کہ آپ مزار پر جایئے، سنت کے مطابق سلام کر کے ٹھہر جایئے قرآن شریف پڑھ کر ایصال ثواب کیجئے، دعائے مغفرت کر لیجئے، ان کیلئے بھی، بس آپ کی اور ہماری استعداد اتنی ناقص ہے کہ زندہ بزرگ کے سامنے بیٹھ کر استفادہ کرنا مشکل ہوتا ہے، خدا جانے وہاں گر وگھنٹال آپ کو کیا پڑھا دے گا، سمجھا دیگا، آپ سمجھیں گے کہ صاحب قبر سے فیض ہو رہا ہے، آپ کے پاس خود استعداد نہیں۔

فقہاء نے ادلۂ شرعیہ جو بیان کئے ہیں، وہ کتاب وسنت، اجماع، قیاس، ہیں، کشف وغیرہ نہیں۔

امام ابوحنیفہؒ کا کشف

امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں کشف کا واقعہ مشہور ہے کہ جو شخص وضو کرتا اس کے وضو کے پانی کو دیکھ کر بتلاتے کہ اس نے ایسے گناہ کئے ہیں، چونکہ وضو سے گناہ دھلتے ہیں۔

اس مجلس میں کون چشتی ہے؟

ارشادفرمایا کہ حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ نے ایک مرتبہ سلسلہ ذکر مریدین جاری فرمایا اور گردن جھکائے ہوئے، مریدین پر توجہ ڈال رہے تھے، گردن اٹھا کر فرمایا کہ اس مجلس میں کون چشتی ہے، تو ایک شخص نے اٹھ کر کہا، کہ حضرت یہ خادم ہے، فرمایا کہ ہاں ہاں میں بھی سوچ رہا تھا کہ میری توجہ کیوں واپس لوٹ رہی ہے، اور کیوں قبول نہیں کررہا ہے

مقام مرزا جان جاناںؒ

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ نے فرمایا، کہ مجھ کو روئے زمین کا کشف حاصل ہے، تمام روئے زمین میرے سامنے مثل خطوط کف دست ہے، آج مرزا مظہر جان جاناں سے اونچا کوئی شخص نہیں۔

ذکر سماع سے کم نہیں

ارشادفرمایا، کہ حضرت مولانا ظفر احمد صاحبؒ بیعت تھے، حضرت سہارنپوریؒ سے ایک مرتبہ عرض کیا کہ حضرت سماع سننے کو جی چاہتا ہے، تو حضرت سہارنپوریؒ نے فرمایا کہ میاں ظفر احمدؒ تمہارا ذکر سماع سے کیا کم ہے۔ ؎

گرہوست کشد کہ بہ سیر سرو وسمن درآ
توزغنچہ کم نہ دمیدئی در دل کشابہ چمن درآ[1]

[1] اگر تم کو سرو وسمن کی سیر کی خواہش ہو، تو خود غنچہ سے کم نہیں ہے دل کا دروازہ کھول کر چمن کی سیر کر۔

مولانا ظفر احمد صاحبؒ کا خواب اور اجازت

حضرت سہارنپوریؒ کا سفر حجاز پیش آیا، اس درمیان مولانا ظفر احمد صاحبؒ نے کوئی خواب دیکھا جسکا حاصل یہ تھا کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ سے عرض کیا کہ دعا فرمائیں، کہ اللہ تعالیٰ مجھے صاحب نسبت کردیں، انہوں نے فرمایا کہ نسبت تو تم کو حاصل ہے، اگر اصلاح اخلاق چاہتے ہو، تو اپنے ماموں کی طرف رجوع کرو، چنانچہ رجوع کیا پھر کچھ مدت بعد حضرت تھانویؒ نے ان کو اجازت بھی مرحمت فرمادی حضرت تھانویؒ اس خواب پر فرماتے تھے، کہ افسوس کہ مردوں میں بھی بدنام ہوں۔

گنگوہ کے تالاب پر "اِلَّا اللّٰہ" کی ضربیں

ارشاد فرمایا کہ عید الفطر کے تیسرے دن گنگوہ سے واپس تشریف لاکر کہ حضرت قطب عالم مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی خانقاہ کے بازو کا جو تالاب ہے، وہ اس زمانہ میں آج سے دوگنا تھا، اس میں صبح ہی صبح تہجد کے وقت دھوبی کپڑے دھویا کرتے تھے، اور کپڑوں کو چھانٹے ہوئے، کپڑا اُٹھا کر کہتے تھے، **لاالٰــہ** اور کپڑے کو زور سے نیچے مار کر کہتے تھے **الا اللّٰہ** اس طرح تمام دھوبی **لاالـہ الا الـلّٰـہ لااله الااللّٰه الا اللّٰه الااللّٰه الااللّٰه** کی زور سے ضربیں ایسی لگاتے تھے، کہ رات کے اندھیرے میں دومیل دور تک یہ آواز جاتی تھی، اور سہارنپور سے آنے والے (بیل گاڑیوں اور بہلیوں میں) اس کو سنا کرتے تھے۔

حضرت تھانویؒ کا ایثار اور اصول کی پابندی

ارشاد فرمایا کہ بس آج کل لوگوں کا حال یہ ہوگیا ہے کہ اس طرح بیٹھے رہتے ہیں

جس طرح ان کے شیخ بیٹھے رہتے ہیں، بات اس طرح کرتے ہیں، جس طرح ان کے شیخ بات کرتے ہیں، ایک صاحب کے پاس میں نے بہت موٹی کاپی اصلاحی دیکھی ان احوال کو جو وہ اپنے شیخ کو لکھتے تھے، وہ کہہ رہے تھے کہ سب سے پہلے میں نے اپنے شیخ کی لاٹھی کو اختیار کیا، لوگ حضرت تھانویؒ کی ڈانٹ ڈپٹ کو تو اختیار کرتے ہیں، لیکن جو حضرت کے اندر ایثار کا مادہ تھا، ہر ایک کی حیثیت کی شناخت کا مادہ تھا، اس کے پاس بھی نہیں جاتے، ایک صاحب لمبا سفر کر کر کے آئے، انہوں نے پہلے آنے کی اجازت نہیں مانگی تھی، حضرت نے ان کو واپس کر دیا، تین روز بعد فرمایا، کہ مجھے تین روز سے نیند نہیں آئی، اس صدمہ سے کہ اس شخص نے کتنا پیسہ خرچ کیا، اور کتنا وقت صرف کیا، اور اس نے کتنی محنت کی پہلے خط کے ذریعہ سے اجازت مانگ لیتا تو کیا اچھا ہوتا، اس کی خاطر میں نیند نہیں آئی، اور اپنے اصول کے اتنے پابند کہ اس کو واپس کر دیا، کاپی میں یہ بھی تھا کہ جب حضرت کو خط لکھا تو اس میں ان کے اہل وعیال کو بھی سلام لکھ دیا، پس اس کے اوپر گرفت ہوئی، کیا یہ اپنے شیخ کے ساتھ بے ادبی اور گستاخی نہیں ہے، میں نے کہا بس تمہاری اصلاح یہیں ہوگی، جتنے خطوط اصلاحی لکھتے تھے، اور اس کے جوابات اس میں نقل تھے۔

کیا سفر معصیت کی موت شہادت ہے؟

عرض: - ایک بزرگ نے فرمایا کہ چونکہ سفر کی موت شہادت ہے اس لئے اگر سفر معصیت ہو اور سفر میں موت آ گئی، تو شہادت کا مرتبہ ملے گا، اگر چہ اسے سفر معصیت کا گناہ بھی ہوگا، انہوں نے مجھ سے دریافت فرمایا تھا کہ اس سلسلہ میں کوئی فقہی جزئیہ ہے؟ تو میں نے لاعلمی ظاہر کر دی تھی، لیکن میں شامی میں تلاش کرنے لگا، تو اس انداز کی بات اس میں ملتی ہے، حضرت والا اس پر کیا فرماتے ہیں؟

ارشاد:- اللہ کی بخشش تو بہت وسیع ہے ،ایک شخص زنا کررہاہے ، اور زنا کی حالت میں اس پر چھت گر پڑی ، وہ شہید ہے۔

ایمان رأس العبادات ہے یا نماز

س:- اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان سے عبادت طلب کی ہے،اور عبادات میں رأس العبادات نماز ہے، جو بلا ایمان کے مقبول نہیں،اس لئے سوچنے کے بعد ایسا سمجھ میں آتا ہے کہ نماز ہی مقصود بالذات ہے اور ایمان شرائط صحتِ صلوٰۃ میں سے ہے، بار بار یہی سمجھ میں آتا ہے ،اور کبھی کبھی اس سے الجھن پیدا ہوتی ہے ، کہ تمام محققین نے تو ایمان کو رأس العبادات لکھا ہے،اور نماز کو عبادت بدنی قرار دیا ہے، حضرت نانوتویؒ فرماتے ہیں کہ نماز انقیادِ کامل ہے؟

ج:- کچھ نہیں یہ سب کچھ نہیں، بس جس طرح حق تعالیٰ فرمادیں اس طرح کرنا چاہئے ، کیا چیز مقصود ہے کیا چیز مقصود نہیں ، اس سے بحث ہی نہیں ، جو کچھ انہوں نے فرمادیا وہ کرنا چاہئے۔

اصل عشق اتباعِ سنت میں ہے

عرض:- ایک بزرگ نے فرمایا تھا کہ میں تعزیہ کو بھی گالی نہیں دیتا اگرچہ بنانے والے کو منع کرتا ہوں ، لیکن تعزیہ بنانے والا حسنین کے عشق میں بناتا ہے، کیا عجب ہے کہ اس کا یہ عشق قیامت میں کام دے جائے۔

ارشاد:- جنہوں نے عشق کی تعلیم دی ہے ، انہوں نے اس کا طریقہ بھی بتایا ہے، اپنی طرف سے نہیں، اصل عشق تو اتباع سنت میں ہے، حضور اکرم ﷺ نے ایک صحابیؓ

کوایک جگہ کا امیر بنایا، ان کوفرمایا کہ تم سوار ہو جاؤ، ان کو سوار کر دیا، اور خود نصیحتیں ارشاد فرما تے ہوئے، پیدل چلے ذرا غور کی بات ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیدل چلیں، اور وہ صحابی اونٹ پر سوار ہوں، انہوں نے سوار ہونے سے انکار نہیں کیا، تو اضع نہیں کی، خاکساری نہیں برتی، جس طرح سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی کی تعمیل کی، بس یہی گر کی بات ہے کہ جس طرح سے حکم ہو اس پر عمل کیا جائے۔

تمت

بالخیر وعمت

بفضل اللہ تعالیٰ وبمنه وتوفیقه

وکرمه. ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

وتب علینا یا مولانا انک انت التواب الرحیم. وصلی اللہ

تعالیٰ علی خیر خلقه محمد وعلیٰ اٰله واصحابه

وازواجه وذریته واهل بیته اجمعین.

برحمتک یا ارحم

الراحمین.

(آمین)

☆☆☆☆☆☆☆